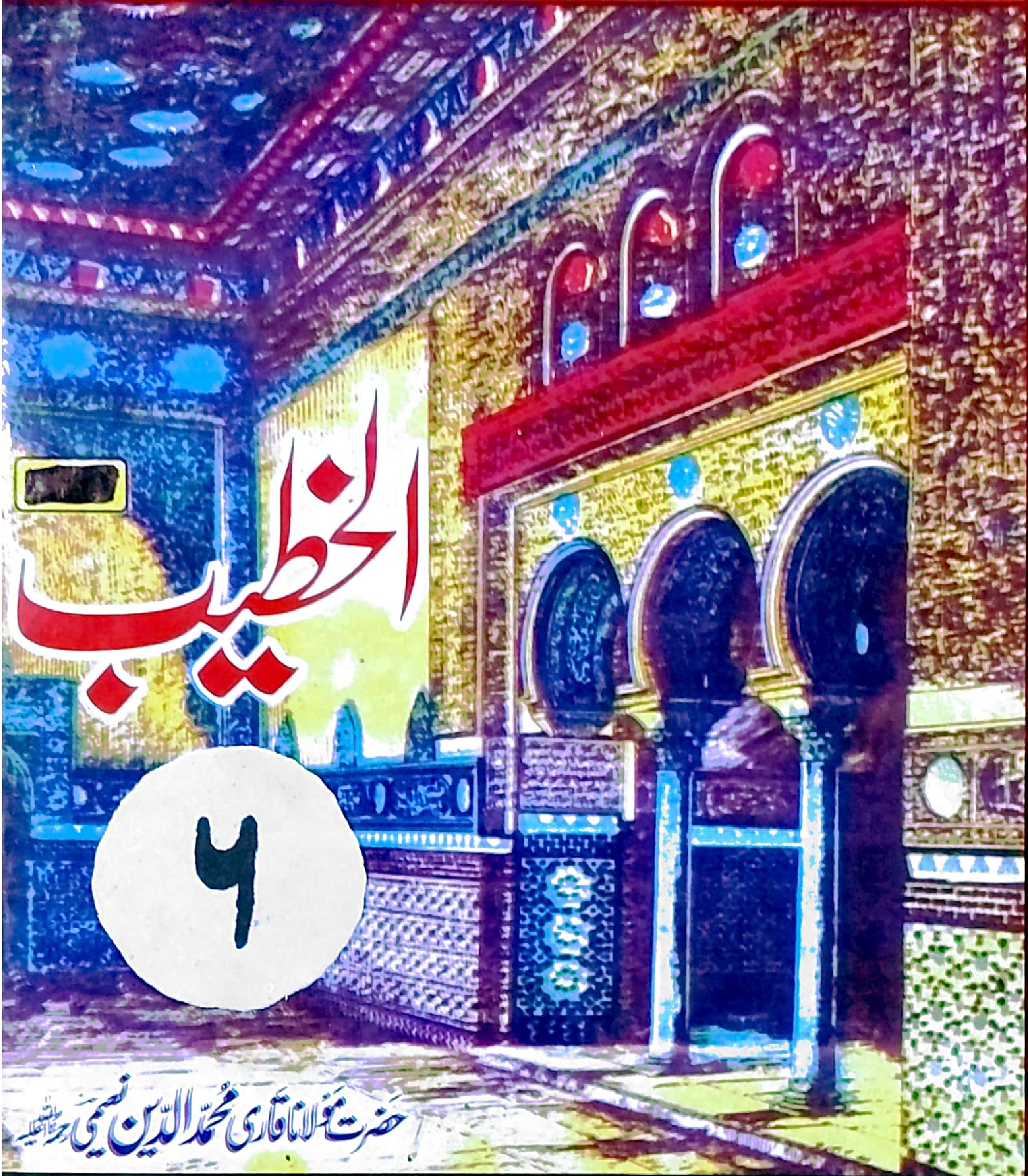

الخطیب

۶

حضرت مولانا قاری محمد الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نعیمیہ رضویہ

سُنّی رضوی جامع مسجد ○ رضا آباد ○ فیصل آباد فون نمبر ۶۱۲۸۵۳

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

کتاب ـــــ الخطیب حصہ ششم مخزنِ خطابت

مصنف ـــــ قاری محمد الدین نعیمی

کتابت ـــــ

نظرِ ثانی ـــــ مولانا محمد حنیف قادری رضوی

طابع ـــــ محمد امین الدین

مطبع ـــــ

تعداد ـــــ ایک ہزار

صفحات ـــــ ۲۸۸

سائز ـــــ ۱۸×۲۲/۸

سنِ اشاعت ـــــ گیارہ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ

ہدیہ ـــــ روپے صرف

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۱ گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

ناشر

مکتبہ نعیمیہ رضویہ، سُنّی رضوی جامع مسجد رضا آباد، فیصل آباد

انتساب

میں اپنی اس سعیِ جمیل کو بصد عجز و نیاز بصد احترام مسجد نبوی شریف میں بابِ جبریل کے پاس محرابِ تہجد کے سامنے چبوترہ پر بیٹھنے والے

درسگاہِ مصطفوی کے متعلمین

اصحاب صفّہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کی طرف منسوب کرتا ہوں وہ عاشقانِ باصفا جنھوں نے اپنی زندگیاں مدح والضحیٰ کی زیارت، حصولِ علم اور دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر رکھیں تھیں۔

اگر قبول افتد زہے عز و شرف

گدائے کوئے مدینہ

قاری محمد الدین نعیمی

نذرِ عقیدت

بصد خلوص، عجز و نیاز، بحضور شہزادہ عالی وقار نقشہ نقش لاثانی پیر طریقت، رہبر شریعت عالم باعمل حضرت پیر حافظ

سید عابد حسین شاہ

مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور سیداں شریف (سیالکوٹ)

الاھداء

میرے مشفق و مہربان والد محترم

شیخ محمد اسماعیل

رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کی شب و روز کی دعاؤں نے مجھے اللہ رب العالمین جل وعلاء اور حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مدح سرائی کی توفیق عطا فرمائی۔

منجانب

طالب دعا

قاری محمد الدین نعیمی

خطیب سنی رضوی جامع مسجد

رضا آباد فیصل آباد

پیش لفظ

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم وعلی اله و اصحابه اجمعین۔ امابعد۔

زندگی ایک سفر ہے---- یہ دنیا راہگذر اور انسان ایک مسافر ہے۔ اللہ رب العالمین احکم الحاکمین جل و علاء کا ارشاد مقدس ہے "وما الحیوۃ الدنیا الامتاع الغرور" یہ دنیا کی حیاتی محض ایک دھوکہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے یہ فرمایا "کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر السبیل" دنیا میں ایسی زندگی اختیار کر جیسے غریب الوطن راہ گیر اختیار کرتا ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بادشاہ ہو یا فقیر---- پیر ہو یا صغیر---- بڑا ہو یا چھوٹا--- غریب ہو یا امیر---- سب یہاں ایک مسافر کی حیثیت سے زندگی کے شب و روز گذار رہے ہیں--- آخرکار ہر ایک کو زیست دنیا کی سرحد کو عبور کر کے مالک حقیقی کے حضور پیش ہونا ہے--- "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

ہر ایک نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے--- موت سے کسی کو فرار نہیں--- بڑے بڑے حسینوں نازنینوں کو موت کے سانپ نے ڈسا ہے--- دنیا کو پھول سمجھ کر گلے لگانے والوں کو موت کے خار نے زخمی کیا ہے--- جس کسی نے شراب ہستی کو پینے کی کوشش کی اسے موت کے خمار نے بے ہوش کیا--- اس چمن جہاں کے ہر نہال کو پت جھڑ کے سپرد ہونا پڑا--- اس دنیا میں ہر ایک کو فنا ہونا ہے--- سوائے اللہ رب العالمین کے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

مسافروں کی اس بستی میں ہر ایک کشتی حیات مستعار پر سوار ہے--- یہاں زندگی کا سفر طے کرنے کے لئے مختلف قسم کا رخت سفر باندھے ایک ہی منزل کی جانب رواں ہیں--- کوئی دنیا کا مال و منال جمع کر رہا ہے--- کوئی اس سفر کو طے کرنے کے لئے سیم وزر کی تلاش میں ہے--- کوئی وزارت و امارت کے حصول کے چکر میں ہے--- کوئی اونچے محل کی تعمیر کے لئے سرگرداں ہے--- کوئی زمین و جائیداد، فیکٹری و کارخانہ حاصل کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے--- کوئی دنیا کو پانے میں لگا ہے--- اور کوئی اپنے رب کو منانے میں لگا ہوا ہے--- زندگی کے لیل و نہار یونہی گذر رہے ہیں۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
یوں ہی زندگی تمام ہوتی ہے

سفر زندگی میں قدم قدم پر بندے کا امتحان اور آزمائش ہو رہی

ہے--- لمحہ لمحہ صبر آزما ہے--- لغزشوں، دلفریبیوں کا طویل جال بچھا ہوا ہے--- شیطان لعین اور خود انسان کا نفس امارہ اس کی منزل کو کٹھن سے کٹھن تر کرنے میں مصروف ہے--- شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے--- "ان الشیطین للانسان عدو مبین" --- یہ پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک انسان کا پیچھا کرتا ہے۔ بدیوں برائیوں کو لوگوں کے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے--- "وزین لھم الشیطن اعمالھم" --- فریب کاری کو ہنر بتاتا ہے--- زوال کو کمال--- رذائل کو خصائل برے اعمال کو لوگوں کی نگاہ میں مزین کر کے ان کی دنیا و آخرت تباہ کر دیتا ہے۔

اللہ رب العالمین ارحم الرحمین جل وعلا کے فضل اور اس کے محبوب مکرم حضور سید المرسلین رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کے بغیر بندہ اپنے ازلی دشمن شیطان کی فریب کاریوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا--- رحیم و کریم مولیٰ اور رؤف رحیم نبی ﷺ کی نظر عنایت کے بغیر آخرت کے مسافروں کا سفر بخیریت نہیں ہو سکتا دنیا کی پریشانیوں اور آخرت کی دشوار گذار گھاٹیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی اور دربار مصطفوی سے تعلق کو مضبوط و مستحکم کرنا ضروری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس محبوب مکرم ﷺ کی تابعداری کرنا اور ان کی یاد کو ورد زباں اور حرز جاں بنانا مومن کے لئے ذریعہ نجات ہے۔

الحمد للہ مجھے مرشد ذی وقار عکس لاثانی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ فیض کے طفیل الخطیب

کی پانچ جلدیں اور اب یہ چھٹی جلد الخطیب حصہ ششم المعروف تحفہ خطابت تالیف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔۔۔ یہ بھی ذکر خدا اور یاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا ذریعہ ہے۔ آخر میں بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرما کر میرے لئے میرے اساتذہ کے لئے میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین بحرمت سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

طالب دعاء
قاری محمد الدین نعیمی
خطیب سنی رضوی جامع مسجد
رضا آباد فیصل آباد

۳۔ جمادی الاولیٰ بروز جمعۃ المبارک ۱۴۱۶ ھجری
بمطابق ۲۹۔ ستمبر ۱۹۹۵ء عیسوی

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۱= توحید	۱۵	واجب ہوگئی	۳۵
عقائد ونظریات	۱۶	اسم اعظم	۳۵
مبلغ اعظم	۱۹	بخشش ہوگئی	۳۶
وسیلۂ اعظم	۲۰	وسعت رزق	۳۶
چرخہ	۲۲	۲= جمال مصطفےٰ ﷺ	۳۸
فرشتوں کی پیشانی	۲۴	اقوال مفسرین	۴۰
چاریاروں کی پیشانی	۲۶	پردہ پوشی	۴۰
تہائی قرآن	۲۶	پیکر حسن وجمال	۴۵
جنت کا مقام	۲۷	نصیب اپنا اپنا	۴۶
سو شہید	۲۷	آئینہ	۴۸
دوزخ سے نجات	۲۸	سیدنا ابوہریرہ	۵۰
سایۂ رحمت	۲۸	اونٹ کی خریداری	۵۰
فرشتوں کی آمد	۲۹	چاند کا ٹکڑا	۵۲
تلقین	۳۱	حسن یوسف	۵۴
عظمت وکرامت	۳۲	جمال مستور	۵۵
جنت کی بشارت	۳۳	بے قراری	۵۷
جنت کا محل	۳۳	دراز گوش	۸۵
لشکر کا امیر	۳۴	شوق زیارت	۵۹
فیضان	۳۵	صدیق اکبر کی پسند	۶۰

Scanned with CamScanner

عنوانات	صفحہ نمبر
رخ والضحیٰ	۶۱
بصارت	۶۴
۳ = مالک کوثر ﷺ	۶۶
قوم نوح	۶۸
قوم عاد	۶۹
قوم شعیب	۷۰
قوم موسیٰ	۷۱
رسولوں کا تاجدار	۷۳
سایہ نہیں کوئی	۷۳
اوصاف حمیدہ	۷۴
نطق وحی یزداں	۷۴
محبوب کبریا	۷۵
گستاخ کی بربادی	۷۵
دس کا عدد	۷۷
فرزندان رسول ﷺ	۷۹
عطائے کوثر	۷۹
کوثر کیا ہے؟	۸۰
حوض کوثر	۸۱
خیر کثیر	۸۲
نبوت	۸۲
علوم	۸۳

عنوانات	صفحہ نمبر
خلق عظیم	۸۴
کثرت امت	۸۵
اولاد مصطفےٰ ﷺ	۸۶
۴ = جشن میلاد النبی ﷺ	۹۱
عظمت مصطفےٰ ﷺ	۹۴
شان والا	۹۵
محبوب پروردگار	۹۶
عیدین مناؤ	۹۶
ذکر میلاد شریف	۹۸
طلب کرو	۹۹
دعا کی قبولیت	۱۰۰
بیٹے کی بشارت	۱۰۱
میلاد مصطفےٰ ﷺ	۱۰۲
حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱۰۳
امت کا غم خوار	۱۰۵
رحمت ہی رحمت	۱۰۶
نرالی دعا	۱۰۷
ابر کرم	۱۰۸
۵ = اصول زندگی	۱۱۰
منشور حیات	۱۱۲
دنیا کا حصول	۱۱۳

عنوانات	صفحہ نمبر
کامیابی کی راہ	۱۱۴
وسعت قلب	۱۱۵
مرشد کی تلقین	۱۱۷
ارادہ کی پاکیزگی	۱۱۷
اخلاق کی قوت	۱۱۸
نیت بدل گئی	۱۲۰
اعمال کی قدر	۱۲۱
درس حدیث	۱۲۳
حسین یادوں کی تصور	۱۲۳
فرمان رسول ﷺ	۱۲۴
عالم دین	۱۲۵
سخی مالدار	۱۲۵
شہید	۱۲۶
قولی عبادت	۱۲۷
بدنی عبادت	۱۲۸
مالی عبادت	۱۲۹
غم کا کنواں	۱۲۹
ایک چرواہا	۱۳۰
۶ - جہاد فی سبیل اللہ	۱۳۴
سب کچھ قربان	۱۳۶
شانِ مجاہد	۱۳۷

عنوانات	صفحہ نمبر
اعلیٰ تجارت	۱۳۹
افضل عمل	۱۳۹
بہتر کون؟	۱۳۹
درس شجاعت	۱۴۰
مقام شہید	۱۴۱
چھ عظمتیں	۱۴۱
شفیعان محشر	۱۴۲
ضیافت	۱۴۳
لطف شہادت	۱۴۴
لشکر اسلام کا پہرہ	۱۴۵
شہید زندہ ہے	۱۴۶
۷ - فضائل قرآن	۱۵۰
ارشاد ربانی	۱۵۳
علامت	۱۵۴
حفاظت قرآن	۱۵۵
حافظ قرآن	۱۵۶
سورت ملک	۱۵۷
اعزاز	۱۵۸
آگ نہ جلائے	۱۵۸
قرب الٰہی	۱۵۹
خیر و برکت	۱۵۹

Scanned with CamScanner

عنوانات	صفحہ نمبر
افضل عبادت	۱۶۰
دو نور	۱۶۱
سورت یٰسین	۱۶۱
زندہ معجزہ	۱۶۲
کلام نور	۱۶۲
رشک	۱۶۳
شفاعت	۱۶۳
آخری منزل	۱۶۴
تلاوتِ قرآن	۱۶۵
دعاء	۱۶۵
تقدیر بدل گئی	۱۶۶
۸ ـ فیضان لیلۃ القدر	۱۶۸
رحمت کی برسات	۱۷۰
عبادت وریاضت	۱۷۲
اعلانِ بخشش	۱۷۵
چار جھنڈے	۱۷۵
شب قدر	۱۷۶
نسبت	۱۷۹
نسبت کا احترام	۱۸۲
دل کی صفائی	۱۸۸
ساترج	۱۸۹
حضرت علقمہ	۱۹۰
۹ ـ فضائل مسجد حصہ اول	۱۹۴
پہلی مسجد	۱۹۷
مسجد نبوی شریف	۲۰۰
جنتی گھر	۲۰۴
مسجد کی نگہبانی	۲۰۶
روشنی کا اہتمام	۲۰۶
چٹائی کا بچھانا	۲۰۷
مسجد کی تعظیم	۲۰۷
۱۰ ـ فضائل مسجد حصہ دوم	۲۱۱
مشفق ومہربان	۲۱۳
مساوات	۲۱۵
جنت کے باغات	۲۱۷
جنت کی مہمانی	۲۱۷
محبوب مقام	۲۱۸
سایۂ رحمت	۲۱۹
سنن ھدیٰ	۲۲۱
عظمت بندگی	۲۲۲
ہر قدم پر نیکی	۲۲۲
صحابی کا عمل	۲۲۲
قدموں کے نشان	۲۲۳

عنوانات	صفحہ نمبر
خوشخبری	۲۲۴
آنکھیں روشن	۲۲۴
۱۱ ـ برکات جمعۃ المبارک	۲۲۷
سید الایام	۲۳۰
ساعت قبولیت	۲۳۱
اعجاز جمعہ	۲۳۲
فرشتوں کی آمد	۲۳۳
مہر لگ جاتی ہے	۲۳۶
وعید	۲۳۷
۱۲ ـ عظمت اولیاء کرام	۲۴۳
عالم کون ہے؟	۲۴۴
عظمت اولیاء کرام	۲۴۶
رضا جوئی	۲۴۸
امانت خداوندی	۲۴۹
وارث	۲۵۰
عطائے جنت	۲۵۳
مددگار	۲۵۴
مشکل کشا	۲۵۴
مرید سو گئی	۲۵۵
قریبی	۲۵۷
فنا فی اللہ	۲۶۰
مظہر انوار	۲۶۱
ولی کی پہچان	۲۶۳
۱۳ ـ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۵
پاکیزگی	۲۶۹
ستھرائی	۲۶۹
روحانی معالج	۲۷۰
گنج بخش	۲۷۰
فیضان داتا رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۲
محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۵
جنتی ہو گیا	۲۷۶
راجہ راؤ	۲۷۸
راجو جوگی	۲۸۱
ہندوں کی بارات	۲۸۳
سمتِ کعبہ	۲۸۴
اشتہار	۲۸۷
اختتام	۲۸۸

Scanned with CamScanner

طلباء، خطبا، باذوق حضرات کے لئے انمول تحفہ

جمالِ خطابت

تالیف

خطیب اہلسنت مولانا قاری محمد الدین نعیمی

0 ۔ جس میں قرآن و احادیث، کتب تفاسیر، معتبر کتب سے مستند روایات کو جمع کر کے عربی فارسی اردو پنجابی اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔

0۔ صفحات ۳۰۴ سائز ۲۲×۱۸ / ۸

0 ۔ آفسٹ طباعت دیدہ زیب کتابت پرکشش ٹائٹل عنقریب شائع ہورہی ہے۔

مکتبہ نعیمیہ رضویہ سنی رضوی جامع مسجد رستم آباد فیصل آباد

فون نمبر ۶۱۲۸۵۳

توحید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰینَا الْعَظِیْمُ ہ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ہ

تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ
تو ہی ہر بشر کا ہے مُدعا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
کہ ہے تو ہی تو نہیں مِثل تیرا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تو ہی رب ہے تو ہی کریم ہے تو قدیر ہے تو رحیم ہے
تو ہی ہے خدا تو ہی کبریا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تیری حمد ہو سکے کیا بیاں کہ ہے تو ہی خالق اِنس و آں
تیرے ہاتھ میں ہے فنا و بقا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تری کُنہ کوئی نہ پا سکا ہُوا پست عقل کا حوصلہ
کہ ہے عقل کی یہاں بات کیا تیری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

قابلِ احترام بزرگو، دوستو، عزیز ساتھیو! ہمارا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک، اللہ ربّ العالمین جل وعلاء ہے ـــــ وہ احد ہے صمد ہے وحدہٗ لاشریک ہے ـــــ اِس کی ذات وصفات میں اُس کا کوئی ہمسر، ہم پلہ ـــــ برابر کا نہیں ہے۔ نہ ہی اسکا کوئی مِثل ہے نہ مثال ہے ـــــ وہ ازلی ہے ـــــ ابدی ہے ـــــ حیّ و قیوم ہے ـــــ یہ عقیدہ ہر مسلمان و مومن کا ہے۔

سامعینِ محترم! اگر آپ دنیا کے دوسرے مذاہب کے عقائد کا مطالعہ کریں تو آپ اُن کے عقائد و نظریات کو پڑھ اور دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیں گے۔

عقائد و نظریات دُنیا میں بسنے والا انسانوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ تبارک و تعالےٰ کی ہستی کا ہی منکر ہے ـــــ اور اس کا کہنا ہے کہ یہ دنیا اور یہ تمام عالمِ موجودات یوں ہی اتفاقاً ایک حادثہ کی پیداوار ہے ـــــ اس کا بنانے

والا کوئی نہیں ـــــ اس میں کسی حکمت، علم اور قدرت کا کوئی دخل نہیں ـــــ یہ نیلگوں آسمان کی بے پایہ چھت جس میں کسی سہارے دستون کا وجود تک نہیں ـــــ یہ حدِ نظر فرشِ زمین ـــــ یہ بلند و بالا، آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ ـــــ یہ سبزہ زار ـــــ یہ لہلہاتی کھیتیاں ـــــ یہ رنگ برنگے پھولوں اور پھلوں سے مہکتے ہوئے باغات ـــــ یہ برگ و ثمر ـــــ شمس و قمر ـــــ بحر و بر ـــــ آفتاب و مہتاب ـــــ یہ ستاروں کی جھل مل ـــــ یہ کہکشاں کی قطار ـــــ یہ لیل و نہار نباتات، جمادات و حیوانات ـــــ جنّ و اِنس ـــــ یہ چمن ہستی کی بہار ـــــ یہ سج دھج جس میں ایک اصول اور قاعدہ ـــــ جو اپنے قواعد و ضوابط سے اپنے اپنے دائرہ میں نہ جانے کب سے سفر کر رہی ہیں اور نہ جانے کب تک یہ عمل جاری رہے گا۔ جس نظام میں اتنی باقاعدگی اور اتنا نظم و ضبط ہو وہ حادثاتی کیسے کہلا سکتا ہے۔ حادثہ تو خود ایک انقلاب ہوتا ہے جو اپنے عالمِ وجود کو درہم برہم اور چلنے والے نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے ـــــ جبکہ کائنات کے کسی بھی شعبے میں بال کے ہزارویں حصے کے برابر بے ضابطگی اور بے اصولی نظر نہیں آتی۔ تو اس سے اندازہ کیا جا سکتا کہ ایسا کہنے والا گروہ خود عقل و فہم کے کس درجے میں فِٹ ہوتا ہے۔ کہ یہ چمن ہستی کی بہار ـــــ یہ سج دھج خود بخود وجود میں آگئی اور اس کا بنانے والا کوئی نہیں ـــــ (معاذاللہ)

اور ایک انسانوں کا گروہ ایسا ہے جو خُدا کے ہونے کے تو قائل ہیں ـــــ مگر اُن کے عقیدہ کے مطابق خداؤں کی تعداد بے حساب ہے ـــــ اُن کے نزدیک ہر چیز کا الگ الگ خُدا ہے ـــــ آسمان کو بنانے والا خدا اور ہے ـــــ زمین کو پیدا کرنے والا اور ـــــ بارش برسانے والا اور ـــــ اولاد دینے والا اور ـــــ غرضیکہ

ہر شعبۂ زندگی کا ایک الگ خدا ہے۔ (معاذاللہ)

کچھ لوگوں نے سونا، چاندی ـــ لکڑ پتھر کی بے جان مورتوں کو اپنا خدا جانتے ہیں اور اُن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں ـــ اُن سے اُمیدیں وابستہ رکھتے ہیں ـــ بعض لوگ سورج، چاند، ستارہ پرستی میں مبتلاء ہیں ـــ کوئی آگ کی پوجا کرتا ہے تو کوئی گائے کو اپنا خدا مانتا ہے ـــ کوئی سانپ بچھوؤں اور درختوں کو اپنا رب مان رہے ہیں۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولاد ہے (معاذاللہ) قرآن نے اُن کے عقیدۂ بد کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ
(پ ۱۷ ع ۲)

" اور انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اولاد بنایا۔ مگر وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے پاک ہے (وہ فرشتے) اسکے بندے عزت والے ہیں"

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
(پ ۲۵ ع ۷)

" اور انہوں نے ٹھہرائی ہے حق تعالیٰ کے لئے اولاد اسکے بندوں میں سے تحقیق انسان صریح ناشکر گزار ہے۔"

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ۔
(پ ۲۵ ع ۸)

" اور انہوں نے رحمٰن کے لئے فرشتوں کو عورت قرار دیا جو اس کے بندے ہیں۔ کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔"

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ (پ ۲۵ ع ۸)

" کیا اللہ نے اپنی مخلوق بیٹیاں پسند کیں۔ اور تمہارے لئے بیٹوں کو خاص کیا"

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝
(پ ۷ ع ۱۸)

" اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور انہوں نے بغیر کسی ثبوت کے لئے بیٹے اور بیٹیاں قرار دیں وہ پاک ہے اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے ـــ کہ کچھ لوگوں نے (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ کو صاحبِ اولاد کہا اور یہودیوں نے جناب عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا ـــ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کا بیٹا کہا ـــ اور بعض تو عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا مانتے ہیں ـــ کسی نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا ـــ غرضیکہ دنیا جہاں کے لوگوں کے تصورات وعقائد کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ان گنت نظریات ہیں جس کو ہم شمار نہیں کر سکتے ـــ

مبلغ اعظم

خالق کائنات نے ان خرافات کو ماننے والوں۔ جھوٹے خداؤں کے پجاریوں کی ہدایت اور رہبری کے لیئے۔ دعوت حق کے مبلغ اعظم توحید باری تعالیٰ کے علمبردار ـــ ہمارے آقا و مولیٰ، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ " اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اعلان کردو ـــ " قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا "

" اے لوگو! کہہ دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کامیابی پا جاؤ گے۔"

آپ کا یہ اعلانِ حق سُن کر سینکڑوں خداؤں کے آگے سجدہ ریز ہونے والے مشرکینِ مکہ کے پراگندہ ذہنوں میں مختلف قسم کے سوالات، اعتراضات گردش کرنے

Scanned with CamScanner

لگے اور آپ دعوتِ حق کو سُنکر کہنے لگے :۔

یَا مُحَمَّدُ اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے اپنے رب کا نسب بیان کرو۔"

تو اس موقعہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ اخلاص کو نازل فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ "اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ خود جنا گیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔"

آکھ دیو سب لوکاں تائیں اِکو خالق سب دا
احد صمد ذات ہے اُسدی مالک بحر و برُدا

وسیلہ اعظم اِس صورتِ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اعلان کر دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے ـــ یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے ذات کے متعلق پوچھنے والو ـــ انا اللہ احد ـــ مَیں اللہ ایک ہُوں بلکہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ کہہ دو کہ وہ اللہ تعالےٰ ایک ہے ـــ

قُل کہہ کر اپنی بات بھی تیرے منہ سے سُنی
اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بات میری ہو اور زبان تیری ہو ـــ میری توحید کا اعلان بھی تیری ہی زبانِ فیضِ ترجمان سے ہو ـــ اور جو مجھے اللہ مانے تو تیرے وسیلہ سے مانے ـــ اور جو میری بارگاہ تک پہنچنا چاہے

تو تیرے وسیلہ و ذریعے سے پہنچے ـــ سرکار اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک، اللہ رب العالمین جل وعلا نے فرمایا ـــ قُل ہو اللہ احد ـــ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم فرما دو کہ وہ مالک و خالق اللہ صرف ایک ہے ـــ وہ بے نیاز ہے ساری کائنات اس کے دَر کی محتاج ہے ـــ اور وہ کسی کا حاجت مند نہیں ہے ـــ شاعر نے اس مقام پر کیا خوب عرض کیا ہے :۔

احد صمد ذات خُدا دی دِتی نبی گواہی
اُس دی مِثل مثال نہ کوئی ہے دو جگ تے شاہی

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے۔ اُس کی ذات میں اُس کی صفات میں ـــ اس کا کوئی ہم پلہ، ہمسر و برابر کا نہیں ـــ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے :۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۔ "اگر زمین و آسمان میں خُدا کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔" (پ ۱۷ ع ۲)

اِس آیت مقدسہ میں بڑے ہی آسان اور واضح انداز میں مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا کہ اگر زمین و آسمان میں خداوند قدوس کے علاوہ دیگر خداؤں کا وجود ہوتا تو اس زمین و آسمان اور کائنات کا وجود خطرے میں رہتا اور یہ دنیا تباہی و بربادی کا باعث بن جاتی۔ کیونکہ ایک خدا چاہتا میں بارش

برسانا چاہتا ہوں، جبکہ دوسرا چاہتا کہ وہ دھوپ نکالنا بہتر سمجھتا ہے ــــ ایک رب کسی کو صحت بخشنا چاہتا ــــ جبکہ دوسرا خدا اسے مزید بیماری میں مبتلا رکھنا چاہتا ــــ ایک چاہتا کہ اس وقت دن ہونا چاہئیے ــــ جبکہ دوسرا رات کو پسند کرتا ــــ دو خدا ہوتے تو یہ دنیا تباہ و برباد ہو جاتی ــــ اس کائنات کا سکون و عمل غارت ہو جاتا ــــ ایک عورت کے دو خاوند ہوں تو وہ گھر برباد ہو جاتا ہے ایک فوج کے دو جرنل ہوں تو وہ فوج کبھی جنگ جیت نہیں سکتی ــــ ایک ہی ملک کے دو بادشاہ ہوں تو وہ ملک ویران ہو جاتا ہے ــــ اسی طرح کائنات عالم میں خداؤں کی بہتات ہوتی تو یہ کائنات کبھی کی تباہ و برباد ہو چکی ہوتی۔

چرخہ:۔ ایک صاحب علم نے ایک ضعیف خاتون کو چرخہ کاتنے میں مگن دیکھا تو خاتون سے فرمایا ــــ بڑی بی تو نے ساری زندگی چرخہ کاتنے میں گذار دی ہے ــــ کبھی تو نے اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرنے کی بھی کوشش کی؟ ــــ تو بڑی بی نے جواب دیا ــــ وہ بھی کوئی انسان ہے جو اپنے پیدا کرنے والے سے ایک لمحہ کے لیئے بھی غافل ہو! ــــ اس عالم نے کہا ــــ اماں جان اگر آپ کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہے تو بتلایئے آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ ــــ بڑی بی نے جواب دیا ــــ یہ میرا چرخہ! ــــ اسلیئے کہ جب تک اس کو کوئی چلانے والا نہ ہو تو یہ کس طرح چلے گا ــــ تو زمین و آسمان اور اس وسیع کائنات کا جو نظام چل رہا ہے تو اس سے صاف اور واضح معلوم ہو رہا ہے کہ کوئی اتنے بڑے نظام کو چلانے والا ضرور ہے ــــ دیکھو دن چڑھتا ہے پھر رات چھا جاتی ہے ــــ گرمی آتی ہے اس کے بعد سردی شروع ہو جاتی ہے۔ اور کائنات کا پورا نظام ایک تسلسل سے جاری ہے ــــ اور یہی

اسباب کا واضح ثبوت ہے کہ اتنی بڑی کائنات کے نظام کو کنٹرول کرنے والی بھی کوئی ہستی ہے جو کہ سب سے بڑی اور اعلیٰ و ارفع ہے ــــ عالم دین نے کہا کہ اماں جی یہ تو معلوم ہو گیا کہ خداوند قدوس کی ذات اقدس موجود ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے ــــ تو یہ بھی بتائیے کہ یہ خدا کتنے ہیں؟ ــــ بڑی بی نے کہا کہ بیٹا وہ صرف ایک ہی ذات ہے ــــ عالم دین اماں جی سے اس بات کی دلیل کے بارے میں پوچھا! ــــ تو بوڑھیا نے پھر دلیل کے لیئے اپنے چرخے کا حوالہ دیا ــــ وہ اس لئے کہ چرخہ چلانے والی ایک ہو تو چرخہ صحیح طور پر چلے گا اور اپنا پورا کام کرے گا۔ اگر اس کو چلانے والی دو ہوں تو ایک دائیں طرف گھمائے گی جبکہ دوسری بائیں طرف کو چلانے کی کوشش کرے گی ــــ تو اس طرح چرخہ کام نہیں کر سکے ــــ اور اسطرح کام کرنے سے چرخے کو نقصان پہنچے گا اول مال ٹوٹ جائے گی پھر چرخہ خراب ہو جائے اور یہ کسی کام کا نہ رہے گا ــــ

اسی طرح اگر اس کائنات کو چلانے والے دو ہوتے تو یہ بھی کبھی کے تباہ و برباد ہو چکے ہوتے ــــ جب یہ اتنا بڑا نظام کائنات نہ جانے کب سے درست طریقے چلے رہا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ اس کو چلانے والا بھی کوئی عظیم ہے اور وہ اکیلا ہے ــــ

اِک ہے اِک دی دِل وچہ سِک ہے
اک کُوں جیہڑا دو جانے کافر مُشرک ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ اے محبوب اعلان کر دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔

پاک خداوند ملکاں والا ملکوتاں دا سائیں
قدرت اُس دی لبھدی نائیں سارے عالم تائیں

Scanned with CamScanner

نہ اُس جند جُثہ جام بے مانند ایسی
لم یلد ولم یولد ہے سدا اوسے دی شاہی
آپے دانا آپے بینا ہر کم کردا آپے
واحد لاشریک الٰہی صفتاں نال سہاپے

سامعینِ محترم! اسلام کی عمارت کی بُنیاد اور اساس عقیدہ توحید پر ہے اور عقیدۂ توحید کا مفصل بیان سورۂ اخلاص ـــــ اسی سورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی کبریائی و یکتائی ـــــ احدیّت و صمدیّت کا ذکر موجود ہے ـــــ اس سورت کے پڑھنے اور سمجھنے سے عقیدہ کی درستگی ہوتی ہے ـــــ دِل کو سکون اور ایمان کو جلاء اور نورانیت حاصل ہوتی ہے ـــــ یہ سورت خالقِ دوجہان کے حمد و ثناء کا حسین گلدستہ ہے ـــــ اس پر مومن دِل و جان سے قربان ہے۔ اور یہ سورت اہل عرفان کی وردِ زبان ہے ـــــ اور وہ اپنے خالق و مالک کے حضور عرض کرتے ہیں۔

دم دم نال ذِکر کراں مولا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

سورۃ اخلاص وہ پُرعظمت ہے کہ جس کے متعلق حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ـ

فرشتوں کی پیشانی سیّدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی، مَیں نے دیکھا کہ عرش پر تین لاکھ ساٹھ ہزار ستون ہیں۔ ایک ستون سے دوسرے ستون تک کا فاصلہ تین لاکھ برس کا ہے ـــــ ہر ستون کے نیچے بارہ ہزار میدان ہیں ـــــ مشرق سے مغرب

تک ـــــ اور ہر میدان میں اسی (۸۰) ہزار فرشتے ہیں ـــــ جو قل ہو اللہ احد پڑھتے ہیں ـــ تو جب پڑھنے سے فارغ ہوتے ہیں ـــ تو عرض کرتے ہیں ـــــ

اے ہمارے پروردگار، ـ اے ہمارے سردار ہم نے سورۃ اخلاص پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ ثواب بخش دیا ہے ـــــ

صحابہ کرام یہ سنکر متعجب ہوئے ـــــ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔

عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا:ـ وَالذی نفسی بیدہٖ ـــ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے ـــــ اِنَّ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ احد ہ مَکْتُوْبٌ عَلٰی جَنَاحِ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَام ـــــ تحقیق قل ہو اللہ احد جبرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے ـــــ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ہ مَکْتُوبٌ عَلٰی جَنَاحِ مِیکَائِیْل عَلَیْہِ السَّلَام ـــــ اللہ الصمد ہ حضرت میکائیل کے پروں پر لکھا ہوا ہے ـــــ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہ مَکْتُوبٌ عَلٰی جَنَاحِ عِزْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ـــــ لم یلد ولم یولد ہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر تحریر ہے ـــــ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ مَکْتُوبٌ عَلٰی جَنَاحِ اِسْرَافِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ـــــ اور ولم یکن لہ کفواً احد حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پروں پر تحریر ہے ـــــ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا ـــــ میرا جو اُمتی سورہ اخلاص پڑھے تو اُسے اللہ تعالیٰ تورات، زبور، انجیل اور قرآن عظیم کی تلاوت کا ثواب عطا فرماتا ہے ـــــ (درۃ الناصحین صـ ۲۹۶)

چار یاروں کی پیشانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم اس بات پر متعجب ہوتے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَكْتُوْبٌ عَلٰی جَبْهَةِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ مَكْتُوْبٌ عَلٰی جَبْهَةِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مَكْتُوْبٌ عَلٰی جَبْهَةِ عُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ مَكْتُوْبٌ عَلٰی جَبْهَةِ عَلِیِّ نِ السَّخِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قل ہو اللہ احد ابوبکر صدیق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے اللہ الصمد، عمر فاروق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ لم یلد ولم یولد۔ عثمان ذوالنورین کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ولم یکن لہٗ کفوا احد علی سخی کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(درۃ الناصحین صـ ۲۹۷)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

تہائی قرآن سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ مَرَّةً فَكَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَیْنِ فَكَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَأَهَا

"جس نے ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی گویا اس نے قرآن کا تہائی حصہ پڑھا اور جس نے سورت اخلاص دو مرتبہ پڑھی گویا اس نے قرآن کا دو تہائی حصہ پڑھا اور جس نے تین مرتبہ پڑھی

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَاَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ وَمَنْ قَرَأَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَی اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ مِنْ یَاقُوْتٍ حَمْرَاءَ وَفِی الْخَبَرِ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ فِی الْفَرَائِضِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَلِوَالِدَیْهِ وَمَحٰی اِسْمَهٗ مِنْ دِیْوَانِ الْاَشْقِیَاءِ وَكَتَبَهٗ فِیْ دِیْوَانِ السُّعَدَاءِ۔

گویا اس نے مکمل قرآن کریم پڑھا اور جس نے سورت اخلاص کو دس مرتبہ پڑھا تو اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت سے محل بنائے گا اور روایت ہے جو سورۃ اخلاص فرض نمازوں میں پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کی بخشش فرمائے گا اور اس کا نام اشقیاء کے دفتر سے مٹا دے گا۔ اور اسے نیک بخت لوگوں کے دفتر میں لکھ دیا جائے گا۔"

(درۃ الناصحین صـ ۲۹۷)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے۔

جنت کا مقام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مرض موت میں سورت اخلاص پڑھی تو وہ قبر میں نہیں جلے گا اور قبر اسے نہیں دبائے گی اس کو فرشتے اپنے پروں پر اٹھائیں گے حتیٰ کہ پل صراط سے گزار کر جنت میں پہنچا دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ بسم اللہ بھی پڑھتا ہو اس کے ساتھ۔ (درۃ الناصحین صـ ۲۹۷)

سو شہید کا ثواب:۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بعد نماز فجر دس مرتبہ سورت اخلاص پڑھے گا تو وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ شیطان اسے گناہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ ۰ مَرَّةً وَّاحِدَةً اَعْطَاهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْاَجْرِ كَمِثْلِ
اَجْرِ مِائَةِ شَهِيْدٍ ۔

"جس نے سورۃ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھا اسے اللہ تعالےٰ سو شہیدوں کے اجر کا ثواب دیتا ہے۔"

درۃ الناصحین صہ ۲۹۳

دوزخ سے نجات

روایت ہے کہ ایک شخص فوت ہو جانے کے بعد اس کے والدین نے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ دوزخ میں بند ہے ۔ پھر دوسری رات دیکھا تو وہ جنت میں تھا ۔ پوچھا کہ کل تو تو دوزخ میں تھا، آج جنت میں کیسے پہنچ گئے تو اس نے جواب دیا کہ ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزرا اور اُس نے تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور پھر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا ۔ جو ہم قبرستان میں مدفون لوگوں میں تقسیم ہوگیا اور جو ثواب میرے حصے میں آیا، اس کی برکت سے مجھے دوزخ سے نجات مل گئی ہے ۔

(درۃ الناصحین صہ ۲۹۴ تفسیر خازن)

دم دم نال ذکر کراں تیریاں شاناں دا

سایۂ رحمت

سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت پر عذاب ہونے کا خوف شب و روز رہتا تھا ـــــ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام، سورۂ اخلاص لے کر آئے تو مجھے تسلی ہوئی کہ اس سورت کے نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ میری اُمت کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا ۔ اسلئے کہ اس سورت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو

شخص اس کی ہمیشہ تلاوت کریگا ۔ تو اُس کے سر پر آسمان سے رحمت خداوندی کا سایہ ہوتا ہے جو اسے اپنے دامن میں لے لیتا ہے :۔

فَيَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى قَارِئِهَا
فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ مَغْفِرَةً
لَا يُعَذِّبُ بَعْدَهَا اَبَدًا وَلَا
يَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى شَيْئًا اِلَّا
اَعْطَاهُ (درۃ الناصحین صہ ۲۹۴ تفسیر حنفی)

"تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے پڑھنے والے کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے اور اس کے بعد عذاب نہیں کرے گا اور وہ جو چیز اللہ سے طلب کرے گا وہ اُسے عطا کی جائے گی ۔"

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

فرشتوں کی آمد

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام تبوک پر تھے اور سورج اتنا چمکدار تھا کہ ایسی روشنی ہم نے اس کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی ۔ ابھی مدینہ طیبہ سے ایک ماہ کے فاصلہ پر ہم لوگ تھے کہ سورج کی روشنی میں تبدیلی آگئی اور جب جبریل علیہ السلام بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوئے تو :۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ مَالِيْ اَرَى الشَّمْسَ
مُغَيَّرَةً فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكَثْرَةِ اَجْنِحَةِ
الْمَلٰئِكَةِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ

"تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے جبرائیل علیہ السلام کہ کیا وجہ ہے جو سورج کی روشنی میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے یہ رونما ہوئی ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا

Scanned with CamScanner

وَالسَّلَامُ لِمَ ذٰلِكَ قَالَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ مُقَرَّوَةٍ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ الْيَوْمَ فَبَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ قَالَ لِمَ ذٰلِكَ قَالَ لِكَثْرَةِ قِرَاءَتِهٖ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَشْيِهٖ وَقِيَامِهٖ وَقُعُوْدِهٖ وَذَاهِبًا وَجَائِيًا وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ (درۃ الناصحین ص٢٩٥ تفسیر ابن کثیر)

کیوں ہُوا ہے۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آج مدینہ میں معاویہ بن قردہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے تاکہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ایسا کیوں ہُوا عرض کیا کہ وہ کثرت سے رات کو اور دن میں، چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے۔ آتے جاتے اور ہر حال میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ''

فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ اَنْ اَقْبِضَ الْاَرْضَ فَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نَعَمْ

" تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اگر آپ حکم کریں تو میں زمین کو سمیٹ دوں تاکہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں سمیٹ دو۔ ''

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر زمین پر مارے تو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سمٹ گئی اور آپ مدینہ طیبہ پہنچ گئے پھر جب اس صحابی رسول کا جنازہ اُٹھایا گیا ——— تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اُن کے پیچھے ستر ہزار فرشتہ تھا جنہوں نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر لوٹ آئے نبی مکرم صلی اللہ

علیہ وسلم مقام تبوک پر۔ (درۃ الناصحین ص٢٩٥)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

تلقین: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جناب سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہیں کہ تم سویا نہ کرو جب تک چار کام نہ کر لیا کرو! پہلا کام یہ کہ جب تک تم قرآن نہ ختم کر لو ——— دوسرا کام یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام روزِ قیامت تمہاری شفاعت کریں ——— تیسرا کام کہ تمام مسلمان تجھ سے راضی ہوں۔ چوتھا یہ کام کہ تم حج وعمرہ نہ کر لو ———

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:۔ لَا تَنَامِيْ حَتّٰى تَعْمَلِيْ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ (درۃ الناصحین ٢٩٣) " کہ تم سویا نہ کرو جب تک چار کام نہ کر لو۔ ''

قرآن کو ختم کرنا ——— انبیاء علیہم السلام کو روزِ محشر کے لئے اپنا شفیع بناؤ ——— مسلمانوں کی رضا حاصل کرنا ——— حج اور عمرہ کرنا۔ نیک عمل جب تک نہ کر لو، تم سویا نہ کرو ——— جناب عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ——— یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل یہ چار کام کرنے کی مجھ میں قوت نہیں ———

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ اِذَا قَرَأْتَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَكَاَنَّمَا خَتَمْتَ الْقُرْاٰنَ۔

" تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا تو قل ھو اللہ احد پڑھے گی تو یہ ایسا ہے کہ جیسے تو قرآن مجید ختم کر لیا۔ ''

اور جب تو نے مجھ پر اور میرے قبل ہونے والے انبیاء علیہم السلام پر درود

بھیجا کرو تو یہ سب تیرے لئے شفاعت کرنے والے ہوں گے ـــ جب تُو نے مومنین کے لئے بخشش مانگی تو تمام مومنین کی خوشنودی حاصل ہو گئی ـــ اور جب تُو نے سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا

فَقَدْ حَجَجْتَ وَاعْتَمَرْتَ

"پس تو نے حج اور عمرہ ادا کیا ۔"

(درۃ الناصحین ص۲۹۳)

دم دم نال ذکر کراں تیریاں شاناں دا ۔

عظمت وکرامت روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے دروازہ پر جلوہ افروز تھے کہ اتنے میں ایک شخص کا جنازہ آیا ـــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا ـــ کیا اس پر کوئی قرض ہے ـــ تو عرض کیا گیا اس پر چار درہم قرض تھا جو ادا کئے بغیر فوت ہو گیا ـــ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ تم اس کا جنازہ پڑھو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا ـــ تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ـــ

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللہَ یَقْرَءُكَ السَّلَامُ

"عرض کیا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے ۔"

وَیَقُوْلُ بَعَثْتُ جِبْرَائِیْلَ بِصُوْرَتِہٖ وَاَدّٰی دَیْنَہٗ ۔

"اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جبرئیل کو اس کی شکل میں بھیجکر اسکا قرض ادا کر دیا ہے

ثُمَّ فَصَلِّ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَتِہٖ غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہٗ ۔

"اُٹھیے اور اس کا جنازہ پڑھیے ، تحقیق یہ بخشا ہوا ہے اور جو اس کا جنازہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی بخشش فرما دے گا ۔"

فَقَالَ النَّبِیُّ مَنْ دِیْنُ لَہٗ ھٰذَا

"میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ

الکَرَامَۃُ فَقَالَ بِقِرَاءَتِہٖ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ سُوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ ۔ لِاَنَّ فِیْھَا بَیَانَ صِفَاتِ اللہِ تَعَالٰی وَالثَّنَاءَ عَلَیْہِ ۔ (درۃ الناصحین ص۲۹۶)

اسے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ ہر روز سو مرتبہ سورت اخلاص پڑھا کرتا تھا ۔ اسلئے کہ اس سورت میں اللہ کی صفات اور اس کی ثناء ہے ۔

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

جنّت کی خوشخبری

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ فِیْ عُمْرِہٖ مَرَّۃً لَا یَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَرٰی مَکَانَہٗ فِی الْجَنَّۃِ خُصُوْصًا مَنْ قَرَأَھَا فِی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّۃً یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِجَمِیْعِ اَقْرِبَائِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ مِمَّنْ اِسْتَوْجَبَ النَّارَ ۔ (درۃ الناصحین ص۲۹۶)

"اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عمر میں ایک مرتبہ یہ سورت پڑھے گا وہ دُنیا سے نہیں جائے گا جب تک وہ جنت میں اپنا مکان نہ دیکھ لے گا خصوصاً جس شخص نے اس کو پانچ نمازوں میں روزانہ ایک مرتبہ پڑھا وہ قیامت کے روز شفاعت کرے گا اپنے تمام عزیز واقارب کی جن پر دوزخ واجب ہو چکا ہو گا ۔"

دم دم نال ذکر کراں مُولا تیریاں شاناں دا

جنّت کا محل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قل ھو اللہ احد دس مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّت میں ایک محل عطا کرے گا ۔ اور جس نے

بیس (۲۰) مرتبہ پڑھا۔ اس کے لئے دو محل بنائے جائیں گے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی پھر تو ہم بہت سے محل بنوا لیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تم عطائے ربِّ جلیل پر تعجب نہ کرو۔ ربّ تعالیٰ کی جنّت بہت وسیع ہے اور اس کی عطا بھی بڑی وسیع ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا۔

لشکر کا امیر ۔ سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجا جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تو قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا، جب لشکری واپس پہنچے تو انہوں نے یہ ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ـــ تو آپ نے فرمایا کہ امیر سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔

لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا ـــ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقانیت بیان کرتی ہے اسلئے میں اس کو نماز میں پڑھتا ہوں اور یہ مجھے بہت پسند ہے ـــ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ ۔ (بخاری صفحہ ۱۰۹۷ ج ۲)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔"

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

فیضان سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ـــ

مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۸)

"جس نے روزانہ دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے گا جب کہ اس پر قرض نہ ہو۔"

واجب ہوگئی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے سنا تو فرمایا۔ وَجَبَتْ ۔ واجب ہوگئی ـــ تو میں نے عرض کیا ـــ وَمَا وَجَبَتْ ـــ کیا واجب ہوگئی ـــ قَالَ الْجَنَّةُ ـــ تو فرمایا جنت ـــ (مشکوٰۃ)

دم دم نال ذکر کراں تیریاں شاناں دا

اسمِ اعظم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا ـــ تو وہاں ایک شخص نماز سے فارغ ہو کر اس طرح دعا مانگ رہا تھا ـــ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اس کی یہ دعا سُنکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَأَلَہٗ بِاسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ۔ (تفسیر ابن کثیر)

" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے کہ اس شخص نے رب سے اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعا کی ہے اور جب بھی اس وسیلہ سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب دُعا کی جاتی ہے تو وہ قبول فرماتا ہے ۔ "

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

بخشش ہوگئی ! ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے سُنا۔

اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ

لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔

اس کی یہ دُعا سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

غُفِرَلَکَ غُفِرَلَکَ غُفِرَلَکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔

" اے شخص تجھے بخش دیا گیا۔ تجھے بخش دیا گیا، تجھے بخش دیا گیا ۔ تین مرتبہ فرمایا ۔ "

وسعت رزق :۔ ایک شخص نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں تنگی رزق کا ذکر کیا ــــــ تو آپ نے فرمایا کہ جب اپنے گھر میں داخل ہُوا کرو تو سورت اخلاص پڑھ لیا کرو ۔

فَفَعَلَ ذَالِکَ فَوَسَّعَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ الرِّزْقَ ۔

" تو اُس نے ایسا ہی کیا تو اُس کے رزق میں وسعت فرما دی ۔ "

(درۃ الناصحین صـ۲۹۷)

سامعینِ کرام ! ـــ

سورۂ اخلاص جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ احدیت و صمدیت ، عظمت و شان کا بیان ہے ــــــ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے دین و دُنیا کی برکات و حسنات حاصل ہوجاتی ہیں ــــــ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں دُنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے ــــــ آمین ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ۔

abbas
23-9-99

جمالِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ہ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ وَالضُّحٰى ہ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ہ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ ہ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ہ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
تم سا حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شانِ لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی
اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو
افلاک پہ تو گنبدِ خضریٰ نہیں کوئی
یہ طُور سے کہتی ہے ابھی تک شبِ معراج
سرکار کا جلوہ ہے تماشہ نہیں کوئی

قابلِ احترام بزرگو، دوستو   آج مَیں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے تیسویں پارہ میں سے سورت والضحیٰ کی ابتدائی آیاتِ بیّنات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَالضُّحٰى ہ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ہ (پ ۳۰ ۔ ع ۱۸)

"قسم ہے روزِ روشن کی اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے نہ آپ کے ربّ نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہُوا اور آپ کے لیے ہر آنے والی گھڑی پہلی سے یقیناً بہتر ہے۔"

سامعینِ محترم! یہ تھا ان آیاتِ بیّنات کا لفظی ترجمہ۔ مفسّرینِ کرام نے اس سورت کے تحت نقل فرمایا ہے۔ کہ حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مکّی زندگی میں بعثت کے ابتدائی ایام میں چند روز وحی کے نزول کا سلسلہ رُک گیا ــــ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نہ آنا گراں گزرا ــــ اس لیئے کہ آپ کے وہ کان جو وحیِ الٰہی سے لطف حاصل کرنے کے عادی تھے، اُن کے لئے یہ رکاوٹ ناقابلِ برداشت تھی۔ ــــ نیز کفار و مشرکین نے بھی شور و غوغا کیا کہ (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا نے انہیں چھوڑ دیا ہے ــــ ان کا ربّ اُن سے ناراض ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر اس سورت کا نزول ہُوا ــــ اللہ ربّ العالمین جل وعلاء نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کو نازل فرمایا اور قسم اٹھا کر آپ کی تسلی و تشفّی فرماتے ہو فرمایا۔ وَالضُّحٰى ہ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ہ اے محبوب روزِ روشن کی قسم اور رات کی تاریکی کی قسم! تیرے ربّ نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ ہی تجھ سے ناراض ہُوا ہے ــــ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اپنے اندر بے شمار

حکمتیں رکھتا ہے ـــــ اسی طرح وحی کا آتے آتے رک جانا، اس میں بھی حکمتیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار پوشیدہ رکھیں ہیں ـــ

اقوال مفسرین

سامعین محترم! وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی کے معنیٰ و مطالب میں علماءِ مفسرین نے کئی اقوال پیش کیئے ہیں کہ والضحیٰ والیل اذا سجیٰ سے کیا مراد ہے ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ـــ والضحیٰ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کا نور ہے ـــ جس کے ذریعے سے عالمِ غیب کے پوشیدہ اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے ـــــ اور وَالَّیْلِ سے مراد آپ کی عفو و درگذر جس نے اُمّت کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائی ـــ حضرت حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی اس عظمت کو یوں بیان فرماتے ہیں ۔

آج جو عیب میرے کسی پہ نہیں کھُلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی کو

سامعین محترم! حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے کسی اُمتی کے عیبوں اور خطاؤں کی شہرت پسند نہیں فرماتے ـــ اسلیئے کہ آپ کی ذاتِ اقدس پردہ پوش ہے اور آپ پردہ پوشی کو پسند فرماتے ہیں ـــ

پردہ پوشی

روایت ہے ـــ کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اپنے پروردگار کی بارگاہ سے ایک خرقہ عطا ہُوا ـــ تو جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خرقہ بارگاہِ خداوندی سے عطاء ہُوا ہے اور مجھے یہ حکم ہُوا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کو یہ دے دیا جائے ـــ تو اب اس خرقہ کو عنایت کرنے سے پہلے میں تم سے کچھ سوال کروں گا جو تسلی بخش جواب

دے گا یہ جُبّہ اسے دے دیا جائے گا ۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ـــ اگر یہ خرقہ میں آپ کو دے دوں ـــ تو تم کیا کرو گے ۔
تو جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا ـــ کہ میں اس جُبّہ کو پہن کر صدق و صفا اور اطاعت خداوندی اختیار کروں گا ۔

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سے مخاطب ہو کر فرمایا ـــ اے عمر ابن خطاب ـــ اگر یہ خرقہ تمہیں مل جائے تو تم کیا کرو گے ـــ انہوں نے عرض کیا ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے پہن کر عدل و انصاف اور مظلوموں کی داد رسی کروں گا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سے فرمایا ـــ کہ اگر یہ خرقہ آپ کو حاصل ہو جائے تو آپ کیا کریں گے ـــ تو انہوں نے عرض کیا ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ میں ہر کام دوستوں کے مشورہ سے کیا کروں گا ـــ اور حیاء و عفت اور سخاوت کو اختیار کروں گا ۔

پھر سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سے فرمایا ـــ اگر یہ خرقہ تمہیں حاصل ہو جائے تو آپ کیا کریں گے؟ ـــ عرض کیا ـــ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بندگانِ خدا کی پردہ پوشی کیا کروں گا ۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ مجھے یہ حکم ہے کہ میں یہ جُبّہ اُسے عنایت کروں ـــ جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا ۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خرقہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کو عطا فرما دیا ـــ (درۃ الناج ص ۲۱)

بزرگ فرماتے ہیں ——— فقیری ، درویشی ، پردہ پوشی کا ہی نام ہے ——— پردہ پوشی ،— اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند ہے ۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے ———
لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ (پ ۶ ع ۱) "اللہ تبارک وتعالیٰ برائی کے چرچا کو پسند نہیں کرتا"

سامعینِ محترم ! ہماری یہ عادت ہے کہ اگر ہمیں اپنے مسلمان بھائی کے کسی عیب کی خبر ہو جائے تو ہم اس کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ——— بندے بندے کو خبر دیتے ہیں کہ اس میں یہ عیب ہے ——— تو یاد رکھو جب کسی مسلمان بھائی کے عیب کا پتہ چل جائے ——— تو بزرگ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر دیکھے ، اگر اس کے اندر اس سے بڑا عیب موجود ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ دوسرے مومن ساتھی کے عیب کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کرے حقیقت یہ ہے ——— بزرگ فرماتے ہیں ۔

پڑی جو اپنے عیبوں پہ نظر
تو دنیا میں کوئی بُرا نہ رہا

سامعین محترم ! والضحیٰ والّیل اذا سجیٰ کے متعلق کچھ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ——— اور لیل سے مراد وہ رات نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی رات جس رات اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو دیدار سے مشرف فرمایا ۔

بعض مفسرین فرماتے کہ "ضحیٰ" سے مراد حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے ۔ اور "لیل" سے مراد معراج شریف کی رات ہے

کچھ مفسرین فرماتے ہیں کہ ضحیٰ ——— سے مراد حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری احوال جس سے مخلوق خدا آگاہ ہے ——— اور ——— والیل سے مراد آپ کے

باطنی احوال جس کو علّام الغیوب ذات اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔
مفسرین نے ضحیٰ کا معنی یہ فرمایا ہے کہ اس سے مراد چاشت کا وقت ہے جب سورج پوری طرح طلوع ہو جاتا ہے ——— اور ——— والیل ——— سے مراد رات کا وہ حصہ جب وہ مکمل چھا جاتی ہے ——— (قرطبی ، تفسیر عزیزی)

سامعین محترم ! مفسرین کے ان تمام اقوال کی روشنی میں "والضحیٰ والیل اذا سجیٰ" کا مطلب یہ بنتا ہے ———

"اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے نور علم کی قسم تیری پردہ پوشی کی قسم اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس دن ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر کلام کیا اُس دن کی قسم اور جس رات لامکان پر آپ کو اپنا دیدار عطا کیا ، اس شبِ معراج کی قسم ——— اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے یوم ولادت کی قسم تیرے دنیا پر تشریف لانے والے دن کی قسم ——— تیرے عرش پر آنے والی رات کی قسم ۔"

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو بتاتا ہے ایمان ان کو
ایمان کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ
میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

مکھ چند بدر شعشانی ایں متھے چمک دی لاٹ نورانی ایں
کالی زُلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں جاناں کر جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

" اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے احوال ظاہری کی قسم، تیرے احوالِ باطنی کی قسم"

" اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی سیاہی کی قسم۔"

یہ تھے وہ معنٰی جو علماءِ تفسیر نے بیان فرمائے اور ـــــ ایک معنٰی اہلِ عشق اور اہلِ محبت نے بیان فرمایا ہے ـــــ کہ والضحٰی ـــ سے مراد حضورِ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ انور ہے ـــــ اور ـــــ واللیل ـــ سے مُراد آپ کی زلفِ عنبریں ہیں ـــــ تو اب معنٰی یہ ہوئے

" کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رخِ انور کی قسم اور تیری زلفِ عنبریں کی قسم۔"

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اسی مقام پر لکھتے ہیں:۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فضا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ محبوب کی زُلفِ دوتا کی قسم

قسم ہے ربِ ذُوالجلال کی کہ جس طرح کی چمک چہرہ والضحیٰ میں ہے وہ سورج میں نہیں ہے ـــــ اور جو سیاہی اور حُسن زلف دوتا میں ہے وہ رات کی سیاہی میں نہیں ہے

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سورج سے زیادہ منوّر اور زیادہ روشن اور حسین ہے ـــــ سورج کے آگے اگر بدلی آجائے تو وہ چھُپ جاتا ہے ـــــ اسے کبھی کبھی گرہن لگ جاتا ہے ـــــ جب وہ نکلتا

ہے تو اس کا رنگ زرد ہوتا ہے ـــــ پھر آہستہ آہستہ چمک میں اضافہ ہوتا ہے ـــــ کبھی اس پر کمال اور کبھی زوال آتا ہے ـــــ کبھی طلوع ہوتا ہے اور کبھی غروب ہوتا ہے ـــــ مگر

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو کبھی یہ وہ آفتاب نہیں
وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہ شمع ہے کہ دُھواں نہیں

پیکرِ حُسن وجمال

قربان جاؤں آپ کے حسن وجمال پر ـــــ آپ کے انوار و تجلیات پر، آپ کے رخِ منور کی تابانی پر ـــــ سراجًا مُنیرًا ـــ والی پیشانی پر دیکھنے والوں نے حسین دیکھے ہوں گے ـــــ جمیل دیکھے ہوں گے ـــــ مگر

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

آؤ حُسنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمِ تصورات میں نظارہ کرو ـــــ پاک و مطہر ہو کر دیکھو ـــــ معطر و مؤدب ہو کر دیکھو ـــــ نگاہوں کو پاکیزہ کر کے سر کو درِ مصطفٰے پر جھکا کر دیکھو ـــــ عشق و مستی، سرور و کیف میں گُم ہو کر دیکھو ـــ تو تمہیں پیکرِ حُسن وجمال، صاحبِ عظمت و کمال ـــــ حضرت عبداللہ کے نورِ نظر ـــ آمنہ کے لال ـــــ پروردگارِ عالم کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جمالِ جہاں آرا کا نظارہ حاصل ہوگا ـــ دیکھو ـــ پری پیکر نگارے ـــ سرو قدے ـــ لالہ رخسارے ـــ نورِ مجسم ـــ نورِ مبین ـــ کُن فیکون کی تجلی اوّلین ـــــ حسن وجمال کا پیکر ـــ نورِ خدا کا مظہر ـــ چمکتی پیشانی ـــ گھنے سیاہ خمدار ابرو ـــ لمبی لمبی خمدار پلکیں۔

سرگیں آنکھیں جس میں سُرخ ڈورے ——— دہکتے رخسار ——— اونچی بینی ——— دانت موتیوں کی طرح چمک دار، جن کے درمیان معمولی سا خلاء جس سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں ——— مہکتے ہُوئے متبسّم ہونٹ ——— داڑھی مبارک گھنی اور سیاہ ——— والضحٰے کا چہرہ ——— واللیل زُلفیں ——— سینہ مُبارک کشادہ ——— پیٹ ہموار لمبی لمبی نرم و نازک اُنگلیاں ——— ریشم سے زیادہ ملائم طاقت ور ہتھیلیاں ——— نرم و نازک تلوے ——— حسین ایڑیاں، بے مثال رفتار ———

سر تا بقدم ہے تن سُلطانِ زمن پھُول
لب پھول، دہن پھول، زقن پھول، بدن پھُول

حسن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رعنائی و زیبائی کا پوچھنا ہو تو عاشقانِ مصطفٰے سے پوچھو ——— ان سے پوچھو جن کے دِل نور ایمان سے منور ہیں ——— جن کی نگاہیں پاکیزہ ہیں جن کے عقیدے درست ہیں ——— جن کے ایمان مضبوط ہیں۔ جو ادب و آداب کرنا جاننے والے ہیں ——— حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ———

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

نصیب اپنا اپنا ——— ایک روز ابوجہل لعین، ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے رُخ منوّر کو دیکھ کر کہنے لگا۔

دید احمدؐ را ابوجہل و بگُفت
زشت رُوئے کز بنی ہاشم شگفت

آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ بنی ہاشم میں آپ بُرے چہرے والے ہیں (معاذاللہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بدکلامی سنی تو فرمایا تُو نے سچ کہا۔ تھوڑی دیر گزری کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ؎

دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب

سیدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ، نے دیکھا تو کہا " اے آفتاب حسن و جمال، مشرق و مغرب میں آپ جیسا حسین کوئی نہیں۔ یہ آفتاب و مہتاب آپ کے سامنے ہیچ ہیں۔ پنجابی شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے ؎

دُنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا
میں لبھ کے لیانواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا
یا مصطفٰے خیرالورٰی تیرے جیہا کوئی نہیں
کِتوں کہواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نہیں

سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا ——— یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں آپ جیسا حسین کوئی نہیں ——— تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دشمن ابوجہل نے (معاذاللہ) آپ کو بُرا کہا ——— آپ نے اسے فرمایا تو نے سچ کہا اور صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ دنیا میں آپ جیسا حسین نہیں ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے سچ کہا ——— دونوں سچّے کیسے ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ جس کی ترجمانی مولینا رومؒ نے مثنوی میں اس طرح فرمائی ہے ؎

گُفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک و ہندو در من آں را بیند کہ اوست

ہر کہ آئینہ باشد روبرو
زشت و خوبے خویش را بیند درد

فرمایا کہ مَیں ایک آئینہ ہوں جسے خدا نے صیقل فرمایا ہے۔ ترکی، ہندی کو مجھ میں اپنا آپ نظر آتا ہے۔ جس کے روبرو آئینہ ہو اُسے آئینہ میں اپنی اچھائی یا برائی نظر آجاتی ہے —— ابوجہل کا دِل سیاہ تھا۔ اُسے مجھ میں اپنا عکس نظر آیا تو مجھے بُرے الفاظ میں یاد کرنے لگا — اور صدّیق اکبر کا دل نورِ ایمان سے منور تھا تو انہیں میں ان کے دِل میں نور کی وجہ سے سب سے زیادہ حسین نظر آیا — اور اسی لیئے میں نے دونوں سے کہا کہ تم سچ کہہ رہے ہو — جسے جو نظر آیا اس نے وہی کہا ہے —— —— آج بھی جن کے دِل نورِ ایمان سے منوّر ہیں وہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نور، آپ کی عظمتوں کے چرچے کر رہے ہیں اور جن کے دِل بد عقیدگی کے زنگ سے آلودہ ہیں، وہ اس بے عیب ذات میں عیب ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلیئے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انور آئینۂ حق نما ہے اور شیشے میں ہمیشہ اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔

آئینہ جیسے کہ حکایت ہے، ایک شخص جس نے کبھی شیشہ نہ دیکھا تھا چلتے چلتے سرِ راہ اس کو ایک شیشہ مل گیا۔ اب جو اس نے اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اس میں اس کو اپنے باپ کی تصویر نظر آئی چونکہ اس کی شکل اپنے باپ پر تھی —— اس نے اس شیشے کو اٹھایا اور گھر لے آیا اور اپنی خاص الماری میں احترام سے رکھ لیا تاکہ جب اُس کا دل چاہے اپنے والد کی تصویر دیکھ سکے —— کام پر جاتے وقت وہ الماری کو کھولتا اور اس میں سے شیشہ نکال کر اپنے باپ کی تصویر دیکھتا — کام سے واپس آکر پھر ایسے ہی کرتا، عورت چونکہ شکی مزاج واقع ہوئی ہے۔ اسکی عورت نے فطرت کے مطابق خیال کیا کہ آخر

اس کا خاوند روزانہ اس الماری میں کیا دیکھتا ہے —— ایک روز الماری کھُلی رہ گئی، شوہر کام پر چلا گیا۔ اب جو اُس نے شیشہ دیکھا تو وہ رونے لگی کہ آج پتہ چلا ہے کہ یہ تو کسی عورت پر عاشق ہے جو اس کی تصویر اس نے الماری میں رکھی ہوئی ہے — اور اس کو دیکھے بغیر اس کا دن نہیں گُزرتا —— اس عورت کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ روتے ہوئے کہنے لگی، مجھ جیسی خوبصورت عورت کے گھر میں ہوتے ہوئے اسے اس بدنما اور بدصورت کی تصویر گھر میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے — چنانچہ جب خاوند شام کو کام سے واپس آیا اور بیوی سے کھانا طلب کیا — اس نے روتے ہوئے کہا کہ آج میں کھانا نہیں دوں گی — جا اس میری سوکن سے جا کر کھانا لے جس کی تصویر تُو نے اپنی الماری میں سجا رکھی ہے — اور جسے دیکھے بغیر تجھے سکون نہیں آتا —— شوہر نے جواباً کہا — بیگم صاحبہ آپ کو غلطی لگی ہے — وہ تو میرے والدِ محترم کی تصویر ہے بیوی نے کہا تیری یہ بات تو تب تسلیم کروں کہ اگر مَیں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو — بہرحال جب گھر میں لڑائی بڑھی تو پڑوس میں رہنے والی ایک بڑھیا خود سن آگئی — اور کہنے لگی کہ بیٹا تم کیوں لڑ رہے ہو — عورت نے کہا — اماں میرے شوہر نے اپنی الماری ... عورت کی تصویر رکھی ہوئی ہے —— مرد نے کہا اماں وہ عورت کی تصویر نہیں بلکہ میرے والدِ مرحوم کی تصویر ہے —— بڑھیا بولی کہ لاؤ مجھے وہ تصویر دکھاؤ تاکہ مَیں تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں —— جب بڑھیا کو آئینہ دکھایا گیا اور اسے آئینہ میں اپنی تصویر نظر آئی تو وہ بھی حیرت زدہ ہو گئی اور مرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ بیٹا اگر تو نے تصویر رکھنا ہی تھی تو کسی جوان عورت کی رکھتا۔ یہ کیا بڑھیا کھوسٹ کی تصویر رکھی ہوئی ہے۔

سامعین محترم آئینے میں ہمیشہ اپنی شکل ہی نظر آتی ہے۔ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم کی ذات اقدس آئینہ ہے ـــ اگر ایمان والا دیکھے گا تو اُسے حسنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آئیں گے اور وہ پکار اُٹھے گا ؎

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو کبھی یہ وہ آفتاب نہیں

قرآن کی عظمت پوچھنا ہو تو قاری سے پوچھو ـــ تفسیر کی عظمت مفسّر سے پوچھو ـــ حدیث کی عظمت، محدث سے دریافت کرو ـــ جہاد کی عظمت، مجاہد سے پوچھو ـــ روزے کا لطف، روزہ دار سے پوچھو ـــ زکوٰۃ و خیرات کی برکات، سخی سے پوچھو ـــ نماز کی عظمت ـــ نمازی سے معلوم کرو حج کا فیضان ـــ حاجی سے پوچھو ـــ نبی کا حسن و جمال کے انوار کا معلوم کرنا چاہتے ہو ـــ تو اُن کے صحابہ کرام سے پوچھو ـــ

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل کوئی نہیں دیکھا ـــ

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ "گویا حضور کے چہرۂ انور میں سورج گردش کر رہا ہے۔" (ترمذی ج۲ ص۲۰۵ مشکوٰۃ ص۵۱۷)

میرے حضور کا کونین میں کوئی جواب نہیں

اُونٹ کی خریداری جامع بن شداد رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص جس کا نام طارق تھا۔ اس نے ہمیں بتایا ـــ کہ میں نے مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب میں انہیں جانتا نہیں تھا ـــ میں مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھا کہ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا :ـــ

هَلْ مَعَكُمْ شَيْءٌ تَبِيْعُوْنَهٗ "کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جسے تم فروخت کرنا چاہتے ہو۔!"

تو ہم نے عرض کی! ہاں ایک اونٹ ہے جسے ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں ـــ آپ نے اس کی قیمت دریافت فرمائی ـــ ہم نے ایک مقدار کھجوروں کی بتائی کہ ہم اتنی کھجوروں کے عوض یہ اونٹ فروخت کریں گے ـــ تو آپ نے فرمایا ـــ مجھے منظور ہے ـــ اور آپ نے اونٹ کی مہار پکڑلی اور فرمایا کہ ـــ کھجوریں تمہیں پہنچا دی جائیں گی ـــ آپ اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا ـــ کہ ہم نے اپنا اونٹ اس شخص کو دے دیا ہے جسے ہم جانتے تک نہیں ـــ ہماری یہ گفتگو ہمارے ساتھ جو ایک بوڑھی خاتون تھی، اس نے سُنی تو ـــ کہنے لگی کہ ـــ تم اونٹ کی فکر نہ کرو ـــ

اَنَا ضَامِنَةٌ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ "میں اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں
رَاَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ مِثْلَ الْقَمَرِ میں نے اس کے چہرہ کو چودھویں رات کے
لَيْلَةَ الْبَدْرِ (مواہب اللدنیہ ص۲۴۳ شفاء ج۱ ص۱۵۹) چاند کی طرح چمکتا دیکھا ہے۔"

ایسے حسین چہرے والا تم سے کئے گئے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا ـــ چنانچہ جب اگلی صبح ہوئی تو ایک شخص کھجوریں لے کر آیا اور کہنے لگا ـــ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ ان میں سے کھا بھی لو ـــ اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو ؎

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے تو یہودیوں کے بہت بڑے عالم جناب سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہٗ آپ کی زیارت کے

Scanned with CamScanner

لئے حاضر ہوئے اور آپ کا رُخِ انور دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے تھے ۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۸)

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

چاند کا ٹکڑا

سیدنا براء ابن عازب رضی اللہ عنہ، سے کسی نے سوال کیا ۔ کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی طرح صاف تھا ___ تو آپ نے جواب دیا ۔ مجھے رُخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیبائی پوچھنے والے ___ آ میں تجھے بتاؤں میرے حضور کا رخِ انور کیا تھا ؟ ___

قِطْعَةُ قَمَرٍ " وہ چاند کا ٹکڑا تھا "

(بخاری ص۵۰۲ ۔ ج ۔ ۱ شمائلِ ترمذی ص۲)

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک رات حضور تاجدارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ___ چاند اپنی پوری تابانی سے چمک رہا تھا ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ پہنے ہوئے تھے ۔ اسی جلوۂ نوری سے متاثر ہو کر شاعر یوں عرض کرتا ہے ؎

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جان ویکھن والیاں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کبھی آسمان پر چمکنے والے چودھویں کے چاند کو دیکھتے اور کبھی مدینے کے چاند کی طرف دیکھتے ___ چاند کے گرد ایک بدلی کالی ادھر مدینہ کے والی کی زلفِ عنبریں کالی ___ آسمان پر چاند چمک رہا تھا ___ ادھر سرکار رحمۃ للعالمین کا رُخِ انور دمک رہا تھا ___ چاند میں نور تھا ۔ نبی کا رخِ انور نورٌ علیٰ نور تھا ___ اُدھر چاند تھا ___ اِدھر چاند کو دو ٹکڑے

کرنے والا تھا ___ اُدھر چاند کا گھیرا تھا ___ اِدھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک تھا ___ حضرت جابر رضی اللہ عنہ موازنہ کرتے رہے ___ بالآخر بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا :-

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ " پس آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین ہیں ۔ " (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

اس لئے اس مقام پر شاعر نے سچ کہا ؎

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے
اُس کے منہ پہ داغ ہے احمدؐ کا چہرہ صاف ہے

بلکہ حقیقت تو یہ ہے، چاند میں میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کی چمک ہے ___ سورج اسی نور کی برکت سے روشن ہے ___ ستاروں میں اس ماہِ مقدس کی ضیاء ہے ___ کہکشاں اسی کے نور کی ایک کرن ___ بلکہ کائناتِ عالم اسی نوری مکھڑے والے کے نور ہی سے منور ہے ___ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :-

یہ جو مہر و ماہ پہ اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کا اور جملہ محدثین ومفسرین اور اہلِ ایمان کا متفقہ فیصلہ ہے ___ سب کا عقیدہ اور ایمان ہے ___ پوری کائنات میں ذاتِ خداوندی کے بعد سب سے حسین ذات جو ہے وہ ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ ہی ساری مخلوق میں برتر و اکمل، افضل اور انور ہیں ___ آپ ہی ذاتِ مظہرِ نورِ کبریا ہیں ___ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز سب حسینوں سے حسین ___ آپ کا حُسن چاند ہے حُسنِ

Scanned with CamScanner

یوسف اس کی ایک کرن ہے ــــ حسنِ مصطفےٰ سورج ہے اور حسنِ یوسف اس کی ایک شعاع ہے۔ ــ روایت ہے ـ

وَحُسْنُ یُوْسُفَ وَغَیْرِہٖ جُزْءٌ مِنْ حُسْنِہٖ (مطالع المسرات ۳۹۱)

"اور حسنِ یوسف اور دیگر حسن کے جلوے نبی کے حسن کا ایک جزء ہے۔"

کل جہاں کا حسن جمع ہو جائے تو حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا ایک جزء ہے ــ تو جس ذات میں کل حسن جلوہ فرما ہے اس کے حسن کو کون دیکھ سکتا ہے اور کون بیان کر سکتا ہے ؎

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حسنِ یوسف سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانۂ اقدس میں جب قحط پڑا تو لوگ آپ کے خزانوں سے غلہ لیتے رہے اور اپنی ضرورت پوری کرتے رہے۔ غلہ کے ذخیرے ختم ہو گئے۔ ابھی نئی فصل کے آنے میں چار ماہ باقی تھے۔ لوگ آپ کی بارگاہ میں غلہ لینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ــ یا اللہ اے میرے مالک اب تو ارشاد فرما، ان فاقہ مستوں کو کھانے کے لیے کیا دیا جائے جبکہ اناج ختم ہو چکا ہے ــــ تو بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا جس کی ترجمانی شاعر نے اسطرح کی ہے ؎

اوسے وقت جناب الٰہوں وحی پیام لیا ندا
یا نبی اللہ حکم تساں نوں پاک خدا فرماندا
برقعہ کھول زیارت بخشو جو بھکھا وی آوے
دیکھ جمال مبارک تیرا بھکھ تمامی جاوے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوا ــــ اے یوسف علیہ السلام اٹھو مصر کے بازار میں تخت نشین ہو کر اپنے حسن وجمال کو بے نقاب کر دو جو بھی آپ کے حسن وجمال کو دیکھے گا وہ ایسا مسحور ہو گا کہ اس کا بھوک کا احساس ختم ہو جائیگا۔

(نزہۃ المجالس ص۵۲ ج ۱)

تِن مہینے رجی خلقت دیکھ یوسف کنعانی
جناں محمد عربی ڈِٹھا اوہ رَجّے دونویں جہانی

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

جمالِ مستور حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مصری عورتوں نے جب حسن یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے ــ مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی حالت ایسی نہیں ہوئی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَلٰی اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِّنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاُوْا یُوْسُفَ

(الدر الثمین فی المبشرات النبی الامین صفحہ ۷)

"تو فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے۔ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو لوگوں کی حالت اس سے بھی زیادہ وارفتہ ہوتی۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوتی تھی۔"

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حضراتِ محترم! سیّدنا حضرت یوسف علیہ السّلام کے حُسن کی رعنائی کا یہ عالم تھا کہ جب مصری زنان نے اُس حُسن کو بے نقاب دیکھا تو پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھوں پر چھُریاں چلادیں ــــ مگر حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن پر تو حُسنِ یوسف بھی فدا اور نثار ہے ــــ حُسنِ یوسف کو دیکھنے والی عورتوں کا انگلیوں کو کاٹنا حُسنِ یوسف کا کمال ہے ــــ مگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر غیرتِ الٰہیہ کے ستر ہزار پردے ہونے کے باوجود آپ کے حُسن کی جلوہ آفرینیوں کا یہ عالم ہے ؎

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

سرکار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ــــ کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے شک سیّدنا یوسف علیہ السلام پیکرِ حُسن و جمال تھے ــــ انہیں دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنی اُنگلیاں کاٹ لیں ــــ مگر اے میرے محبوبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ حُسنِ کامل بخشا ہے ــــ کہ تمہیں دیکھے بغیر عرب کے مردوں نے تمہارے نام پر اپنے گردنیں کٹوالیں ــــ اُدھر دیدار عام تھا ــــ اور ادھر صرف نام ہے ؎

جب حُسن تھا اُن کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مصر کی عورتوں نے حسن یوسف کو دیکھا تو اپنی انگلیاں کاٹ لیں ــــ اگر وہ میرے محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتیں تو اپنے دِل کاٹ لیتیں۔ شاعر نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن دلآویز کی

عظمت کو یوں بیان کیا ہے :ــ

ماہی میرا ہے سب توں سوہنا زلفاں چھلّے چھلّے
لوکی لبھدے رب نوں یار دا اہنوں رب سینہڑے گھلّے
شاناں اوسدیاں سب توں اُچیّاں بلّے بلّے
صائم سوہنے ہور وی ہوسن پر اُس توں تھلّے تھلّے

اور حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ آفرینیوں کے عالم کو اس طرح بیان کیا گیا حضرت حسن رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی تابانی کیا بیان کروں ؎

آسمان گر تیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا
تو ہر روز اِک چاند تصدّق میں اُتارا کرتا

اور ایک اور عاشق نے حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا ذکر اسطرح کیا ہے۔

جب حُسن تھا اُن کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بِن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

آپ کے حُسن و جمال کی کشش کا یہ عالم تھا کہ آپ اگر پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے تو اسے وجد آجاتا تھا ــــ جال میں پھنسی ہوئی ہرنی آپ کے کرم سے آزاد ہوکر دوبارہ آگئی تھی ــــ استن حنانہ آپ کے فراق میں رویا ــــ

بے قراری جنابِ سیّدہ عائشۃ الصدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ــ کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی ــــ جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لاتے تو وہ بکری پُرسکون ہو جاتی اور چارہ بھی کھاتی ــــ اور جب آپ باہر تشریف لیجاتے تو وہ بکری پریشان اور بے قرار ہو جاتی (مدارج النبوت صفحہ ۱۹)

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پ٥ ع٦)

"تو اس کو اس کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں یہ خوشخبری دی گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے والے روز محشر، نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے —— تو اس آیت میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، کو تسلی دی گئی کہ —اے ثوبان فکر مت کرو تم جنت میں اپنے آقا و مولا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہو گے اور تمہیں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ نصیب ہوگا۔

صدیق اکبرؓ کی پسند

سامعین محترم! صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جتنا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے جاتے تھے اتنا ہی شوقِ دیدار بڑھتا جاتا تھا —— چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سے ایک روز پوچھا گیا —— کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کی پسندیدہ چیز کیا ہے —— تو آپ نے کہا!

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتے رہنا۔"

(نزہۃ المجالس ص۴۲ ج-۱)

جسکی ترجمانی شاعر نے اسطرح کی ہے ؎

ایسا نقش ہے تیرا دل دے اندر جدوں ویکھاں سامنے توں ہوویں
اکھ میٹاں تے تیری شکل دِسے اکھ کھولاں سامنے توں ہوویں

اے دعا رفیق دی ہر ویلے میرا ساہ نکلے تیرے قدماں وچ
وچ قبر دے جدوں حساب ہووے اوہدوں ویکھاں سامنے توں ہوویں

سامعین محترم! حضور تاجدار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا حسن عطا فرمایا کہ جو بھی آپ کو دیکھ لیتا وہ آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا —— اور پھر اُسے آپ کے حسن جمال آرا کے بغیر چین نہ آتا تھا۔

رُخِ والضحیٰ

مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے بیٹے نے ایک روز پیکر حسن وجمال حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کو دیکھا —— تو دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ آپ کا رُخ والضحیٰ اس کے دل میں نقش ہوگیا —— محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قلب میں موجزن ہوگئی —— مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اس نے اپنے دل کی کیفیت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا —— حب رسول کا سینہ میں ایک طوفان برپا تھا —— دیدار رسول کے بغیر اسے سکون نہ ہوتا —— دل کی پیاس بجھانے کے لئے مسجد نبوی شریف کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا —— کبھی اُسے رُخ انور کی زیارت ہو جاتی —— اور کبھی مایوسی میں واپس لوٹ جاتا —— عشق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کے روئیں روئیں میں سما چکا تھا —— جب اُسے جلوۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا تو وہ آتش شوق میں شعلۂ جوالہ بن جاتا —— اور جب دیدار نہ ہوتا تو دردِ فراق اور بڑھ جاتا —— عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں ؎

جناں دلاں وچ عشق سمایا رونا کم اونہاں
ملدے وی روندے وچھڑے دی روندے روندے ٹُردیاں راہواں

یہودی کے بیٹے نے اسطرح کچھ عرصہ گذارا —— اس کی کیفیت اور حال نے آخر اسے لاچار کر دیا —— اور وہ بیمار ہوگیا —— پھر اسے کئی طبیبوں، حکیموں کے

پاس لے جایا گیا مگر کچھ افاقہ نہ ہُوا ـــــ بالآخر وہ بستر مرگ پر جا پڑا ـــــ والدین تو پہلے ہی پریشان تھے کہ ان کا نور نظر دنیا کی زندگی کی سرحد پار کرتے دکھائی دے رہا تھا ـــــ اولاد کی مفارقت کا غم کسے نہیں ہوتا۔

بہرحال دکھی ماں باپ نے اپنے بیٹے کے قریب اپنا منہ کیا اور کہا میرے بیٹے اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو بیان کر کوئی آرزو ہو تو پیش کرو ـــــ بیٹے نے حسرت بھری نگاہوں سے باپ کے چہرے کو دیکھا ـــــ اور بڑا حوصلہ کرتے ہوئے دل کی بات بیان کرنے سے پہلے پوچھا ـــــ والد گرامی کیا تم میری خواہش پوری کرو گے؟ باپ نے کہا میری جان کہو کیا کہنا چاہتے ہو ـــــ ہم وعدہ کرتے ہیں ـــــ آج جو بھی ہم سے مانگو گے وہ دیا جائے گا ـــــ یہ سننے کے بعد بیٹے کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اس نے لرزتے ہونٹوں کو جنبش دیتے ہوئے عرض کی ـــــ اباجان ـــــ میں مدینے والی سرکار حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اسیر ہوں مجھے ان کا دیدار کئے بغیر چین نہیں آتا ـــــ اگر آپ انہیں بلا لائیں تو میں ان کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں گا ـــــ باپ چونکہ یہودی تھا ـــــ بیٹے کے اس سوال پر سیخ پا ہو گیا ـــــ ابھی جذبات سے بے قابو ہو کر کچھ کہنا چاہتا تھا ـــــ کہ اس نے خود کو سنبھالا دیا اور زندگی کے چند سانسوں کے مہمان بیٹے کی فرمائش پوری کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

چنانچہ وہ یہودی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہُوا اور اپنے بیٹے کی کیفیت و حالت اور شوق زیارت عرض کیا ـــــ قربان جاؤں اس یہودی کے بیٹے کے مقدر پر کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے ادھر موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے پہنچ چکا تھا۔ عاشق رسول نے بزبان حال موت کے فرشتے سے مخاطب ہو کر کیا جس کی ترجمانی اشعار میں اس طرح کی گئی ہے۔

دو گھڑیاں رُک جا تقدیرے سانوں لگیاں توڑ نبھا لین دے
خود جان حوالے کر دیساں اس جان دا مالک آ لین دے

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی چارپائی کے پاس تشریف فرما تھے ـــــ پھر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو دیکھا ـــــ تو بچشم گریاں عرض کیا کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالو ـــــ مجھے کلمہ پڑھا کر اپنا امتی بنا لو ـــــ مگر افسوس میری زندگی کا یہ آخری لمحہ ہے ـــــ میں جب دربار خداوندی میں جاؤں گا تو میرے نامہ اعمال میں کوئی نیک عمل نہیں ہو گا ـــــ یہ سن کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے کلمہ پڑھنا تیرا کام ـــــ تیری بخشش اپنے رب کی بارگاہ سے کروانا میرا کام۔ ـــــ چنانچہ اس یہودی کے بیٹے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھایا ـــــ پھر اس نے رُخ والضحیٰ پر آخری نگاہ ڈالی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ـــــ یہودی نے سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی ـــــ جناب اب اس کی میت آپ کی امانت ہے ـــــ

پھر اس خوش نصیب کے جسد خاکی کو کاشانہ نبوت پر پہنچا دیا گیا ـــــ وہاں پر اس کے غسل کفن کا اہتمام کیا گیا ـــــ اور ـــــ آنسوؤں کی برسات میں آستانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جنازہ اٹھا کر آخری آرام کی طرف لے جایا گیا ـــــ صحابہ کرام نے کیا دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کے ساتھ چل رہے ہیں۔ اور پورا قدم زمین پر نہیں رکھتے ـــــ ایک صحابی نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا ـــــ کہ اس کے جنازہ کے ساتھ اتنے فرشتے چل رہے ہیں کہ پورا قدم رکھنے کی جگہ نہیں ـــــ پھر اسے جنازہ پڑھ کر جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

(زلف و زنجیر ص ۱۹۷)

سامعین محترم! جس خوش نصیب کو رخِ والضحیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا اسکے دِل میں یہ چہرہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نقش ہو جاتا ہے کہ اسے آپ کے دیدار کا بغیر سکون میسر نہیں آتا تھا۔ —— دل کا عقیدہ ہے۔ عاشق صادق کا یہ عقیدہ ہے ؎

دل یاد لئی بنایا تعریف لئی زبان
اکھیاں بنایاں سوہنے دے دیدار واسطے

دِل وہ دِل ہے جس میں یاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور زبان وہ ہے۔ جس پر ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو —— اور آنکھیں وہ آنکھیں جس میں بصارت نہیں

بصارت! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال باکمال ہوا —— تو مدینہ طیبہ میں رونے کی آوازیں اس طرح بلند ہو رہی تھیں جیسے حجاج کرام کے تلبیہ کی آوازیں بلند ہوتی ہیں —— ہر طرف درد وغم پریشانی کا عالم تھا۔ —— صدیق وعمر وعثمان اور حیدر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی آنکھوں میں ہنجوں کی برسات تھی —— جناب سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا۔ آپ کی مفارقت میں رو رہی تھیں —— حسنین کریمین اپنے شفیق نانا کی جدائی میں آنسو بہا رہے تھے —— اور اصحابِ صفہ اپنے آقا و مولیٰ کی جُدائی کے تصور میں دم بخود تھے —— مسجد نبوی کا محراب اپنے امام اور منبر اپنے خطیب سے محروم ہو رہا تھا —— جنت کی کیاریاں جن میں شب و روز قدم رسول چہل قدمی کرتی تھیں آج وہ گریاں کناں تھیں —— غرضیکہ مدینہ منورہ کی مقدس گلیاں مسجد نبوی کے در و دیوار تصویر غم بن چکے تھے۔ —— ہر طرف غم کا عالم تھا۔

ایک صحابی جن کا نام زید بن عبداللہ انصاری، جنہیں ابھی تک معلوم نہ تھا کہ مدینہ میں ایک قیامت صغریٰ کا عالم بپا ہے ... —— کھجوروں کے باغ میں مصروف کار

تھے —— ان کا بیٹا باغ میں پہنچا تو روتے ہوئے عرض کرنے لگا —— والد گرامی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج مدینہ طیبہ میں ایک حشر کا عالم بپا ہے۔ —— اسلئے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے کسوں کے والی نے پردہ فرما لیا ہے۔

صحابی نے جب یہ خبر سُنی تو آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہونے لگی روتے ہوئے کاشانۂ نبوت پر پہنچے اور دیدار نبی کیا —— رُخ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری نظر ڈالی اور عرض کیا۔ اے محبوب کیا آج کے بعد دوبارہ یہ رخ انور دیکھنا نصیب نہ ہوگا —— میں پہلے کبھی آپ کو منبر مبارک پر بیٹھے دیکھ لیتا تھا —— کبھی مصلّے پر جلوہ افروز دیکھ لیتا تھا —— کبھی حجرے میں کبھی محلے میں۔ لیکن اب آپ کا دیدار نہ ہوگا ——

پھر روتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا —— اے اللہ!

پس دعا کرد و زاری نمود خداوندا ببُر ؎
بصر مرا تانہ بینم بعد از محبوب خود ہیچ کسے۔ (معارج النبوت ج ۱-۲ ص ۲۹۸)

"پس زاری کرتے ہوئے دعا کی کہ اے اللہ میری آنکھ کی بینائی لے لے تاکہ میں اپنے محبوب کے بعد کسی کو نہ دیکھ سکوں۔"

اس دعا کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی اور انہوں نے رُخ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لینے کے بعد پھر ساری زندگی کسی کو نہیں دیکھا۔

آؤ مِل کر بارگاہ خداوندی میں دعا کریں کہ وہ ہمیں بھی ایسے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اور آپ کی زیارت نصیب فرمائے —— امین

وما علینا الا البلاغ المبین

مالک کوثر
صلی اللہ علیہ وسلم

23-9-99

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ o
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ o وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o
اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ o صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ
الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ o

ربّ ہے مُعطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
سَلِّم سَلِّم کی ڈھارس سے
پُل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
اُن کے ہاتھ میں ہر کُنجی ہے
مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں

22.9.99

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

قابلِ صد احترام! بزرگو، عزیزو، ساتھیو! ہمارے خالق و مالک اللہ ربّ العالمین جلّ وعلاء نے کائناتِ عالم میں بسنے والے انسانوں کی ہدایت، رہبری اور پیشوائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء کرام، مرسلین عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے راہِ ہدایت سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراطِ مستقیم کا درس دیا۔ اللہ ربّ العزت وحدہٗ لاشریک ذات کی واحدانیت، یکتائی اور کبریائی کو تسلیم کرنے اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کی دعوت ارشاد فرمائی۔ خلقِ خدا کو اپنے خالق و مالک کے حضور جبینِ نیاز جھکانے، اس کی فرماں برداری اختیار کرنے کا حکم دیا ـــــ انسان کو اس کے منشورِ حیات اور اس کے منصب و مرتبہ سے آگاہ کیا ـــــ بدی برائی سے بچنے اور نیکی خیر و فلاح کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ـــ

پھر سعادت مند، خوش نصیب انسانوں نے انبیاء کرام کی دعوت و ارشاد کو قبول کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لیا ـــ اور کچھ بدبخت شقی لوگوں نے اپنی زندگیوں کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے ـــ

سامعینِ محترم! قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جن خوش بخت لوگوں نے انبیاء کرام کی دعوت و تبلیغ کو قبول کیا، انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بنالیا۔

اور جنہوں نے راہِ حق پر چلنے سے انکار کر دیا ـــ انہوں نے نہ صرف نیکی اختیار کرنے سے انکار کیا، بلکہ راہِ حق کا درس دینے والی مقدس جماعتِ انبیاء سے

Scanned with CamScanner

مخالفت، مخاصمت، بغض وعناد اور دشمنی اختیار کرلی ــــ انہوں نے پیغمبرانِ عظام کو ہر قسم کی ذہنی، جسمانی تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا ــــ حتیٰ کہ بعض کی شقاوت تو اسقدر بڑھی کہ انہوں نے نبیوں کو قتل ہی کر ڈالا ـــــ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے ۔

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ (پ ۱ ع ۶)

" اور وہ انبیاء کو ناحق قتل کر دیتے تھے ۔ "

انہوں نے نبیوں کو قتل کیا، مفسرین کرام نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں ستر (۷۰) انبیاء کو شہید کر دیا ۔

سامعینِ محترم! اللہ تبارک وتعالےٰ نے جتنے انبیاء کرام کو اس دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ـــــ ان سب کے ساتھ یہ حالات پیش آئے ــــ کہ کچھ لوگوں نے تو ان کے پیغام کو تسلیم کر لیا اور کچھ لوگوں نے انکار کر کے انہیں تکلیف واذیت پہنچائی ــــ قرآن حکیم نے ان بدبخت لوگوں کے ظلم وستم اور ناروا سلوک کا تذکرہ فرمایا ۔

قومِ نوح سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوتِ حق ارشاد فرمائی

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (پ ۸ ع ۱۵) ۔

" اے قوم اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے ۔ "

جب آپ نے قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی واحدانیت ویکتائی کبریائی کا درس دیا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لئے فرمایا ـــــ اور انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے راہ حق قبول کرنے کی بجائے آپ پر الزام تراشی کرتے

ہوئے کہا ــــ جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے ۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۸ ع ۱۵)

" تو ان کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تمہیں کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے دیکھتے ہیں ۔ "

تو جناب موسےٰ علیہ السّلام نے ان کی الزام تراشی کے جواب میں ارشاد فرمایا

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۸ ع ۱۵)

" اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں میں تو پروردگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہوں ۔ "

قومِ عاد اللہ تبارک وتعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم نے قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا ـــــ اور انہوں نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا :۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (پ ۸ ع ۱۶)

" اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم نہیں ڈرتے ۔ "

جب آپ نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے ڈرایا تو انہوں نے جواباً کہا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے :۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پ ۸ ع ۱۶)

" ان کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ تحقیق ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں ۔ "

سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالےٰ کی واحدانیت اور آپ کی نبوت کا

انکار کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی شانِ اقدس میں نازیبا کلمات کہے تو آپ نے ارشاد فرمایا :—

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ (پ ۸ ع ۱۶)

"اے میری قوم مجھے بیوقوفی سے کچھ علاقہ نہیں میں تو پروردگار کا رسول ہوں میں تمہیں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار اور خیرخواہ ہوں"

قوم شعیب علاقہ مدین میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو آپ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :—

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ (پ ۱۲ ع ۸)

"اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تمکو آسودہ حال دیکھتا ہوں مجھے تمہارے لئے ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تمکو گھیر کر رہے گا"

آپ نے جب قوم کو دعوتِ حق ارشاد فرمائی تو کچھ لوگوں نے اسے قبول کرلیا اور قوم کے متکبر سرداروں نے انکار کردیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ساتھ بے رخی اور بدکلامی کرتے ہوئے کہا :—

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ (پ ۱۲ ع ۸)

"تحقیق البتہ ہم تو تمکو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کردیتے اور تم ہم پر کسی طرح بھی غالب نہیں ہوتے"

جناب سیدنا شعیب علیہ السلام نے جب قوم کے متکبر سرداروں کی یہ گفتگو سنی تو آپ

نے فرمایا :—

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ (پ ۱۲ ع ۸)

"اے میری قوم کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے میرا پروردگار تمہارے سب اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہے"

اے میری قوم تم میری برادری کا لحاظ رکھتے ہو اور حکم پروردگار کی تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں :—

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ (پ ۱۲ ع ۸)

"اور اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں (اپنی جگہ) کام کئے جاؤں تمہیں عنقریب معلوم ہوجائیگا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"

قوم موسیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تبارک وتعالیٰ نے اپنی نشانیاں عطا فرما کر فرعون اور اس کے ماننے والوں کی اصلاح کے لئے بھیجا تو آپ نے فرعون اور اس کے درباریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :—

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۹ ع ۳)

"اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العٰلمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں"

آپ نے فرعون اور اس کے ماننے والوں کو دعوتِ حق ارشاد فرمائی تو ان بدبختوں نے آپ کی نبوت اور اللہ رب العالمین جل وعلاء کی الوہیت تسلیم کرنے سے

بجائے آپ کو جادوگر کہا جیسا کہ قرآنِ حکیم میں وارد ہوا ہے :۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۹ ع ۴)

"قومِ فرعون کے سردار کہنے لگے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے۔"

سامعینِ محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلاء نے جتنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا سب نے لوگوں کو دعوتِ حق ارشاد فرمائی ۔ خوش نصیب لوگوں نے ان کی تعلیم و تبلیغ سعید کو قبول کیا اور بدبخت لوگوں نے انکار بھی کیا اور انبیاء کرام کو ہر طرح کی اذیت پہنچانے کی کوشش کی اور ان پر ہر طرح کے خود ساختہ الزامات عائد کئے ــــ قرآنِ حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس نبی پر بھی لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نبی نے اس کا خود جواب دیا۔ مگر قربان اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان پر ــــ آپ پر کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ جس کسی نے بھی کوئی اعتراض کیا تو اس کا جواب خود اللہ رب العالمین جل وعلاء نے ارشاد فرمایا :ــــ

رُتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

سامعینِ کرام! اگر کفار و مشرکین نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے شریک ٹھہرائے تو یہودیوں نے سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا لیا ــــ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا پکارنا شروع کر دیا ــــ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی یکتائی، کبریائی کا انکار کیا گیا تو زبانِ نبوت سے کہلوایا گیا ــــ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (پ ۳۰ ع ۳۷)

"فرما دیجئے وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے ۔ نہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ۔"

جب خداوند قدوس کی توحید کا انکار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ــــ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار ہو تو جواب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ــ

رسولوں کا تاجدار

کفار و مشرکین نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا ــــ اور کہا :۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۔ (پ ۱۳ ع ۱۲)

"اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ رسول نہیں ہو۔"

کفار نے جب سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ سے کیا تم رسول نہیں ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

"یٰسٓ ۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے بیشک تم رسولوں میں ہو۔"

سایہ نہیں کوئی

سایہ نہ بنایا ــــ تاکہ بے ادبی نہ ہو !۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۶)

"کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔"

Scanned with CamScanner

اوصاف حمیدہ کُفار و مُشرکین نے آپ پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا۔

وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ "اور کفار نے کہا اے شخص جس پر قرآن اتارا

الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ (پ۱۴ ع۱) گیا تو البتہ دیوانہ ہے۔"

جب کفار و مشرکین نے آپ کو دیوانہ کہا (معاذاللہ) تو اللہ تبارک و تعالےٰ

نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ "قلم اور اُن کے لکھے کی قسم تم اپنے

مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو۔

وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا اجر

مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی ہے۔ اور بے شک تمہارے اخلاق بہت عالی

خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ ہیں۔ سو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے

وَیُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم

(پ۲۹ ع۳) میں سے کون مجنون ہے۔"

نطق وحیِ یزداں جب کفار و مشرکین کو توحید باری تعالیٰ کو تسلیم کرنے

کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے تکبّر کرتے ہوئے کہا:۔

وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْۤا "اور کہتے تھے ہم بھلا ایک

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ شاعر دیوانے کے کہنے سے کہیں اپنے

(پ۲۳ ع۶) معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔"

جب اُن بدبختوں نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذاللہ) شاعر

اور دیوانہ کہا تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ "بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں

الْمُرْسَلِیْنَ ۝ (پ۲۳ ع۶) نے پہلے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔"

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کرنے والو!

اِنَّکُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ "بے شک تم تکلیف دہ عذاب

الْاَلِیْمِ ۝ (پ۲۳ ع۶) کا مزہ چکھنے والے ہو۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن بدبختوں سے فرمایا کہ اے میرے محبوب کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے والو! "اور ہم نے اُن کو شعر کہنا نہ سکھایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا اور نہ ہی اُن کی شایان شان ہے

یَنْۢبَغِیْ لَهٗ۔ (پ۲۳ ع۴)

اے میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ اعتراض کرنے والو سُن لو!

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں

هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (پ۲۷ ع۵) کرتے مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔"

محبوبِ کبریا:۔ ایک مرتبہ چند روز وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو کُفار و

مشرکین نے شور کیا کہ (معاذاللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا نے انہیں چھوڑ

دیا ہے اور وہ ان سے ناراض ہوگیا ہے ـــــ تو جب یہ اعتراض ہُوا تو اللہ تبارک و

تعالےٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا:۔

وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ "اور چاشت کے وقت کی قسم اور رات

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی کی تاریکی کی قسم جب وہ چھا جائے۔ نہ تمہیں

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی تمہارے رب نے چھوڑا ہے اور نہ ہی ناراض ہُوا

(پ۳۰ ع۱۸) تمہاری ہر آنیوالی ساعت پہلے سے بہتر ہے"

گستاخ کی بربادی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر

Scanned with CamScanner

لوگوں کو دعوتِ حق ارشاد فرمائی ــــ تو لعین ابولہب نے کہا اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّكَ (ترمذی ص۱۷۵ ج ۲) کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے یہاں بلایا تھا ــــ اس کی یہ بات اللہ تبارک و تعالیٰ کو سخت ناپسند آئی جس کی وجہ سے اللہ رب العالمین کا غضب اس پر نازل ہوا اور سورۃ تبت یدا نازل ہوئی جس میں ابولہب کو ذلیل و رسوا، خاسر و مقہور کر دیا گیا، ارشاد ہوا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ	"تباہ ہو جائیں اُبولہب کے دونوں ہاتھ
تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ	اور وہ تباہ ہو ہی گیا ــ اسکے کچھ کام نہ
وَمَا كَسَبَ ۝ (پ ۳۰ ع ۳۶)	آیا اس کا مال اور نہ ہی جو اس نے کمایا۔"

مکہ معظمہ میں ایک کافر ولید بن مُغیرہ تھا جو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں میں پیش پیش رہتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے جب اس کا یہ وطیرہ پایا تو ذاتِ باری تعالیٰ کو جلال آ گیا اور اس کے دس عیوب کو قرآن حکیم میں بیان فرما دیا اور جبتک یہ دنیا قائم رہے گی اسکی ذلالت اور رسوائی ہوتی رہے گی۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝	"اور ہر ایسے کی بات نہ سُننا ــ جو بڑی
هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ	قسمیں کھانے والا ــ ذلیل ــ بہت
لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ	نکتہ چین ــ چغلیاں کرنے والا ــ بھلائی
بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝	سے بڑا روکنے والا۔ حد سے تجاوز کرنے والا۔
(پ ۲۹ ع ۱)	بدکار۔ اکھڑ مزاج اسکے علاوہ بد اصل ہے۔"

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے کسی آدمی کے اتنے عیوب بیان نہیں کئے جتنے کہ ولید بن مغیرہ کے بیان

فرمائے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُس نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے دس (۱۰) عیب بیان کئے ہیں، ان میں سے نو (۹) کو تو میں جانتا ہوں مگر ایک طعن جو سب سے بڑا ہے (ولد الزنا) کو میں نہیں جانتا۔ سچ سچ بتاؤ کہ اس کی حقیقت کیا ہے، ورنہ میں تیرا سر قلم کر دوں گا۔ تو اُس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور بے شمار مال و دولت کا مالک تھا، مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اس کا مال و دولت ضائع ہو جائے گا تو میں نے ایک چرواہے سے بُرائی کی جس کے بعد تیری پیدائش ہوئی۔

سامعین محترم! اب ان لوگوں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے جو دن رات بے عیب ذاتِ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں عیب ڈھونڈھتے ہیں کہ کہیں وہ بھی ولید بن مغیرہ پلید کی طرح اپنا خانہ خراب تو نہیں کر رہے ــــ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک میں نقص ڈالنے والا ــــ ناپسند ــــ بے دین ــــ بے ایمان ہے ــــ اور قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے گستاخِ رسول کے دس (۱۰) عیوب بیان کر کے قیامت تک ذلیل و خوار اور رسوا کر دیا ہے۔

دس کا عدد تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ گستاخی اور بے ادبی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کرنے والے کے دس عیب بیان کئے گئے ہیں ــــ اس سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا دس گنا ہے ــــ تو،

جو اُن کی تعریف و توصیف بیان کرے گا، اس کے لیئے بھی دس رحمتیں ہیں ــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَشْرًا (مشکوٰۃ صـ۸۶)

"جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔"

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اجل وعلا کا ارشاد گرامی ہے :۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (پ ۸ ع ۷)

"اور جو کوئی (خدا کے حضور) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اور اسکو سزا ویسی ہی ملے گی —— اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

ایک نیکی کرو تو ثواب اس کو دس گنا ملتا ہے اور اگر ایک برائی کرو تو وہ ایک ہی لکھی جائے گی —— مگر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ معزز و مکرم ذات ہیں کہ اگر کسی نے اُن کے بارے میں ذرہ بھر بھی گستاخی کی یا بے ادبی سرزد کی تو اس کی دس گنا سزا ملے گی اور ان کے تمام اعمال کو ضائع کر دیا جائیگا۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶ ع۱۳)

"کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

سامعینِ محترم! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا :۔

قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

تو اہل مکہ جو آپ کو پہلے صادق اور امین کہا کرتے تھے —— اُن سب نے آپ کے خلاف آگ اُگلنا شروع کر دی، ہر ایک کافر آپ کے سامنے فرعون و شداد بن کر

کھڑا ہو گیا —— شب و روز آپ کو اذیت پہنچانا —— آپ کو تکلیف دینا ان لوگوں کا معمول بن گیا تھا —— وہ آپ کو پریشان کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے —— ہمہ وقت آپ کے خلاف سازشیں منظم کرتے اور آپ کو پریشان کر کے خوش ہوتے —— آپ کا دُکھ اُن کے لئے خوشی و شادمانی کا باعث بنتا۔

فرزندانِ رسول چنانچہ جب مکہ معظمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے چھوٹی عمر میں وصال فرما گئے —— تو اہل مکہ نے اس پر بڑی خوشی منائی اور ایک دوسرے سے کہنے لگے —— کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دونوں بیٹے فوت ہو چکے ہیں —— اب اُن کا کوئی جانشین نہ ہو گا —— محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دُنیا سے چلے جانے کے بعد اُن کا نام لینے والا کوئی نہیں ہو گا —— اور اُن کا لایا ہوا دین اُن کے بعد ختم اور بے نام ہو کر رہ جائے گا۔

ابولہب جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا —— اس کو آپ کے بیٹوں کے وصال کی اتنی خوشی ہوئی —— کہ وہ دوڑتا ہوا مشرکین مکہ کے پاس گیا اور کہنے لگا —— بُتِرَ مُحَمَّدٌ اللَّيْلَةَ —— آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہو گیا ——

لعین عاص بن وائل نے کہا :——

اَنَّ مُحَمَّدًا اَبْتَرُ لَا ابْنَ لَهٗ يَقُوْمُ مَقَامَهٗ بَعْدَهٗ فَاِذَا مَاتَ انْقَطَعَ ذِكْرُهٗ وَاسْتَرَحْتُمْ مِنْهُ

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہیں ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کی وفات کے بعد ان کا جانشین ہو جب وہ فوت ہو جائیں گے تو —— ان کا ذکر بند ہو جائیگا تو اسوقت تمہیں اس سے نجات ہو جائے گی۔"

عطائے کوثر ۔ اس طرح کی دل آزار باتیں کفار و مشرکین نے جب کہیں کہ اُن کا

لایا ہوا دین، ان کے بعد ختم ہو کر رہ جائے گا ـــــ تو ان کے اس طعن و تشنیع سے محبوبِ کبریا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پریشان اور غمگین ہو گئے ـــــ اس پر رب العزت نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی جس میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تشفی اور دلجوئی بھی فرمائی اور اُن بد باطن و بدبخت کفار و مشرکین کو ذلیل و خوار اور قیامت تک رسوا کر کے رکھ دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ فَصَلِّ ۔۔۔ "بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرما دی ہے
لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ؕ اِنَّ شَانِئَکَ ۔۔۔ تو تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو
ھُوَ الْاَبْتَرُ ۔ (پ ۳۰ ع ۳۳) ۔۔۔ اور قربانی کیا کرو کچھ شک نہیں تمہارا دشمن ہی ابتر ہے"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سورۃ مقدسہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تشفی کرتے ہوئے فرمایا ـــــ کہ آپ کو ابتر کہنے والے بدنصیب خود ابتر ہیں

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو مالکِ کوثر ہیں۔

"اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"

کوثر کیا ہے؟ ایک قول کے مطابق ھُوَ نَھْرٌ فِی الْجَنَّۃِ ـــــ وہ جنت میں ایک نہر ہے (بخاری ص۹۷۴ ج-۲)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزر ایک نہر سے ہوا جس کے دونوں اطراف پر کھوکھلے موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ قُلْتُ مَا ھٰذَا جِبْرَائِیْلُ ـــ تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا!

ھٰذَا الْکَوْثَرُ اَعْطَاکَ رَبُّکَ ۔۔۔ یہی وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے (بخاری ص۹۷۴ ج-۲)

حوضِ کوثر ۔ ایک قول کے مطابق کوثر سے مراد حوضِ کوثر ہے جو میدانِ حشر میں ہوگا جہاں پر ساقیٔ کوثر اپنی پیاسی امت کو جامِ کوثر پلائیں گے، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا ـــــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :۔

اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ۔۔۔ "میں حوض پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور
مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ ۔۔۔ جو میرے حوض سے گزرے گا وہ
شَرِبَ لَا یَظْمَاُ اَبَدًا ۔۔۔ حوض کوثر سے پیئے گا اور جو پیئے گا وہ
(بخاری ص۹۷۴ ج-۲ مسلم ص۲۴۹ ج-۲ ترمذی ص۷۱ ج-۲ مشکوٰۃ ص۴۸۶) کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"

ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر شریف پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے فرمایا :۔

فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا ۔۔۔ "میں تم سے پہلے حوض پر ہوں گا
شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ ۔۔۔ اور میں گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں
لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ ۔۔۔ اس وقت حوض کو دیکھ رہا
(مسلم ص۲۵۰ ج-۲) ۔۔۔ ہوں۔"

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ـــــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا ـــــ مَا اٰنِیَۃُ الْحَوْضِ ـــــ کہ حوض کوثر کے برتن کتنے ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ ۔۔۔ "اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے
لَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ ۔۔۔ میں محمد کی جان ہے اُس حوض کے برتن آسمان
نُجُوْمِ السَّمَآءِ (مسلم ص۲۵۱ ج-۲ ترمذی ص۷۱ ج-۲) ۔۔۔ کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔"

خیرِ کثیر سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ کوثر سے مُراد کیا ہے؟ —

اَلْکَوْثَرُ اَلْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ

"کوثر سے مُراد خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔" (بخاری ص ۹۷۴ ج ۲)

صاحب تفسیر رُوح البیان فرماتے ہیں:۔

وَالْاَظْھَرُ اَنَّ جَمِیْعَ نِعَمِ اللّٰہِ دَاخِلَۃٌ فِی الْکَوْثَرِ ظَاھِرَۃً اَوْ بَاطِنَۃً فَمِنَ الظَّاھِرَۃِ خَیْرَاتُ الدُّنْیَا وَمِنَ الْبَاطِنَۃِ الْعُلُوْمُ اللَّدُنِّیَّہ (روح البیان ص ۵۲۴ ج ۱۰)

"اور یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتیں دُنیا کی بھلائیاں اور باطنی نعمتیں علوم لدنیہ ہیں۔"

سامعینِ محترم! اِن اقوالِ مقدسہ سے کوثر کا معنی ایک نہر کوثر اور حوض کوثر ہے — اور کوثر سے مُراد ہر قسم کا خیر کثیر ہے — کوثر سے مُراد، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام ظاہری، باطنی، دنیاوی، اُخروی نعمتیں ہیں جو بارگاہِ خداوندی سے آپ کو عطا فرمائی گئیں۔

نبوّت الکوثر سے مراد نبوّت ہے — آپ، نبوّت و رسالت میں سب سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں — آپ سے قبل تشریف لانے والے نبیوں کا دورِ نبوّت آپ کی تشریف آوری کے بعد ختم ہوگیا — ان کی کتابیں اور صحائف اور دین منسوخ ہوگئے — مگر حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و

نبوّت تا قیامِ قیامت قائم رہے گی — آپ کو ساری کائنات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا — آپ ہی اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کی شان کے مالک ہیں — آپ تاجِ ختمِ نبوّت کے امین ہیں — انوارِ نبوت کی ابتدا بھی آپ سے اور انتہا بھی آپ ہیں — مظہرِ اوّل بھی آپ اور مُرسلِ خاتم بھی آپ ہیں —

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

علوم کوثر سے مُراد علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمارے خالق و مالک اللہ ربّ العزت نے اپنے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خزانے عطا فرمائے جو آپ سے قبل کسی کو نہ دیئے گئے، اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو مل سکیں گے۔ اسی لئے تو سرکار اعلیٰحضرت عرض کرتے ہیں۔

وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا
نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ (پ ۲۷ ع ۱۱)

"رحمٰن نے اپنے محبُوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمدؐ پیدا کیا ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔"

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ کی مزید عظمت قرآن حکیم نے یوں بیان فرمائی ارشادِ ربّ العالمین ہے:۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (پ ۵ ع ۱۴)

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔"

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بُردہ شریف میں لکھتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

"پس بے شک آپ کی بخشش سے دنیا اور آخرۃ کا وجود ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔"

خُلقِ عظیم کوثر سے مراد آپ کا خلقِ عظیم ہے جس کی عظمتوں کا بیان کرنے کے لئے ہماری زبان، ہماری تحریر اور ہماری تقریر عاجز ہے — قرآن نے دنیا اور اس کے تمام مال و دولت کے متعلق کہا ہے —

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ "آپ فرما دو کہ دنیا کا برتنا بہت تھوڑا ہے۔" (پ ۵ ع ۸)

مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ خُلق کے متعلق فرمایا گیا ہے

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "اور بے شک آپ خُلقِ عظیم کے مالک ہیں۔" (پ ۲۹ ع ۳)

ہم تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قلیل کو نہیں سمجھ سکتے تو اُس کے عظیم کو کیسے بیان کر سکتے ہیں — سرکار اعلیٰ حضرت عرض کرتے ہیں۔

تیری خلق کو حق نے جمیل کیا تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا
کوئی تجھ سا ہُوا نہ ہوگا شاہا تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

اُم المومنین جناب سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: —

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن "کہ آپ کا خُلق قرآن ہے۔" (بخاری شریف)

یعنی اگر اخلاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دیکھنا ہو تو قرآن کا مطالعہ کرلو۔ — یہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کی تصویر ہے — قرآن قال ہے اور محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا حال ہیں — تو قربان جاؤں نہ تو کوئی قرآن کی حد کو پا سکا ہے اور نہ ہی کوئی خُلقِ عظیم کا احاطہ کر سکا ہے۔

کوئی تجھ سا ہُوا ہے نہ ہو گا شاہا
تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

عُلمائے اُمّت کوثر سے مراد علماء اُمت ہے — آپ کو یہ عظمت بارگاہ خداوندی سے عطا ہوئی کہ آپ کے کرم سے امتِ مسلمہ میں کثیر تعداد علماء حق کی ہے جن سے آپ کی شریعتِ مطہرہ کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا — اللہ رب العزت نے علماء حق کی شان قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ "تحقیق اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔" (پ ۲۲ ع ۱۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے — مخلوقِ خدا ان سے راہِ حق کی تعلیم اور دینی دنیوی رہنمائی حاصل کرتی رہے گی۔

کثرتِ اُمّت کوثر سے مراد اُمتِ رسول ہے، اہل جنت کی صفوں کی تعداد ایک سو بیس (۱۲۰) ہوگی اور ان میں سے اسی (۸۰) صفیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی ہوں گی۔ سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ "اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں

Scanned with CamScanner

صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۹۸)
ہوں گی جن میں سے اسّی (۸۰) صفیں اس امت کی اور باقی چالیس صفیں تمام دیگر اُمتوں کی ہوں گی۔"

امت کی بزرگی و شرافت کا یہ عالم ہے کہ اس کے برابر اور کوئی اُمت نہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ ۴ ع ۳)
تم ایک بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی

یہ وہ اُمت ہے جو گمراہی پر جمع نہ ہوگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَى الضَّلَالَةِ "میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَعَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى يَدْخُلَهَا اُمَّتِیْ (مدارج النبوت)
"جنت میں داخل ہونا سب نبیوں پر حرام ہے جبتک میں داخل نہ ہولوں گا اور تمام امتوں پر حرام ہے جبتک میرا امتی داخل نہ ہوگا۔"

نبی کریم حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی جنت میں نہیں جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں سے پہلے کسی نبی کا اُمتی جنت میں داخل نہ ہوسکے گا۔

اولادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کوثر سے مُراد اولادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم،

انا اعطینٰک الکوثر میں اعلان کیا گیا " اے محبوب! یہ کفار و مشرکین اس بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ آپ کے بیٹوں کا وصال ہوگیا اور آپ کا اب نام لینے والا کوئی نہ ہوگا —— تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی روحانی اور جسمانی اور معنوی اولاد تا قیامت قائم رہے گی اور آپ کے نام کے چرچے ہر سُو ہوتے رہیں گے۔

" جب تک عرشِ مُعلّٰی پر میری کبریائی کا پرچم لہراتا رہے گا
تیری مُصطفائی کا ڈنکا بھی اس کائنات میں بجتا رہے گا "

سامعینِ محترم! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر کہنے والے ہمارے خالق و مالک کے ارشاد کے مطابق خود ابتر ہو گئے —— آج ابُولہب، ابُوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید بن مُغیرہ کی اولاد کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ —— مگر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک حَسنی اور حُسینی سادات مشرق سے لیکر مغرب تک اور جنوب سے لیکر شمال تک موجود ہے —— اور حضور نبی کریم کی آل اور آپ کے نام لیوا اُمتی دنیا کے آخری کونے تک آپ کا ذکر پاک ہر گھڑی اور ہر پل کر رہے ہیں —— آپ کے ذکر کو مٹانے والے خود مٹ چکے ہیں

سرکار اعلیحضرت عرض کرتے ہیں:۔

مِٹ گئے مِٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۹)
" وہ اللہ کے نُور کو اپنے مونہوں سے بجھانے کی کوشش میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا نور پورا کرنا ہے اگرچہ کفار اس کا کتنا ہی بُرا کیوں نہ منائیں "

نہ مِٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگا ہے تیری ہی داستان ہے

Scanned with CamScanner

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول اُونچا ہے بالا تیرا

سامعینِ محترم! اللہ ربُّ العزّت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مُبارک کو اِتنا دوام عطا فرمایا کہ آپ کو مٹانے والے خود مِٹ گئے۔ اور آپ کا نام اُس وقت بھی ہوگا جب کسی کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اُس وقت ایک بار یہ تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (پ ۲۷ ع ۱۲)
"جو زمین پر ہیں اُن سب کو فنا ہونا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو عظمت اور بزرگی والی ہے۔"

ہر چیز فنا ہو جائے گی —— ایک اللہ ربّ العالمین احکم الحاکمین کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا —— مخلوق فنا ہو جائے گی —— تو ربّ العالمین کا ذکر مخلوق میں کرنے والا کوئی نہیں رہے گا —— تو اُس وقت اللہ تعالےٰ کا ذکر رک جائیگا مگر قربان جاؤں محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت پر کہ اُس وقت آپ کا ذکر بند نہ ہوگا کیونکہ آپ کا ذکر کرنے والا خود اللہ تبارک وتعالےٰ ہوگا جس پر قرآن مجید فرقانِ حمید گواہ ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ (پ ۲۲ ع ۴)
"بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجتے ہیں۔"

تو یہ درود بھیجنے والی ذات اللہ ربّ العالمین جل وعلا اُس وقت بھی موجود ہوگی، جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا —— اسی طرح جب اللہ تبارک وتعالیٰ

کا ذکر کرنے والا کوئی نہیں ہوگا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اُس وقت بھی ہوتا رہے گا ——

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا

سامعینِ محترم! ہمارے خالق و مالک جلّ وعلاء نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا —— اے محبوب اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ——

کوثر — کسے کہتے ہیں ؟ —— کوثر کیا ہے ؟ — حقیقت تو یہ وہ اعجاز ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی سے حاصل ہُوا — جس کے معنی بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں —— اُردو ، انگریزی ، فارسی اور دیگر اقوامِ عالم کی زبانوں کی لُغات خاموش ہیں کہ لفظ "کوثر" کے معنی کے لئے کیا لفظ استعمال کریں جیسے ربّ العزّت کی ذات بے مثل و بے مثال ہے ، اُسی طرح اُس کا کلام بھی بے مثل و بے مثال ہے ۔ چاہے دونوں جہانوں کی سب نعمتوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں اکیلی کوثر کو رکھا جائے تو پھر بھی کوثر اُن سب پر وزنی و بھاری ہوگی —— اعلیحضرت عظیم البرکت —— حضور نبی کریم آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کی وسعتوں کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

تیرے وصف عیب تناہی سے ہے بَری
حیران ہُوں میرے شاہا کیا کیا کہوں تجھے

سامعینِ کرام! اگر کسی چیز کے اوصاف بیان کئے جائیں تو اُن کی ایک حد ہے اور وہ اپنی حد تک پہنچ کر ختم ہو جائیں گے —— اگر کسی صاحب علم کے علوم کو شمار کرنا چاہیں تو یہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ شخص میٹرک ، ایف اے ،

بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی ہے۔

ایک آدمی انجینئر ہے ـــــ سکالر ہے ـــــ ڈاکٹر ہے ـــــ عام لوگوں اور چیزوں کے اوصاف کا شمار کیا جا سکتا ہے ـــــ اور اُن کی انتہا معلوم ہو جاتی ہے ـــــ اور اُن کے اوصاف کا بیان ایک حد میں آجانا ـــــ یہ بھی تو ایک عیب ہے، مگر بے عیب ذات حدود و حساب سے مُبرّا ہے انسانی عقل و علوم اِس کی حدود تک رسائی پا ہی نہیں سکتے کیونکہ دنیاوی علم اور انسانی عقل خود محدود ہیں ـــــ یہ لامحدود تک کس طرح پہنچ سکتی ہیں۔

سامعین محترم کوئی بشر ـــــ ہمارے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو شمار نہیں کر سکتا ـــــ اوصاف کا بیان کرنا تو بہت بڑی بات ہے، آپ کے کسی ایک وصف کا احاطہ، تحریر و تقریر میں نہیں لایا جا سکتا ـــــ کیونکہ

؎ زندگیاں ختم ہوئیں قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پُورا نہ ہُوا

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہُوں میرے شاہا کیا کیا کہُوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سُخن اِس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہُوں تجھے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ ہمیں روزِ محشر ساقیٔ کوثر علیہ السلام کی بارگاہ سے جامِ کوثر عنایت فرمائے ـــــ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ٥

جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ ٥ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ٥

کرم کے بادل برس رہے ہیں دلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا نگر نگر ہے گلی گلی ہے

یہ کون بن کر قرار آیا یہ کون جانِ بہار آیا!
گلوں کے چہرے ہیں نکھرے نکھرے کلی کلی میں شگفتگی ہے

دیئے دلوں کے جلائے رکھنا نبی کی محفل سجائے رکھنا
جو راحتِ دل سکونِ جاں ہے وہ ذکر ذکرِ محمدی ہے

جو گالیاں سن کے دیں دعائیں بُروں کو اپنے گلے لگائیں
سراپا لطف و کرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے

نبی کو اپنا خُدا نہ مانو خُدا سے لیکن جُدا نہ جانو
ہے اہلِ ایماں کا یہ عقیدہ خُدا خُدا ہے نبی نبی ہے

مَیں اپنی قسمت پہ کیوں نہ جھوموں مَیں کیوں نہ دلیوں کے در کو چُوموں
مَیں نام لیوا ہوں مصطفٰے کا خُدا کے بندوں سے دوستی ہے

ہے دوش پر جن کے کملی کالی وہی تو دو جہاں کے والی
کوئی سوالی نہ بھیجا خالی یہ شان میرے کریم کی ہے

نبی کا ہر جا ظہور کہیئے ہاں کہیئے کہیئے ضرور کہیئے!
انہیں مِنَ اللہ نور کہیئے یہ چار سو جن کی روشنی ہے

نہ مانگو دنیا کے تم خزینے چلو نیازی چلیں مدینے
کہ بادشاہی سے بڑھ کے پیارے نبی کے در کی گداگری ہے

قابلِ صد احترام بزرگو، دوستو! یہ ماہِ مقدس ربیع الاوّل شریف کا پیارا پیارا مہینہ ہے۔ اس کی بارہ تاریخ کو صبح صادق کے وقت امام الانبیاء محبوبِ کبریا احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ہوئی ــــ یوں تو سارا سال غلامانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل مجالس قائم کرتے رہتے ہیں ــــ مگر ربیع الاوّل میں خصوصی طور پر یہ اہتمام کیا جاتا ہے ــــ اس ماہ مقدس کا چاند نظر آتے ہی ہر مومن مسلمان کے گھر خوشیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے ــــ قریہ قریہ، بستی بستی نگر نگر، گلی گلی، گاؤں گاؤں، شہر شہر، میلاد شریف کی محافل کا انعقاد ہوتا ہے، اشتہارات چھپتے ہیں۔ جھنڈیاں۔ جھنڈے۔ بینر لگائے جاتے ہیں ــــ گلی کوچوں، بازار اور شہروں کو سجایا جاتا ہے ــــ جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ــــ مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں ــــ شاعر اس مقام پر اپنے مولا اپنے آقا حضور تاجدارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہے ؎

ہوئی تیری آمد آمد تو برائے خیر مقدم
کہیں کھل گئے گلستاں کہیں ہو گیا چراغاں

Scanned with CamScanner

عید نبوی کا زمانہ آگیا لب پر خوشیوں کا ترانہ آگیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی ہر کلی کو مسکرانا آگیا
نعرہ صل علیٰ کی دھوم ہے وجد میں سارا زمانہ آگیا
مست ہے ہر ایک مئے توحید سے آگیا موسم سہانا آگیا

عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانوں پر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے ہو رہے ہیں ـــ درود کے تحفے سلام کے نذرانے پیش کئے جا رہے ہیں ـــ حضور نبی کریم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہو رہا ہے جس کا ذکر صدیق اکبر نے کیا ـــ فاروق اعظم نے کیا ـــ عثمانِ غنی نے کیا ـــ مولا علی نے کیا ـــ ہر مومن نے کیا ـــ ہر ولی نے کیا ـــ بلالِ حبشی نے کیا ـــ صہیب رومی نے کیا ـــ مکے والوں نے کیا ـــ مدینہ والوں نے کیا ـــ عرب والوں نے کیا ـــ عجم والوں نے کیا ـــ فرش والوں نے کیا ـــ عرش والوں نے کیا ـــ خاکیوں نے کیا ـــ افلاکیوں نے کیا ـــ حوروں نے کیا ـــ مشرق والوں نے کیا ـــ مغرب والوں نے کیا ـــ جنوب والوں نے کیا ـــ شمال والوں نے کیا ـــ

کرم کے بادل برس رہے ہیں دلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا نگر نگر ہے گلی گلی ہے !!

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا نے تورات زبور انجیل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ـــ اور بالخصوص خالقِ کائنات کی

آخری کتاب قرآن حکیم ساری کی ساری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے ظہور کے لئے نازل فرمائی ہے

شداں مداں زیراں زبراں وچ تعریف دے آیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پائیاں

شان والا

قرآن حکیم کی ہر آیت، ہر لفظ، ہر نکتہ، شد، مد پیش زیر زبر عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان فرما رہی ہے۔ اسی کلام مقدس میں سے میں نے ایک آیت مقدسہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جو ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین گلدستہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ ١١ ع ١٦)

" بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول تشریف لائے، تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے اور مومنوں پر رحم کرنے والے مہربان

سامعین محترم! اس آیتہ مقدسہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری اور شانِ سروری کا ذکر فرمایا، فرمایا " اے مومنو تم میں سے، تم میں ایک شان والا رسول آیا" ـــ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج عرش پر بلایا۔ اور اس سفر معراج کا تذکرہ قرآن میں فرمایا تو ارشاد ہوا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا (پ ١٥ ع ١)

" پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنے پاس بلایا تو فرمایا عبدہٗ ـــــ اور جب ہماری طرف بھیجا تو فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تحقیق آیا تمہارے پاس تم میں سے وہ شان والا رسول ـــــ یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں گئے تو شانِ بندگی کے ساتھ اور جب ہم میں تشریف لائے تو شانِ پیغمبری کے ساتھ لفظ رَسُوْلٌ پر جو دو پیش ہیں ـــــ اظہارِ شان کے لئے ہیں۔

اُچے رُتبے پان والا آگیا

محبوب پروردگار

بیکسوں کا کس آیا ـــــ بے بسوں کا بس آیا ـــــ بے سہاروں کا سہارا آیا ـــــ بے چاروں کا چارہ آیا ـــــ یتیموں کا حامی آیا ـــــ عبداللہ کا چن آیا ـــــ آمنہ کا راج دُلارا آیا ـــــ ہمارا نبی پیارا آیا ـــــ نبیوں کا امام آیا ـــــ رسولوں کا تاجدار آیا ـــــ محبوب پروردگار آیا ـــــ

اُچے رُتبے پان والا آگیا

حُسن وجمال والا آیا ـــــ شان وکمال والا آیا ـــــ شاہد، مبشر، نذیر آیا داعیا الی اللہ اور سراج منیر آیا ـــــ چاند کو ٹکڑے کرنے والا آیا ـــــ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لانے والا آیا ـــــ پتھروں کو کلمہ پڑھانے والا آیا ذرّوں کو زر بنانے والا آیا ـــــ قطروں کو گوہر بنانے والا آیا ـــــ بے زر کو ابوذر بنانے والا آیا ـــــ کائنات کا مقدر چمکانے والا آیا ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملانے والا آیا ـــــ

اُچے رتبے پان والا آگیا

عیدیں مناؤ!

اس عظیم نبیٔ کریم آقا و مہربان مولا، غم خوار نبی کی آمد آمد پر کیوں خوشیاں نہ منائی جائیں ـــــ جس کی آمد سے کائنات عالم کے اُجڑے

ہوئے چمن میں بہار آگئی ـــــ دم توڑتی ہوئی انسانیت میں دم آگیا ـــــ اس کے میلاد کا ذکر کیوں نہ کیا جائے ـــــ اس کی آمد آمد کا تذکرہ کیوں نہ کیا جائے۔ جس کی تشریف آوری، جلوہ گری کا ذکر قرآن میں خالقِ کائنات فرما رہا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تحقیق تمہاری طرف تم میں سے ایک شان والا رسول آیا کیا یہ میلاد نہیں تو اور کیا ہے ہم اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف مناتے ہیں خوشیاں کرتے ہیں اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پ۱۱ ع۱۱) "تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیئے؛

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم پر بے شمار فضل وکرم ہیں اور لاتعداد رحمتیں ہیں۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم میں جلوہ گر ہونا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت اور ہم پر سب سے بڑا اس کا فضل ہے۔ اس کرم خداوندی رحمت باری تعالیٰ پر ہمیں خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے۔

فلک کے نظارو زمین کی بہارو
سب عیدیں مناؤ حضور آ گے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مقدس ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ "اور اپنے ربّ کی نعمت کے خوب چرچے کرو۔" (پ۳۰ ع۱۸)

فلک کے نظارو زمین کی بہارو
سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
انوکھا نرالا وہ ذیشان آیا
وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا

اے بادشاہو! اے کج کلاہو!

سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں

ذکرِ میلاد شریف

سامعین محترم! ہم اپنے آقاء و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ذکر میلاد شریف کرتے ہیں، درود وسلام پیش کرتے ہیں اور کچھ لوگ ذکر میلاد کو بدعت کہتے ہیں۔ تو آیئے ملاحظہ کیجئے اور اپنے ایمانوں کو جلا اور تازگی بخشیں ہمارا عقیدہ وہی ہے جس کی تعلیم ہمیں قرآن نے ارشاد فرمائی ہے۔ نبی کی ذات پر اس کی ولادت کے روز سلام پڑھنا۔ ذکرِ ولادت کرنا ہمیں قرآن نے سکھایا ہے ـــــ اگر ذکرِ ولادت کرنا غلط ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نبیوں کی ولادت کے تذکرے قرآن میں نہ کرتا۔ جناب سیدنا عیسٰے علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن میں بڑی تفصیل سے موجود ہے ـــــ اور سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام خود فرماتے ہیں جس کا ذکر قرآن نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ (پ ۱۶ ع ۵)

"اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور قیامت کے دن اٹھایا جاؤں۔"

جناب سیدنا عیسٰی علیہ السلام اپنی ذات پر سلام بھیج رہے ہیں ـــ یومِ ولادت یومِ وفات اور یومِ قیامت ـــــ الحمد للہ ہم اپنے بزرگوں کے یومِ ولادت مناتے ہیں ـــــ اور یومِ وفات بھی مناتے ہیں ـــــ باقی رہا حشر کے دن یاد کرنا تو وہ دن تو ہمارے بس میں تھے ہم نے انہیں یاد کر لیا ـــ تیسرے دن کے لئے ہم مقبولانِ بارگاہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ـــــ جہاں تک تمہیں یاد کرنا ہمارے اختیار میں تھا ہم نے کر لیا ـــــ اب روزِ محشر تم ہمیں

یاد کرنا تو ہماری بگڑی بن جائے گی ـــــ اس لئے مقبولانِ بارگاہ کی شفاعت مجرم کو محرم، دوزخی کو جنتی اور بدبخت کو خوش بخت، شقی کو سعید بنا دے گی۔

سامعین محترم! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبین کی بات کو مانتا نہیں ـــــ قسم ہے ربِ ذوالجلال کی وہ اپنے بندوں کو خالی لوٹاتا ہی نہیں۔

طلب کرو!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۝ (پ ۱۸ ع ۶)

"اور اے محبوب تو کہہ میرے رب بخش دے (میری گنہگار امت کو) اور تو رحم فرما بیشک تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔"

سامعین محترم! خالقِ کائنات اللہ رب العالمین جل وعلاء خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہا ہے کہ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم میری بارگاہ سے اپنے امتیوں کے لئے بخشش ومغفرت طلب کرو۔

سامعینِ محترم! آج کوئی مالدار کسی نادار سے کہے کہ تم مجھ سے کچھ مال مانگو تاکہ میں تجھے دے دوں ـــــ اور پھر وہ نادار طلب کرے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ اس غریب کے مانگنے پر اسے کہے خبردار جو تو نے مجھ سے کسی شے کا سوال کیا ـــ تو جب میں اور آپ از خود کسی کو مانگنے کی دعوت دیں تو اُسے واپس کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا ـــــ تو خالقِ کائنات خود فرما رہا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گناہ گاروں کے لئے مجھ سے میری رحمت وبخشش طلب کرو ـــــ تو جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی بارگاہ سے ہم گناہ گاروں کی بخشش طلب کریں اور خداوند قدوس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی لوٹا دے؟

سامعینِ محترم! اللہ ربّ العزت کی ذات علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے وہ اگر کسی

Scanned with CamScanner

گناہ گار کو جہنم میں ڈال دے تو یہ اس کا عدل ہے ـــــ اگر گناہگار کو بخش دے تو یہ اس کا فضل ہے ـــــ مگر وہ اپنے محبوب کی دعاؤں، التجاؤں کو شرف قبولیت سے نواز دیتا ہے۔

دعا کی قبولیت

جناب مریم علیہا السلام ایک حجرہ میں عبادت کیا کرتی تھیں اور سیدنا زکریا علیہ السلام وہاں ان کی خبرگیری کے لئے تشریف لیجاتے ـــــ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (پ ۳ ع ۱۲)

"جب کبھی زکریا علیہ السلام عبادت گاہ میں اسکے پاس جاتے تو اسکے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔"

حضرت زکریا علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے حجرہ میں عجیب نظارہ دیکھتے ہیں کہ وہاں اس کے پاس طرح طرح کے پھل موجود ہوتے اور وہ پھل بھی ہوتے جن کا موسم بھی نہ ہوتا تھا۔ جناب زکریا علیہ السلام نے مریم سے کہا يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ـــ اے مریم یہ طرح طرح کے پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں۔ تو مریم نے جواب دیا۔

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(پ ۳ ع ۱۲)

"وہ میرے اللہ کی طرف سے ہیں بیشک وہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

سیدنا زکریا علیہ السلام کی عمر کافی ہو چکی تھی اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی ضعیف ہو چکی تھیں اور آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی ـــــ آپ کے دل میں خیال آیا اگرچہ میں بوڑھا ہوں میری زوجہ بانجھ ہو چکی ہے ـــــ اور ہماری کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی اس عمر میں اولاد کی توقع کی جا سکتی ہے ـــ مگر اے اللہ تو تو قادر مطلق ہے۔

اگر تو اس مقفل حجرے میں مریم کو بے موسم پھل دے سکتا ہے ـــــ تو تیرے کرم سے مجھے اس عمر پیری میں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے ـــــ قرآن حکیم نے زکریا علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ (پ ۳ ع ۱۲)

"تو زکریا نے اسی مقام پر اپنے رب سے عرض کیا اے اللہ مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔"

بیٹے کی خوشخبری

آپ نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی اے اللہ مجھے اپنی بارگاہ سے نیک اولاد عطا فرما۔ اس دعا کے بعد آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (پ ۳ ع ۱۲)

"پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب وہ عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔ جو تصدیق کرنے والا ہو گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہو گا اور عورتوں سے ہمیشہ بچنے والا اور نبی صالح ہو گا۔"

سامعین محترم! دعا کرنے کے بعد جناب زکریا علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے انہیں بیٹے کی خوشخبری سنا رہے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ کا نبی نماز میں اور یحییٰ نبی کا میلاد فرشتے بیان کر رہے تھے ـــــ اور عظمتوں رفعتوں کو بیان کر رہے تھے ـــــ کہ وہ پیدا ہونے والا مصدق ہو گا ـــــ سردار ہو گا ـــــ عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والا ہو گا ـــــ نبی ہو گا صالحین میں سے

Scanned with CamScanner

ہوگا ——— اللہ کا نبی نماز میں ہے ——— اور فرشتے نبی کا میلاد پڑھ رہے ہیں اور یحییٰ نبی کی عظمتیں بیان کر رہے ہیں ——— اور ہمیں نماز سے باہر نبی کا میلاد پڑھنے سے کچھ لوگ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں ——— جب فرشتے جناب زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری سُنا رہے ہوں گے ——— تو یقیناً آپ کا خیال یحییٰ علیہ السلام کی طرف گیا ہوگا ——— اور ہم بھی کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم دورانِ نماز اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر سلام پڑھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ——— اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ——— سلام ہو آپ پر اے صلی اللہ علیہ وسلم ——— شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے ؎

کیا کرم کیا تیری یاد نے مجھے آ ستایا نماز میں
میرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

سامعینِ محترم! میں بیان کر رہا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر کروا رہا تھا قرآن نے عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کیا ہے ——— تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا ذکر ہم بھی کر سکتے ہیں۔

اُچے رتبے پاون والا آ گیا !

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سامعینِ محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل و علاء نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ " تحقیق تمہاری طرف تم میں سے ایک شان والا رسول آیا "

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی آمد آمد کا تذکرہ فرمایا ——— اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اقدس سے اپنا میلاد بیان فرمایا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر ارشاد فرمایا۔

فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔
(ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

" فرمایا میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے اُن میں بہتر لوگوں میں سے بنایا پھر ان بہتر لوگوں کی دو جماعتیں کیں پھر مجھے ان میں سے اچھی جماعت میں بنایا۔ پھر اُن اچھے لوگوں کے قبائل بنائے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر ان اچھے قبیلوں میں سے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں اُن سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں "

حضور سیدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر اپنے میلاد اور فضائل بیان فرمائے اور آپ کے امتی اور غلام بھی آپ کا میلاد بیان کرتے ہیں۔

اُچے رتبے پاون والا آگیا

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درباری نعت خوان حضرت

Scanned with CamScanner

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں ـــــ اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی شان میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں تو قربان جاؤں اس مدح خواں حضرت حسان کے مقدر پر آپ نے اس کے لیئے منبر بچھایا اور اس پر اپنی چادر مبارک بچھوائی اور فرمایا حسان میرے منبر شریف پر بیٹھ کر میرا ذکر کرو ـــــ اسی لیئے تو ہم کہتے ہیں۔

ہنجواں دے ہار نیناں دے گجرے بنا لواں
ذکر رسول پاک دی محفل سجا لواں

نعت شریف میں بھی پڑھتا ہوں ـــــ تم بھی پڑھتے ہو ـــــ سب مسلمان پڑھتے ہیں ـــــ اہل ایمان پڑھتے ہیں ـــــ بڑے بڑے تاجور، سلطان پڑھتے رہیں گے مگر اس نعت خواں کی عظمت پر قربان جاؤں جو نعت بھی پڑھ رہا ہے اور نعت والے کی زیارت بھی کر رہا ہے اور نعت کے اشعار دربار رسالت میں عرض کیئے وہ آج بھی سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

" اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ جیسا حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے نہیں جنا ـ"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کی ترجمانی پنجابی شاعر نے یوں کی ہے ؎

یا مصطفٰے خیر الوریٰ تیرے جیہا کوئی نہیں
کنوں کہواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نہیں

" اے محبوب تیرے جیسا حسین تیرے جیسا جمیل میری آنکھ نے نہیں دیکھا ـ ہو سکتا ہے کوئی ہو اور میں نے نہ دیکھا ہو تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایمان ہے آپ جیسا کسی ماں نے جنا ہی نہیں ـ

کنوں کہواں تیرے جیا تیرے جیا کوئی نہیں

مزید دربار رسالت میں عرض کرتے ہوئے کہا ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا ـ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا پیدا کیا جیسا آپ نے چاہا ـــ

اے میرے نبی ـــــ اللہ نے آدم کو اپنی مرضی سے بنایا ـــــ نوح علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا ـــــ کلیم اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے ـــــ خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا ـــــ ذبیح اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا ـــــ روح اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا ـــــ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے، تیری مرضی سے بنایا ـــــ

کنوں کہواں تیرے جیا، تیرے جیا کوئی نہیں
اُچے رُتبے پاؤن والا آ گیا

اُمّت کا غم خوار

سامعین محترم! صحابی نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کے سامنے ذکرِ ولادت کیا ـــــ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر ـــــ اپنا میلاد بیان کیا ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ہمارے

Scanned with CamScanner

آقاء مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا تذکرہ متعدد بار فرمایا:۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تحقیق تمہاری جانب، تم میں سے ایک عظمت والا رسول آیا —

پیارا رسول آیا — وہ تمہارا ایسا غمخوار آیا — عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ جس کو تمہارا مشقت میں پڑنا گوارا نہیں — وہ تم سے ایسی محبت فرماتا ہے۔ وہ اتنا تم پر مہربان ہے کہ کوئی مال و دولت کا حریص ہے — کوئی سیم و زر کا حریص ہے — کوئی اولاد کا حریص ہے — کوئی جائیداد کا حریص ہے۔ — مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے جہان والو میرا محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا حریص ہے — تمہیں چاہنے والا ہے — بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ مومنوں پر نہایت ہی مہربان اور رحیم ہے —

رحمت ہی رحمت

دنیا میں تشریف لائے تو بوقت ولادت سجدے میں امت کے لئے دعا فرمائی — عرش پر گئے تو امت کی بخشش اپنے خالق و مالک کی بارگاہ سے طلب کی — فرش پر امت کا خیال، عرش پر امت کا خیال غار میں امت کا خیال — اور حشر میں بھی امت کا خیال — مزار میں بھی امت کا خیال — اور حشر میں بھی امت کا خیال فرمائیں گے اور شفاعت فرما کر ہم گناہ گاروں کی بگڑی بنائیں گے —

اُچے رتبے پان والا آگیا
سب نوں سینے لان والا آگیا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اعلان فرمادیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ o (پ ۱۷ ع ۷) "اور اے محبوب ہم نے تم کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"

سب نوں سینے لان والا آگیا

آپ کی ذات انسانوں کے لئے رحمت — جنوں کے لئے رحمت۔ خاکیوں کے لئے رحمت — افلاکیوں کے لئے رحمت — فرش والوں کے لئے رحمت عرش والوں کے لئے رحمت — اپنوں کے لئے رحمت — غیروں کے لئے رحمت — اپنوں کے لئے رحمت خاصہ تقسیم فرمائی کہ انہیں نور ایمان اور رشد و ہدایت عطا فرمائی — اور رحمت عامہ سے غیروں کو بھی محروم نہیں کیا۔

سب نوں سینے لان والا آگیا

آپ کی جلوہ گری سے قبل پچھلی امتوں میں جب کوئی امت گناہ کرتی تھی تو اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجایا کرتا تھا — مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا —

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ (پ ۹ ع ۱۸) "اور اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔"

سب نوں سینے لان والا آگیا

نرالی دعا

جنگ احد کے موقع پر کفار و مشرکین نے پتھر برسائے اور آپ کا والضحیٰ رخ انور خون سے رنگین ہوگیا — صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس واقعہ سے بڑا صدمہ ہوا اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار و مشرکین کے لئے بددعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد فرمائیں — تو صحابہ کرام کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھا کر یہ دعا مانگی:۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (مدارج النبوت) "اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ مجھے نہیں پہچانتے۔"

اُچے رُتبے پان والا آگیا
سب نوں سینے لان والا آگیا

ابرِ کرم محبوبِ کبریا رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں کاشانۂ نبوّت سے باہر تشریف لائے ـــــ تو دیکھا کہ گلی میں آپ کے مکان کے دروازہ کے قریب ایک پریشان حال، سر پر کچھ وزن اٹھائے ہوئے ایک عورت کھڑی رو رہی ہے ـــــ اس کی یہ حالت دیکھ کر رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو ـــــ تو اس نے عرض کیا ـــــ جناب میں ایک نصرانی کی لونڈی ہوں ـــــ اس نے آج صبح مجھے آٹا پیسنے کا حکم دیا ـــــ میں اس کے حکم پر آٹا پیسنے کے لئے چلی گئی ـــــ مجھے بخار تھا جس کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی ہے ـــــ اب میں نے گھر جانا ہے تو اس ڈر سے رو رہی ہوں کہ میرا مالک مجھے دیر سے گھر پہنچنے کی وجہ سے سزا دے گا ـــــ مارے گا پیٹے گا ـــــ میں نے باوجود بیمار ہونے کے آٹا پیسا ہے ـــــ اور اب مجھے اس کی مار سے ڈر آ رہا ہے اس لئے میں رو رہی ہوں ـــــ

تاجدارِ سیدِ مرسلاں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ـــــ کہ فکر مت کر میں تیرے ساتھ چلتا ہوں اور تیرے مالک سے سفارش کروں گا وہ تجھے نہیں مارے گا ـــــ اور مزید اس پر کرم فرماتے ہوئے فرمایا ـــــ تجھے بخار ہے یہ آٹے کا تھیلا مجھے دے دو میں اُسے اٹھا کر لے چلتا ہوں اور تو میرے ساتھ چل ـــــ قربان جاؤں پھر چشمِ فلک نے یہ منظر دیکھا کہ نبیوں کے تاجدار نے ایک نادار کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا ـــــ اور وہ لونڈی آپ کے ساتھ چلنے لگی ـــــ ابھی چند قدم چلی تھی کہ بیمار ہونے کی وجہ سے تھک گئی اور عرض کیا کہ

مجھ میں چلنے کی سکت نہیں ـــــ صدقے جاؤں آپ کے کرم و احسان پر آپ نے فرمایا فکر نہ کرو اگر تجھ سے چلا نہیں جاتا ـــــ تو میری کملی مبارک کو پکڑ کر میرے ساتھ چلتی رہو ـــــ ساری کائنات کے سردار حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیمار لونڈی کے ساتھ اس کے مالک نصرانی کے گھر پہ پہنچ گئے ـــــ اور دروازہ کھٹکھٹایا ـــــ نصرانی باہر آیا تو یہ منظر دیکھا کہ آپ اس لونڈی کے ساتھ ہیں اور آٹے کا تھیلا اٹھایا ہوا ہے ـــــ اس نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو عرض کیا ـــــ اے مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے تمہیں کبھی اس محلہ میں نہیں دیکھا ـــــ آپ ادھر کیسے تشریف لے آئے ـــــ تو آپ نے فرمایا ـــــ میں تیری لونڈی کی سفارش کرنے آیا ہوں ـــــ آٹا پیس کر دیر سے گھر پہنچی ہے یہ بیمار ہے سزا نہ دینا ـــــ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی تقدیر بدل گئی ـــــ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہنے لگا ـــــ اگر نجات چاہتے ہو تو اس نبی کا کلمہ پڑھ لو! (معارجِ النبوّت)

اُچّے رُتبے پان والا آگیا
سب نوں سینے لان والا آگیا

اُصولِ زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ہ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ہ

جبیں میری ہو سنگِ درِ تمہارا یا رسُول اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسُول اللہ
دکھادو اپنا چہرہ پیارا پیارا یا رسُول اللہ
خدا کا جیتے جی کرلوں نظارا یا رسُول اللہ
نہیں فرقت میں اب جینے کا یارا یا رسُول اللہ
بُلالو اپنے قدموں میں خدارا یا رسُول اللہ

خطاؤں پر ندامت ہے مگر نازاں ہوں قسمت پر
میرے ہاتھوں میں دامن ہے تمہارا یا رسُول اللہ
بروزِ حشر میرے اس یقیں کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں، تمہارا ہوں، تمہارا ہوں یا رسُول اللہ
نہ دُنیا کی مجھے خواہش نہ عُقبیٰ کی تمنا ہے
مجھے اپنا بنالو تم خدارا یا رسُول اللہ
ترا در ہو، میرا سر ہو سکونِ دل میسر ہو
پھرے کب تک یہ انجم مارا مارا یا رسُول اللہ

قابلِ صد احترام! بزرگو، دوستو اور عزیز ساتھیو! ہمارے خالق و مالک اللہ ربّ العالمین جل وعلا نے اس کائنات میں کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی۔ ہر چیز کو مالک الملک نے کسی مقصد اور کسی کام کے لئے پیدا فرمائی —— ہم یہ دیکھیں کہ یہ چاند، سورج ستارے کس لئے بنائے گئے —— یہ رات دن، یہ فلک و فرش، یہ زمین و آسمان —— یہ دن و رات کو کس مقصد و مقصود کے لئے بنایا گیا۔ جمادات و نباتات اور حیوانات کی پیدائش کا آخر کیا مقصد ہے۔ ان چیزوں کے متعلق سوچنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم معلوم کریں کہ اللہ تبارک وتعالے نے ہمیں خود کس لئے پیدا کیا؟ ہماری وجہِ تخلیق کا کیا سبب بنا اور اللہ ربّ العزت کو ہمارے وجود کو اس عالمِ رنگ و بو میں لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی آئیے اس کا سوال ہم اپنے مالک و خالق کے حضور پیش کرتے ہیں۔ تو بارگاہِ خداوندی سے ہمیں فوراً جواب ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ کتنا اعلیٰ مقصد ہے۔

Scanned with CamScanner

ہماری تخلیق کا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں !——

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (پ ۲۷ ع ۲) "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسلئے بنایا کہ وہ بندگی کریں۔"

منشورِ حیات

انسان کی تخلیق کا مقصد اپنے خالق و مالک کی بندگی اور تابعداری ہے —— اگر ہم کائنات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی تابعداری کے لئے پیدا فرمایا اور پھر دنیا کی ہر شے کو بندے کے لئے پیدا کیا۔ یعنی جب بندہ خدا کا تابعدار ہو جاتا ہے تو اس کائنات کی ہر چیز بندے کی تابعدار ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مزید ارشاد ہوتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (پ ۱ ع ۳) "وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:۔ "اس نے تمہارے لئے مسخر کئے دن اور رات اور سورج اور ستارے اور چاند اس کے حکم سے باندھے ہوئے ہیں۔"

سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ

(پ ۱۴ ع ۸)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ ۲۱ ع ۱۲) "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔"

سامعین محترم ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیاتِ بینات میں واضح فرما دیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سارے کا سارا بندے کے لئے ہے شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے :۔

جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے
چاند، سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
کھیتاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

دنیا کا حصول

حضراتِ محترم! کائنات کی ہر چیز بندے کے لئے بنائی گئی —— اور بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا —— یاد رکھو یہ جہاں بندے کے لئے ہے —— اور بندہ جہان کے لئے نہیں —— میرے الفاظ پر غور فرمائیے —— بندہ کھانے کے لئے نہیں —— بلکہ کھانا بندے کے لئے ہے اور بندہ اپنے مولیٰ کے لئے پیدا ہوا ہے —— کامیاب وہ شخص ہے جو اپنے مقصدِ حیات سے واقف ہو کر اپنے مالک کی بندگی میں مشغول ہو —— اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے —— اس کا ہر ہر لمحہ، اس کا ہر ہر پل اسی مالک و خالق کی یاد اور اس کے شکر و سپاس میں بسر ہو —— وہ صرف اور صرف اسی کے ذکر و فکر میں گزارتے ہوئے اپنے ہر سانس سے مطمئن ہو، اس کے بتائے ہوئے راستے کے سوا اس کا خیال کسی اور طرف متوجہ نہ ہو —— باقی رہا دنیا کا حصول دنیا میں مال و دولت حاصل کرنا —— اس کا جاہ و جلال —— اس کی رنگینیاں —— اس کی صبح و شام —— اس بہار ہستی سے لطف و آشنائی —— اسلام نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اسلام ترک دنیا کا درس ہرگز نہیں دیتا —— اسلام

ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ننگ دھڑنگ ہوکر کسی دریا کے کنارے یا جنگل میں بیٹھ کر دنیا سے الگ تھلگ ہوکر زندگی بسر کیجائے —— نہیں نہیں اسلام رہبانیت سے اپنے ماننے والوں کو منع فرماتا ہے بلکہ یہ تو فرائضِ دین کے ساتھ زندگی کی آسائشوں کو حاصل کرنے اور احکام دین کے مطابق ان سے لطف اندوز کو بھی عین عبادت کہتا ہے۔ شرط صرف طریقہ اور سلیقہ کی ہے۔

دین و دنیا —— زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں جن کے بغیر زندگی کی گاڑی چل نہیں سکتی —— نماز کے لئے اور تن ڈھانپنے کے لیئے لباس کی ضرورت ہے جو مال کے بغیر نہیں مل سکتا —— روزے کے لئے کھانے کی ضرورت ہے جو رقم کے بغیر دستیاب نہیں ہوسکتا —— حج کے لیئے زادِ راہ کی ضرورت جو مال کے بغیر ممکن نہیں —— زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے بھی مال شرط ہے —— اگر مال نہ ہو تو زکوٰۃ کہاں سے اور کیسے ادا ہو —— اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے چار رکن تو ایسے ہیں جن کی ادائیگی کے لئے مالِ دنیا کی ضرورت ہے —— دنیا کے حصول کے بغیر دین بھی مکمل نہیں ہوتا ۔ مومن کو بارگاہِ خداوندی میں مانگنے کا طریقہ قرآن مجید نے اس طرح بتایا ہے : ارشاد ہوتا ہے ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (پ ۲ ع ۸)

"اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرما "

کامیابی کی راہ اسلام نے ہمیں دنیا حاصل کرنے کی اجازت دی ہے —— مگر اس کا حصول اس طرح ہو جیسے کشتی کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے —— بغیر پانی کے کشتی نہیں

چل سکتی، لیکن کشتی پانی سے اپنی ضرورت تو پوری کرتی ہے مگر اسے اپنے اندر داخل ہونے نہیں دیتی —— اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے اسی طرح بندۂ مومن دُنیا کے مال و دولت، آرام و آسائش کو حاصل کرے مگر اس کی محبت کو خانۂ دل میں داخل نہ ہونے دے ۔

صُوفیائے کرام فرماتے ہیں، بعض لوگ دُنیا میں رہتے ہیں —— اور بعض لوگوں میں دُنیا رہتی ہے —— جن میں دنیا رہے گی وہ غرق ہو جائیں گے ۔ اور جو دُنیا میں رہیں گے وہ پار ہو جائیں گے —— جو کشتی دریا میں رہے گی وہ پار ہو جائے گی اور جس کشتی میں دریا آجائے گا وہ ڈوب جائے گی ——

وسعتِ قلب محترم سامعین ! دُنیا کو اپنے خالق و مالک کی رضا کے مطابق حاصل کیا جائے، مگر اس کی محبت کو داخلِ دل نہ ہونے دیا جائے، اس لیے کہ دل بڑی عظمت والا ہے ۔

دل مملکتِ وجود کا فرمانروا ہے —— دل میں خوشی ہے —— دل میں غم ہے —— دل میں راحت ہے —— دل میں الم ہے —— دل میں رجا ہے —— دل میں سخا ہے —— دل میں خوف ہے —— دل میں توکل ہے دل میں محبت ہے —— دل میں مروّت ہے —— دل میں جفا ہے —— دل میں وفا ہے —— دل میں علم ہے —— دل میں حلم ہے —— دل میں غنا ہے —— دل میں درد ہے —— دل میں عشق ہے —— دل میں ہجر ہے —— دل میں فراق ہے —— دل میں سوز ہے —— دل میں گداز ہے دل میں جان ہے —— دل میں ایمان ہے —— دل میں بیت اللہ —— دل عرشِ معلیٰ ہے —— دل مقامِ کیف و سرور ہے —— دل جلوہ گاہِ نور ہے ۔

Scanned with CamScanner

دِل تاجدار ہے ـــــ دِل مقامِ یار ہے۔

الف الہ تن رب سچے دا جُڑا وِچ یا فقیرا جھاتی ہُو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے کہ ربِ ذوالجلال فرماتا ہے

لَایَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَاسَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ۔ (فصوص الحکم ص۲۰۳) "نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ ہی آسمان میں، مَیں بندۂ مومن کے دِل میں سما جاتا ہوں۔"

سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ نے قلب کی عظمت و وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

د دِل دریا سمندروں ڈونگھے کون دِلاں دِیاں جانے ہُو
وِچے بیڑے وِچے جھیڑے وِچے ونج مُہانے ہُو
چوداں طبق دِلے اندر تنبو وانگوں تانے ہُو
جو دِل دا محرم ہووے باہُوؒ سو یو رب پچھانے ہُو

دِل ایک بحرِ بے کنار ہے ـــ جس طرح دریا کے اندر کشتیاں، جہاز بھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہوتے ہیں، ـــ اسی طرح عارفانِ باکمال کے قلوب میں ساری کائنات جلوہ گر ہوتی ہے ـــ حضرتِ سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عارف کامل کے دِل میں چودہ طبقاتِ زمین و آسمان سمائے ہوئے ہوتے ہیں ـــ جہاں حضرتِ عشق نے اپنے خیمے نصب کر رکھے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اے باہُو جو عارف دِل کے راز کا محرم ہو وہی معرفتِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔"

سامعینِ گرامی! دنیا کو حاصل کرو ـــ مگر اس کی محبت دِل میں نہ آنے

پائے ـــ دِل مالکُ الملک کی جلوہ گاہ ہے ـــ اس کو مالک کے لئے صاف رکھو ـــ

سامعینِ محترم! دنیا حاصل کرو ـــ دل کو صاف رکھ کر حاصل کرو۔ نیّت کو درست کر کے حاصل کرو ـــ تو پھر دُنیا بھی دین بن جائے گی ـــ اور اگر نیّت درست نہ ہو تو دین کے فرائض کی ادائیگی سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری ص۲) "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے"

مُرشد کی تلقین ایک صاحبِ نسبت اور صاحبِ عقیدت نے مکان تعمیر کیا اور اُس میں اپنے مُرشدِ کامل کو تشریف آوری کی دعوت دی ـــ تاکہ مکان میں برکت ہو جب مُرشدِ کامل اُس مُرید کے گھر پر پہنچے تو اپنے مُرید سے مکان کی تعمیر سے متعلق چند سوالات کرتے ہوئے پوچھا کہ برخوردار! ـــ یہ روشندان تم نے یہاں کیوں بنوائے ہیں؟

تو اُس مُرید نے عرض کیا ـــ کہ حضور والا! ـــ اس کے ذریعہ سے تازہ ہوا اور روشنی میسر آئے گی اور کمرہ ہوادار بن جائے گا ـــ مُرشدِ کامل نے کہا کہ بیٹا ـــ اگر تم یہ نیّت کر لیتے کہ اس کے کھُلے رہنے سے اگر دروازہ بند بھی رہے تو تم کو آذان کی آواز آیا کرے گی ـــ تو اس روشندان سے ہوا اور روشنی آتی ہی تھی اور ساتھ ہی تمہیں ثواب بھی ملتا رہتا ـــ (مثنوی مولانا رومؒ)

ارادہ کی پاکیزگی۔ نیّت کی درستگی کے بڑے فوائد ہیں ـــ حضرت سلطان العارفین سرکار باہُو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

جے رب مِل دا نہاتیاں دھوتیاں مِل دا ڈڈوواں مچھیاں ہُو
جے رب لمیاں والاں مِل دا تاں مل دا بھیڈاں سسیاں ہُو

جے رب راتیں جاگیاں مِل دا تاں مِل دا کاں کڑچھیاں ھُو
جے رب جتیاں ستیاں مِل دا تاں مِل دا داندان خصیاں ھُو
رب اُنہاں نوں مِل دا باھُو نیتاں جنہاں دیاں سچیاں ھُو

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ نہلانے والوں کو اپنے جسم پر زیادہ پانی بہانے والوں کو ملتا تو وہ مینڈکوں اور مچھلیوں کو ملتا ——

اگر وہ لمبے لمبے بال رکھنے والوں کو ملتا تو پھر بھیڑ بکریاں پالنے والوں کو ملتا۔

اگر اللہ تعالےٰ رات کو بیدار رہنے والوں کو ملتا تو کال کڑچھی ایک پرندہ ہے جو کہ رات کو نہیں سوتا اُسے ملتا ——

اگر اللہ تعالیٰ کی قربت جتی ستی لوگوں کو حاصل ہوتی تو خصّی بیلوں کو ملتا۔

سُلطان العارفین فرماتے ہیں —— اللہ تعالےٰ کی قربت صرف ظاہری غسل و طہارت سے، لمبے لمبے بال رکھنے یا شب بیدار رہنے یا صرف طاقتور ہونے کی بنا پر حاصل نہیں ہوتی —— بلکہ اللہ رب العالمین کی قربت، نیت کی درستگی پر موقوف ہے اس کی ملاقات عقیدہ اور اعمال کی پاکیزگی سے حاصل ہوتی ہے۔

رب اونہاں نوں مِل دا باھو تے نیتاں جنہاں دیاں سچیاں ھُو

اخلاص کی قوت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے —— کہ ایک عابد وزاہد کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ باہر جنگل میں ایک درخت کی پرستش و پوجا کرتے ہیں ۔ انہوں نے سوچا کہ لوگوں کے ساتھ لڑنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ اس درخت کو ہی کاٹ دیا جائے —— نہ درخت ہوگا اور نہ ہی وہ اس کی پوجا کریں گے —— چنانچہ اس جوش ایمانی سے کلہاڑا لیا اور درخت کی طرف چل پڑے —— راستے میں انہیں شیطان ملا اور کہنے لگا تم درخت کیونکر کاٹو گے۔

تو اگر اس کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو نہ کر —— اس پر عابد اور شیطان کی لڑائی ہوگئی چنانچہ عابد نے شیطان کو پکڑا اور نیچے گرا دیا —— شیطان نے اپنا فریب چلاتے ہوئے کہا —— جا تو فقیر آدمی ہے —— تجھے درخت کاٹنے سے کیا ملے گا ؟ مجھے چھوڑ دے اور واپس چلا جا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ جب تو صبح کے وقت بیدار ہوا کرے گا تو تیرے سرہانے کے نیچے سے دو اشرفیاں تجھے مل جایا کریں گے —— وہ عابد لالچ میں آگیا —— اور واپس گھر چلا گیا —— رات کو سویا صبح کو اُٹھا تو وعدہ کے مطابق دو اشرفیاں مل گئیں —— دوسری رات پھر دو اشرفیاں مل گئیں —— جب تیسری صبح ہوئی تو اشرفیاں ملنا بند ہوگئیں —— تو اب اُس عابد نے پھر کلہاڑا لیا اور درخت کو کاٹنے کے لئے چلا تاکہ وہ روکنے والا دوبارہ ملے اور اشرفیوں کے متعلق بات ہو سکے اور اگر نہ ملے تو درخت کو کاٹ دیا جائے —— چنانچہ حسب سابق شیطان پھر راستے میں مل گیا —— اور اُس نے اس کا راستہ روکا اور درخت کاٹنے سے منع کیا —— عابد نے کہا کہ میں پہلے تیرے کہنے پر رک گیا تھا —— آج تو میں درخت کاٹے بغیر واپس گھر نہیں جاؤں گا —— اب پھر لڑائی شروع ہوگئی —— تو اب شیطان نے عابد کو نیچے گرا لیا —— اور عابد کو اس سے جان چھڑانا مشکل ہوگیا —— اور عابد اُس سے کہنے لگا کہ چند روز پہلے تو میں نے تجھے گرا لیا تھا آج تجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی —— تو شیطان نے کہا —— کہ اس روز تو مجھ پر اس لئے غالب رہا تھا کہ اس دن تو اللہ کی راہ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے درخت کاٹنے کے لئے آرہا تھا اور آج تو دو اشرفیوں کے لئے آیا ہے —— آج تیری نیت درست نہیں ۔ —— (نزہۃ المجالس جلد اوّل باب اوّل)

سامعینِ محترم! جب نیت درست ہوتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوتا ہے اور اُس کا کرم اپنے دامنِ رحمت میں سمیٹے رکھتا ہے اور جب نیت درست نہ ہو تو بندہ دین و دُنیا کے خسارے میں مبتلاء ہو جاتا ہے اور برکاتِ خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے۔

نیت بدل گئی

حکایات میں ہے کہ نوشیرواں بادشاہ ایک روز شکار کھیلنے کے لئے جنگل میں گیا ــــ چلتے چلتے کافی دُور نکل گیا ــــ اسی دوران اسے سخت پیاس نے ستایا ــــ مگر پانی یا پیاس بجھانے کا کوئی سامان نظر نہ آیا ــــ اچانک اسے قریب ہی ایک باغ نظر آیا ــــ بادشاہ جلد از جلد اس میں پہنچا اور باغ کے مالک سے پانی طلب کیا ــــ باغ کے مالک نے بتایا کہ صاحب پانی تو نہیں مل سکتا ــــ البتہ آپ کی پیاس بجھائی جا سکتی ہے اس نے مہمان کو بیٹھنے کو کہا اور خود باغ میں سے انار لینے چلا گیا ــــ تھوڑی دیر بعد وہ انار لے کر حاضر ہُوا ــــ اس نے یہ انار مہمان کو پیش کیا ــــ جس کو کھا کر مہمان کو نہ پیاس رہی اور نہ ہی بھوک۔ وہ اتنا میٹھا اور ٹھنڈا تھا کہ بادشاہ نے اپنے دل میں اس بات کا فیصلہ کیا کہ یہ باغ ہم اس سے خود لے لیں گے ــــ کیونکہ بادشاہ نے اس سے قبل اتنے میٹھے انار کبھی نہیں کھائے تھے ــــ بادشاہ نے باغ کے مالک سے دوبارہ کہا کہ وہ ایک اور انار کھلائے۔ باغ کا مالک دوبارہ جا کر پہلے والے درخت سے ایک اچھا سا انار توڑ لایا اور اپنے مہمان کو پیش کر دیا ــــ اب کہ جب بادشاہ انار کھانے لگا تو وہ بہت ہی ترش اور بدذائقہ تھا، مہمان نے بُرا سا منہ بنایا اور باغ کے مالک سے کہا کہ یہ انار کہاں سے لائے ہو ــــ تو باغ والے نے بتایا یہ انار بھی اسی درخت کا

ہے جس سے پہلا انار لایا تھا ــــ بادشاہ نے کہا پھر یہ اتنا ترش اور بدذائقہ کیوں ہے اس کا ذائقہ کیوں بدل گیا ــــ باغ کے مالک نے کہا، معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے ــــ (نزہتہ المجالس جلد اوّل باب اوّل)

اعمال کی قدر و منزلت

سامعینِ محترم! اعمال خواہ کتنے ہی اچھے ہوں ــــ بظاہر نماز، روزہ حج، زکوٰۃ اور صدقات و خیرات کی بجا آوری کی جارہی ہو ــــ ظاہری شکل و صورت، درست ہو مگر دل کی کیفیت اور حالت درست نہ ہو ــــ نیت خراب ہو تو اعمال بیکار ہو جاتے ہیں ــــ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲)

"اور لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں ہیں۔"

قرآنِ حکیم میں ایک دوسرے مقام پر ارشادِ ربّانی ہوتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۳)

"جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے کہ آپ یقیناً بے شک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اسکے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔"

اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان آیات بیّنات میں فرمایا کہ میری مخلوق میں کچھ

اللہ تبارک وتعالےٰ، اِن آیاتِ بیّنات میں اعلان فرما رہا ہے کہ میری مخلوق میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بظاہر توحید و رسالت اور یومِ قیامت کو تسلیم کرتے ہیں مگر وہ مومن نہیں ہیں ——

سامعینِ محترم! قرآن مجید اور فرقانِ حمید کے اسلوبِ بیان پر غور فرمائیں —— منافقین نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا —— نَشْهَدُ —— ہم گواہی دیتے ہیں —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا —— يَشْهَدُ —— اللہ گواہی دیتا ہے —— منافقوں نے کہا —— اِنَّكَ —— بے شک آپ —— اللہ تعالےٰ نے فرمایا —— اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ بے شک منافقین —— منافقوں نے کہا —— لَرَسُوْلُ اللّٰهِ —— آپ اللہ کے رسُول ہیں —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا —— لَكٰذِبُوْنَ ——

اس آیت میں یہ واضح کر دیا گیا —— اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آپ کے سچے ہونے میں شک نہیں —— اسی طرح اُن کے جھوٹے ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ——

سامعینِ محترم —— آیئے بارگاہِ ربّ العزّت میں عرض کریں، اے پروردگار عالم جب یہ لوگ تیری توحید کے قائل ہیں —— تیرے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت کو تسلیم کرتے ہیں —— یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں —— بظاہر نماز، روزے کے بھی پابند ہیں —— پھر ان کا ایمان قبول نہیں کیوں؟ —— ان کے روزے کیوں مقبول نہیں —— ان کی نمازیں کیوں بیکار و بے مصرف ہیں —— انہیں تیری قربت، تیری رضا کیونکر حاصل نہیں تو بارگاہِ خُداوندی سے جواب ملتا ہے :——

فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ٥
(پ ۱ ع ۲)

"ان کے دِلوں میں مرض ہے تو اللہ تعالیٰ اِن کے مرض کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔"

ان کے دِل ...... بیمار ہیں جو زبان سے کہتے ہیں، دِل اُس کے ساتھ شریک نہیں —— ان کے ظاہری اعمال و افعال تو درست ہیں —— مگر باطنی احوال درست نہیں، ان میں خلوص نہیں —— اِن کی نیّت خراب ہے، اسلئے انہیں اپنے مالک و مولیٰ کی قربت نصیب نہیں اور نہ ہی ان کو یہ مِل سکتی ہے ۔

رب اُنہاں نوُں مِلدا باہُو نیتاں جنہاں دیاں اُچھیاں ہُو

درسِ حدیث

حضرت شفی اصبحی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں مدینہ طیبہ میں حاضر ہُوا —— تو کیا دیکھا ایک شخص کے پاس لوگوں کا ہجوم ہے —— مَیں نے دریافت کیا تو بتایا گیا —— یہ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، چنانچہ میں بھی اُن کی مجلس میں آپ کی نشست کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ لوگوں کو احادیث سُنا رہے تھے —— پھر جب آپ فارغ ہوئے اور دیگر لوگ چلے گئے اور تنہا رہ گئے —— تو مَیں نے عرض کی —— اے ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ، آپ مجھے حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا ارشاد سنائیں جو آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنا ہو۔

حسِین یادوں کا تصوّر

جناب ابُوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو سنو جو بات مَیں نے خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے سُنی ہے —— اس مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور میرے علاوہ اسوقت دُوسرا

کوئی آپ کے پاس نہ تھا ـــــ اتنی بات کرنے کے بعد آپ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے منہ سے چیخ نکلی اور آپ بیہوش ہو گئے ـــــ پھر آپ کو ہوش آیا اور پھر دوبارہ بیہوش ہو گئے ـــــ پھر ہوش آیا مگر تیسری بار پھر غشی طاری ہو گئی ـــ یہ واقعہ تین دفعہ پیش آیا ـــــ

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کرنے سے پہلے آپ تین مرتبہ بے ہوش ہوئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھنا یاد آ رہا تھا ـــــ کہ ایک ایسا حسین وقت تھا کہ جب نبوت کا بدرِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم پوری آب و تاب سے ان کی آنکھوں کو منور کر رہا ہوتا تھا اور آپ کے جمالِ جہاں آرا کے ساتھ ساتھ آپ کے کلامِ شیریں سے ان کے دل بھی لطف اندوز ہو رہے ہوتے مگر آج یہ وقت آ گیا کہ آپ کا تذکرہ تو ہو رہا ہے لیکن وہ نورانی صورت نظروں کی بجائے تصور میں جا چکی ہے ـــــ بس یہی بات اور جدائی کا تصور آپ پر تین مرتبہ غشی کا سبب بنا ـــــ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہرحال آپ نے خود کو سنبھالا اور وہ حدیث جو انہوں نے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے خود اپنے کانوں سے سماعت فرمائی تھی وہ سنائی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یَنْزِلُ اِلَی الْعِبَادِ لِیَقْضِیَ بَیْنَھُمْ

"حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہو گا تاکہ ان کے درمیان وہ فیصلہ فرما دے۔"

(ترمذی ص۶۳ ج۲)

اور ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہو گی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حساب کے

لیے تین اشخاص کو بلائے گا ـــــ ایک عالمِ دین ہو گا ـــــ دوسرا شہید ـــــ اور تیسرا ـــــ ایک مالدار ہو گا۔

عالمِ دین پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ـــــ عالمِ دین سے فرمائے گا ـــ جو کچھ میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا، اس کا علم تجھے نہ دیا تھا ـــ ـــ وہ عرض کرے گا ـــ باری تعالیٰ بے شک تو نے مجھے اس کا علم دیا تھا ـــ تو، تو نے اس سے کیا کام لیا ـــ وہ عرض کرے گا ـــ اے پروردگار! ـ اس علم کو تیری رضا کے لئے عام کیا ـــ لوگوں کو تعلیم دی، تبلیغ کا فریضہ انجام دیتا رہا ـــ تو اس عالم سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ کَذَبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ کَذَبْتَ وَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ یُّقَالَ فُلَانٌ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ ذٰلِکَ

"پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری تو غرض تھی کہ لوگ تجھے کہیں کہ فلاں قاری ہے تو وہ تو کہلا چکا ہے"

(ترمذی ص۶۳ جلد ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ قرآن کو پڑھنا، اس کی تعلیم دینے میں تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگوں میں تیری شہرت ہو تو وہ دنیا میں تجھے مل چکی ہے، اب میرے دربار میں تیرے اس نمائشی عمل کا کوئی اجر نہیں۔

سخی مالدار پھر ایک مالدار سخی کو اللہ رب العزت کے دربار میں پیش کیا جائیگا اور اس سے کہا جائے گا۔ کیا میں نے دنیا میں تجھ پر مال و دولت کی کشادگی نہیں کی تھی ـــ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں ہونے دیا ـــ اس پر وہ مالدار عرض کرے گا ـــ بیشک میرے پروردگار تو نے مجھے دولت عطا فرمائی اور لوگوں سے

Scanned with CamScanner

بے نیاز کیا ـــــ اللہ پاک فرمائے گا ـــــ پھر تُو نے ہماری عطا کردہ دولت و نعمت سے کیا کام سرانجام دیا ـــــ مالدار عرض کرے گا کہ میں نے اس مال کو مساکین و غربا میں تقسیم کر دیا۔ یتیموں اور ناداروں کی معاونت کی اور قرابت داروں سے حُسن سلوک اور امداد کرتا رہا۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ بَلْ اَرَدْتَ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ وَّ قَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ ۔ (ترمذی ص۶۲ ج ۲)

"پس پروردگار فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے۔ اور تُو نے ایسا کہالیا۔"

یعنی تیرا راہ خُدا میں مال خرچ کرنا، خیرات و صدقات دینا اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے نہ تھا ـــــ بلکہ تیرا دلی ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تو دُنیا میں تجھے اس کا بدلہ مل گیا ـــــ اب آخرت میں تیرے لئے کوئی بھی اجر نہیں ہے۔

شہید پھر ایک شہید کو دربار خداوندی میں پیش کیا جائے گا ـ اور اس سے اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہُوا تو وہ عرض کرے گا اے رب العزت میں نے جہاد کیا حتیٰ کہ تیری راہ میں شہید ہو گیا ـــــ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرا جہاد کے دوران یہ خیال تھا کہ لوگ تجھے بڑا بہادر کہیں اسلئے تو بڑھ بڑھ کر جہاد میں حملے کر رہا تھا یہانتک کہ تو شہید ہو گیا۔ اس کا بدلہ تو تجھے دنیا میں مل چکا ہے لوگوں نے تجھے خوب داد دی تو دُنیا میں

ناموری چاہتا تھا وہ تو تجھے مل چکی، اب ہمارے دربار میں تیرا کوئی حصہ نہیں ہے۔

سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ـــــ پھر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ـــ

اُولٰٓئِكَ الثَّلٰثَةُ اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (ترمذی ص۶۳ ج ۲)

"اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے انہی تین اشخاص سے دوزخ کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔"

سامعین محترم! جو عمل حصول دنیا کے لئے کیا جائے ـــــ ریاکاری کے طور پر کیا جائے، اس کا اجر و ثواب نہیں ملتا ـــــ بلکہ ایسا کرنے والے شخص کو جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان اعمال سے ہمیں پناہ دیں ـــــ

قرآن حکیم میں ارشاد ربّانی ہے ـــــ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۱۲ ع ۲)

"جو لوگ دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتے ہیں ہم ان کو اسی دُنیا میں دے دیتے ہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیتے ہیں۔ اسمیں سے کچھ کمی نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں ان لوگوں نے دُنیا میں جو کچھ کیا وہ بیکار گیا اور جو عمل کرتے تھے وہ سب باطل ہیں۔"

عبادت کی تین قسمیں ہیں ـــــ قولی ـــــ بدنی ـــــ مالی

قولی عبادت یعنی وہ عبادات جن کا تعلق زبان سے ہے۔ مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا

ذکر کرنا ___ زبان سے اچھے کلمات ادا کرنا ___ سچ بولنا ___ نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا ___ زبان کو غیبت، گالی گلوچ سے باز رکھنا ___ اس کو بے جا استعمال نہ کرنا ___ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور حمد وثنا کرنا ___ اور قولی عبادات میں افضل ترین عبادت قرآنِ حکیم کی تلاوت وقراءت ہے۔ جیسا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ ۔ "عبادتوں میں افضل عبادت قرآن کی تلاوت ہے"

بدنی عبادت یعنی وہ عبادات جن کا تعلق مومن کے جسم کے ساتھ ہے جس طرح نماز ہے کہ اس سے جسم حرکت میں آتا ہے، کبھی قیام ورکوع اور کبھی سجدہ وقعدہ کی حالت، کبھی کھڑے ہونا اور کبھی بیٹھنا ___ اسی طرح روزہ بھی بدنی عبادت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو بدن کی زکوٰۃ قرار دیا ہے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَّ زَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ (مشکوٰۃ ص۱۸۱) "ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔"

حج بھی جسمانی عبادت ہے۔ طواف وسعی۔ بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگانا صفا ومروہ پر دوڑنا ___ منیٰ میں قیام ___ عرفات میں وقوف کرنا ___ مزدلفہ میں شب کا گزارنا ___ شیاطین کو کنکریاں مارنا ___ قربانی کرنا ___ سر منڈانا طواف وزیارت کرنا ___ بہرحال جسمانی عبادات کی فہرست بہت طویل ہے جنہیں بیان کرنے کے لئے دفتر درکار جس کا یہ موقع ومحل نہیں ___ جسمانی عبادتوں میں افضل ترین عبادت جہاد ہے ___ اس میں بندۂ مومن اپنا وجود کلی طور پر اپنے آقا ومالک کے حضور پیش کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں مرتبۂ شہادت نصیب ہوتا ہے کہ بندۂ مومن صرف اور صرف خدا کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے بھلا

اس سے بڑھکر جسمانی اور بدنی عبادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

مالی عبادت یعنی وہ عبادات جن کا تعلق مال سے ہے۔ مال سے کون محبت نہیں کرتا، مگر وہ لوگ جنہیں اپنے خالق ومالک اللہ رب العالمین جل وعلا اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے ___ وہ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ ___ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ___ خیرات وصدقات دیتے ہیں ___ اور مساکین ویتامیٰ، بیوگان وبے سہارا اور حاجت مند لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ___ مالی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

سامعینِ محترم! قولی عبادات میں افضل ترین شخص قرآن حکیم پڑھنے والا ___ ___ جسمانی عبادتوں میں فضیلت پانے والا شہید ہے ___ مالی عبادات میں عظمت پانے والا سخی ہوتا ہے ___

یہ تین قسم کے لوگ ہیں جنہیں رب العزت، جنت سے نوازے گا ___ مگر ان میں سے کسی نے بھی اپنی نیت میں درستگی نہ رکھی ___ تو قرآن کریم پڑھنے والا قاری ___ میدان جہاد میں اپنے جسم وجان کے پرزے پرزے کروانے والا شہید ___ راہ خدا میں خرچ کرنے والا سخی ___ اپنے خالق ومالک کی رضا حاصل نہ کر سکے گا ___ وہ جنت کی بجائے انتہائی رسوائی کے ساتھ دوزخ میں سب سے پہلے دھکیل دیا جائے گا۔ اور اسکا ایندھن بن جائے گا۔

رَبّ اونہاں نُوں مِل دا باھو
نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ھُو

غم کا کنواں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ (ترمذی ج۲ ص۶۳) "غم کے کنویں سے اللہ کی پناہ مانگو۔"

لوگوں نے عرض کیا ـــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ

وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ " غم کا کنواں کیا ہے؟

آپ نے فرمایا ـــ وہ دوزخ میں ایک وادی ہے، اس سے جہنم بھی دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے ـــ عرض کیا گیا - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس میں کون لوگ ڈالے جائیں گے -

قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِاَعْمَالِهِمْ " فرمایا جو ریاکاری کے طور پر قرآن پڑھنے والے ہیں -"

(ترمذی صفحہ ۶۲ ج-۲)

سامعین محترم! ریاکاری سے پڑھنے والے قاری کو مالک کی لقا نصیب نہیں ہوگی بلکہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ـــ اللہ تبارک وتعالیٰ کی لقا اور قربت انہیں نصیب ہوگی جو خلوص والے ہوں گے، جن کی نیتیں درست ہوں گی۔

رَبّ اُنہاں نوں ملدا باہو نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہُو

ایک چرواہا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز ایک چرواہے بکریاں چرانے والے کو دیکھا جو بڑی محبت، عالمِ کیف و مستی میں اپنے خالق و مالک سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہا ہے :- "

" اے میرے مالک، میرے اللہ تو کہاں ہے، اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیرے جوڑے سیا کروں، تیرے سر کو کنگھی کر کے تیری زلفوں کو سنواروں، تجھے جب بھوک لگے تو تجھے گھی کی چوری کھلاؤں اور بکریوں کا تازہ دودھ پلاؤں، تیری دل کھول کر خدمت کروں، تجھے گرم پانی سے نہلا کر تیری مٹھی چاپی کروں اور تیرا بستر بچھا کر اس پر تجھے سلاؤں - اور اگر تو میری التجاہ قبول کرلے،

اور مجھے مل جائے تو پھر میں تجھے کبھی نہ چھوڑوں اور اپنی ساری زندگی تیری خدمت کے لئے وقف کردوں اور کبھی تجھے اکیلا نہ چھوڑوں"

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس چرواہے کی یہ باتیں سُنیں تو آپ کو جلال آگیا۔ اور آپ نے فرمایا - اے احمق و نادان انسان تو یہ کیسی کفریہ باتیں کررہا ہے اللہ پاک کی ذات جسم و وجود سے پاک ہے، ـــ بالوں سے بے نیاز، زلفوں سے پاک ہے تو کنگھی کہاں کرے گا، وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے، نہ ہی اُسے بستر کی حاجت ہے تو ایسے کلمات منہ سے نکال کر اپنی عاقبت کیوں خراب کررہا ہے

وہ مست الست چرواہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ باتیں سنکر ڈر گیا اور خاموش ہوگیا - اس کی حالت غیر ہوگئی کہ بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی خراب باتیں اپنے رب کے بارے میں کردی ہیں - اور میرا رب یقیناً مجھ سے ناراض ہو گیا ہوگا - اس چرواہے نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ـــ اور روتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا - جب چرواہے کی یہ حالت ہوئی تو اُسے مولانا روم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں :-

وحی آمد سوئے موسےٰ از الٰہ
بندہ مارا چہ کردی جُدا
تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب دانا دیگر اند
سوختہ جاں ور داناں دیگر اند

تو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بارگاہ خداوندی سے جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ـــ کہ تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جُدا کیوں کردیا ہم

Scanned with CamScanner

نے تم کو اس جہاں میں اسلئے مبعوث کیا کہ جو لوگ ہم سے دُور ہیں انہیں ہمارے ساتھ ملاؤ، اسلئے تو آپ کو نہیں بھیجا گیا کہ جو ہماری محبت کا دم بھرتے ہیں انہیں ہم سے جُدا کردو ــــ اے موسیٰ دانا اور عقلمندوں کے آداب اور ہوتے ہیں ــ اور اہلِ عشق کے طور طریقے اور ہوتے ہیں۔

چنانچہ جب یہ فرمانِ خداوندی آیا تو موسےٰ علیہ السلام اُس چرواہے کی تلاش میں نکل پڑے اور آخر اُسے تلاش کرلیا اور کہا کہ ـــ بھئی جو تیرا جی چاہے کہہ ـــ تو اپنا دِل تنگ نہ کر۔ تیرا مالک تجھ سے راضی ہے تو کوئی غم نہ کر ـــ کیونکہ تُو تو مغلوبُ الحال اور مرفوعُ القلم ہے۔

رب اوہناں نوں مِل دا باہُو
نِیتاں جِناں دیاں اچھیاں ہُو

نیک ارادہ ـــ طلبِ صادق ہو ـــ نسبت اچھی ہو ـــ نیت درست ہو تو بندہ گھر بیٹھے بھی اپنے خالق و مالک کے قریب ہوتا ہے ـــ اس کا دامن گوہرِ مُراد سے پُر ہے ـــ اگر نیت درست نہیں تو کعبہ سے بھی خالی لوٹ آتا ہے ـ اس لیئے کہ مالک کی بارگاہ میں نہ رنگ دیکھا جاتا ہے ـــ نہ نسل دیکھی جاتی ہے۔ اور نہ قوم، نہ قبیلہ دیکھا جاتا ہے ـــ نہ وزارت و امارات دیکھی جاتی ہے۔ نہ تاج و تخت دیکھا جاتا ہے ـــ نہ سلطنت و حکومت دیکھی جاتی ہے ـــ نہ ہی عبادت و ریاضت دیکھی جاتی ہے ـــ نہ ظاہری سج دھج و جُبہ و دستار دیکھی جاتی ہے ـــ نہ زمین دیکھی جاتی ہے ـــ نہ جائیداد دیکھی جاتی ہے ـــ نہ سیم و زر دیکھا جاتا ہے ـــ نہ سونا چاندی اور مال و دولت ۔ ـ بلکہ دِلوں کا حال دیکھا جاتا ہے ـــ عقیدت و نسبت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

ربّ اُنہاں نوں مِلدا باہُو نیتاں جِناں دی اچھیاں ہُو

حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

اِنَّ اللّٰہَ لا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ	"تحقیق اللہ تعالےٰ تمہاری صُورتوں
وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنَّ	اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ
اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی نِیَّۃِ قُلُوْبِکُمْ	تمہاری دلوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے"

رَبّ اُنہاں نُوں مِلدا باہُو نیتاں جناں دیاں اچھیاں ہُو

اللہ تبارک و تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں خلوصِ نیت کی دولت عطا فرمائے ـــــ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

جہاد فی سبیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ ط وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔ الْاَمِیْنُ ہ

○

ع آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گذر ہووے
مَیں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے

○

دم دم نال ذکر کراں مَیں تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

○

دیوانیو! بیٹھے رہوو محفل نوں سجا کے تے
شاید میرے آقا دا ایتھوں وی گذر ہووے

○

جے جیون دا چا رکھنا ایں توں راہیا مدینے دیا
سوہنے دے دوارے تے مر جاویں جے مر ہووے

○

اوہ کیسیاں گھڑیاں سن مہمان ساں سوہنے دے
دل فیر وی کردا اے طیبہ دا سفر ہووے

○

کیوں فکر کریں دل وچ ماسہ وی اگیرے دا
اوہنوں ستّے ای خیراں نے جیہڑا سائیں گھر ہووے

○

ایہہ دل وچ نیازی دے اک آس چروکنی اے
سوہنے دے شہر اندر میرا وی گھر ہووے

○

قابلِ صد احترام بزرگو، عزیز ساتھیو! ہر انسان کے دل میں فطری طور پر چار چیزوں کی محبت پائی جاتی ہے، (۱) وطن (۲) مال (۳) جان (۴) اولاد۔ ہر انسان ان سے محبت کرتا ہے ــــ مگر ان چاروں چیزوں سے ایک جیسی محبت نہیں ہوتی بلکہ کسی سے کم اور کسی چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے ــ کبھی ایک چیز کو حاصل کرنے کے لئے دوسری چیز کو اس پر قربان کر دیا جاتا ہے ــــ مثلاً ہر انسان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے مگر جب اسے مال کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تو وہ وطن چھوڑ دیتا ہے ــــ آپ کو معلوم ہے ہزاروں لوگ وطن چھوڑ کر بیرون ملک چلے گئے ہیں ــــ صرف مال کے حصول کے لئے ــــ پھر اگر انسان کی جان کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو بندہ اپنی جان بچانے کے لئے سارا مال چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ۔

Scanned with CamScanner

ـــــ اور اگر اولاد کو کوئی تکلیف ہو تو والدین اپنی اولاد کی خاطر جان قربان کر دیتے ہیں ـــــ خلاصہ یہ ہُوا ـــــ بندے کے دل میں وطن ـــ مال ـــ جان ـــ اولاد ـــ کی محبت ضرور جلوہ گر ہے مگر ان سے محبّت ایک جیسی نہیں ـــــ بندہ اپنے وطن کو مال پر قربان کر دیتا ہے ـــــ مال کو ـــــ جان پر قربان کر دیتا ہے ـــــ جان کو اولاد پر قربان کر دینا یہ ہر انسان کا فطری عمل ہے ـــــ مگر مومن کی ایک نرالی شان ہے ـــــ کہ وہ اپنا وطن ـــــ اپنا مال ـــــ اپنی جان ـــــ اپنی اولاد ان سب کو مدینے والے پر قربان کر دیتا ہے، شاعر نے مومن کی اس شان کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کا عقیدہ ہے۔ ؎

دم دم نال ذکر کراں آقا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنّی میری عمر ہووے

یہ عقیدہ صدیق اکبرؓ کا ـــــ یہ عقیدہ فاروق اعظمؓ کا ـــــ یہ عقیدہ عثمان غنیؓ کا ـــ یہ عقیدہ مولا علیؓ کا ـــــ یہ عقیدہ مومن کا ہر دلی کا۔

تیرے نام توں وار دیواں جنّی میری عمر ہووے

سرکار اعلحضرت رضی اللہ عنہٗ بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں عرض کرتے ہیں

دِل وہ دِل ہے جو تیری یاد سے معمور رہا
سَر وہ سَر ہے جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

سب کچھ قربان

مومن کا مال، اس کی جان، اپنے خالق و مالک پر قربان ـــــ اسکا مال بھی اللہ کا اس کی جان بھی اللہ کی ـــــ ارشادِ ربّانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ

اللہ تعالےٰ نے مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو اس قیمت پر خرید لیا کہ ان کے لئے

یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ط (پ۱۱ ع۲)

جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور پھر مارتے ہیں یا مارے جاتے ہیں۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت مقدسہ میں مومن کی عظمت و شان بیان فرمائی کہ ہم نے ان سے ان کی جان، ان کے مال خرید لیئے اور انہیں جنت عطا فرما دی۔ ان کے قلوب میں اپنے خالق و مالک اور محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ایسے جلوہ گر ہو چکی ہے ـــــ کہ جب کبھی معرکۂ حق و باطل بپا ہوتا ہے ـــــ تو یہ باوفا لوگ، اہلِ ایمان لوگ ـــــ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے ـــــ اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنا سب کچھ نام خدا پر قربان کرنے کے لئے اس شان سے نکلتے ہیں کہ راہِ خدا میں اس طرح جہاد کرتے ہیں ـــــ کہ یا تو باطل قوتوں کا صفایا کر کے ـــــ کافروں، مشرکوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں ـــــ یا لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں۔ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ـــــ وہ دشمنانِ دین کو مار دیتے ہیں یا خود مر جاتے ہیں، میدانِ جہاد سے راہِ فرار اختیار نہیں کرتے۔

شانِ مُجاہد

یہی وہ مقدس مجاہدین کی جماعت ہے جن سے اللہ تبارک و تعالےٰ محبت فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشادِ ربّانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ۔ (پ۲۸ ع۹)

"تحقیق اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح جم کر لڑتے ہیں۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ، راہِ خدا میں لڑنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ قرآن نے انہیں نویدِ مغفرت و جنّت دی ہے ـــــ ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ہَاجَرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ جَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

"اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا | اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ | جگہ اور مدد کی وہی لوگ پکے
حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ | مومن ہیں۔ اور اُن کے لئے مغفرت
(پ۱۰ ع ۶۰) | اور رزقِ کریم ہے۔"

قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا | "وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت
وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ | کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ | اپنی جانوں سے جہاد کیا اللہ کے
دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ | نزدیک بلند درجے والے ہیں اور یہی
هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ | وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔ انہیں اللہ
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ | کی رحمت اور خوشنودی کی خوشخبری ہے
وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ | اور ان کے لئے جنت کا انعام
(پ۱۰ ع ۹) | ہے رہنے کے لئے۔"

سامعینِ محترم! جن لوگوں نے اللہ اور اُس کے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا وطن چھوڑا —— ہجرت کی اور پھر راہِ خدا میں اپنے مال سے، اپنی جان سے جہاد کیا —— اور وہ لوگ جنہوں نے ان مجاہدوں کی امداد و اعانت کی، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کی مغفرت، رزقِ کریم کی نوید ہے —— انہیں متقی اور پختہ مومن ہونے کی سند بارگاہِ خداوندی سے عطا کی گئی ہے —— یہ بلند مقام اور اونچے درجے پر فائز کئے جائیں گے —— اللہ کی رحمت و خوشنودی اُن کا مقدر بن چکی ہے اور جنت اُن کا ٹھکانہ قرار پایا ہے —— اسی لئے تو مومن کا عقیدہ ہے۔

۵ تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

اعلیٰ تجارت

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشادِ ربانی ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ | "اے ایمان والو تمہیں وہ تجارت بتاؤں
اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ | جو تمہیں دوزخ کے عذاب سے نجات
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ | دلائے۔ وہ یہ کہ تم اللہ اور اُس کے رسول
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ | پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ | میں جہاد کرو۔ اپنے مالوں سے
وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ | اور اپنی جانوں سے یہ تمہارے لئے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۸ ع ۱۰) | بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔"

افضل عمل

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔

اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ | "کون سا عمل سب سے افضل ہے
اَلصَّلٰوةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ | آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا
ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ | میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا اپنے
الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ | ماں باپ سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض
قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ | کیا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ
(بخاری صفحہ ۳۹ جلد ۱) | کی راہ میں جہاد کرنا۔"

بہتر کون؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا

اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ | "لوگوں میں سے افضل کون ہے؟
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مُؤمِنٌ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ (بخاری ج۱ ص۳۹۰)

وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال سے راہِ خدا میں جہاد کرے۔"

تیرے نام توں وار دیواں جتنی میری عمر ہووے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد ہوتا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا (پ۱۰ ع۲)

"اے ایمان والو جب تم کسی دستہ سے مقابل ہو تو ثابت قدم رہنا۔"

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ یقین دلایا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے تمہیں وقت سے پہلے کوئی نہیں مار سکتا۔ جنگ میں صرف سامانِ جنگ اور ظاہری قوتیں ہی نہیں کام کرتیں بلکہ قوتِ ایمان سے لڑنے والا ساری دیگر طاقتوں کو زیر کر لیتا ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ۲ ع۱۷)

کتنی بار چھوٹا دستہ اللہ کے حکم سے بڑی فوج پر غالب آگیا۔"

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں متعدد بار مجاہدین کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے — ارشاد ہوتا ہے۔

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ (پ۴ ع۷)

"ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے۔"

درسِ شجاعت

اللہ تبارک وتعالیٰ علیٰ کل شیٍٔ قدیر ہے — وہ قدیر ہے — قادر ہے — مقتدر ہے — قوی ہے — قہار ہے جبار ہے، غلبہ وعزت والا ہے — اور قوت والے کو پسند کرتا ہے — بہادر دل

سے پیار کرتا ہے — مجاہدوں سے محبت فرماتا ہے — راہِ خدا میں تکلیفوں مصیبتوں کو برداشت کرنے والوں کی ہمت افزائی فرماتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہوتا ہے۔

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

"اور جو لوگ سختی اور تکلیف اور لڑائی کے وقت ثابت قدم رہیں وہی لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔"

(پ۲ ع۶) دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہوتا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ط (پ۹ ع۱۶)

"اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں مقابل ہو تو ان کو پیٹھ مت دو۔"

مقامِ شہید

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ۔

(ترمذی ج۱ ص۱۹۶۔ مشکوٰۃ ص۳۳۲)

"اللہ کے خوف سے رونے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہوئی کہ جس طرح دوہا ہوا دودھ واپس تھنوں میں داخل ہونا محال ہے۔ جہاد کے راستے کا گرد وغبار اور جہنم کا دھواں ایک جسم پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔"

چھ عظمتیں

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے شہید کو چھ عظمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یغفر لہ فی اوّل دفعتہٖ —

Scanned with CamScanner

دشمن کا پہلا وار ہوتے ہی شہید کو بخش دیا جاتا ہے ـــــ ویری المقعد من الجنۃ ـــــ اور اُسے جنت میں ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے ـــــ ویجار من عذاب القبر ـــــ اور اُسے عذابِ قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے ـــــ ویامن من نزع الاکبر ـــــ اور نزع کی سختی سے امن میں رہتا ہے ـــــ ویوضع علی راسہ تاج الوقار ـــــ اور اس کے سر پر عزت کا تاج سجا دیا جاتا ہے ـــــ ویزوج اثنین وسبعین زوجۃ من حور العین ـــــ اور جنت میں بہتر حوریں اس کے نکاح میں دیجائیں گی ـــــ ویشفع فی سبعین من اقاربہ ـــــ اور اس کی شفاعت اس کے ستر قریبیوں کے لئے قبول کی جائے گی۔

(مشکوٰۃ ص۳۹۵ ۔ ابن ماجہ ص۲۳۰)

شفیعانِ محشر

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز شفاعت کرنے والوں کے تین گروہ ہوں گے۔ پہلا گروہ انبیاء کا، دوسرا علماء کا اور تیسرا شہداء کا ـــــ

تیرے نام توں وار دیواں جند میری عمر ہووے

مجاہدین کو جس سرفروشی سے لڑنے کی ترغیب اسلام نے دی ہے، وہ دنیا کے کسی اور مذہب نے اپنے ماننے والوں کو نہیں دی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا یَجِدُ الشَّہِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَۃِ۔

"کہ شہید کو دشمن کی تلوار کے زخم سے صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا کہ آدمی کے چٹکی لینے سے یا چیونٹی کے کاٹنے سے۔"

(ابن ماجہ ص۲۰۴ ترمذی ص۲۰ ج۱)

سامعینِ محترم! اس مقام پر ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ گردن کٹ جائے جسم پر تیر تلواریں چل جائیں ـــــ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور مردِ مجاہد کو درد نہ ہو ـــــ تکلیف کا احساس تک نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ـــــ تو آئیے اس مسئلہ کا حل کے لیے قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کریں ـــــ قرآنِ کریم میں سیدنا یوسف علیہ السلام کا ذکر بڑی تفصیل سے موجود ہے۔

ضیافت

سامعینِ محترم! جب جناب زلیخا نے اللہ کے نبی سیدنا یوسف علیہ السلام سے محبت کی ـــــ تو یہ بات شہر کی عورتوں کے کانوں تک پہنچ گئی ـــــ اور انہوں نے جناب زلیخا کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔ اور یہ بات چلتے چلتے جناب زلیخا تک بھی پہنچ گئی ـــــ تو آپ نے تمام زنانِ مصر کی دعوت کی جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَکْرِہِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْہِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَہُنَّ مُتَّکَأً وَّاٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْہُنَّ سِکِّیْنًا ط (پ۱۲ ع۱۴)

"پس زلیخا نے ان عورتوں کے مکر کو سنا تو ان کو بلا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں آراستہ کیں اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی۔"

چنانچہ جب کھانے کے لئے سب عورتوں نے ہاتھوں میں چھریاں پکڑلیں اور پھل وغیرہ کاٹنے لگیں تو جناب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔

وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْہِنَّ (پ۱۲ ع۱۴)

"پھر یوسف سے کہا کہ ان سب کے سامنے نکل آؤ!"

تو حضرت یوسف علیہ السلام باہر نکلے تو تمام عورتیں جمالِ یوسفی کو دیکھ کر حیران رہ گئیں ـــــ اور رُخِ انور کی تابانی دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔

فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ (پ۱۲ ع۱۴) "اور جب یوسف کو اُن عورتوں نے دیکھا تو اسکی بڑائی کی قائل ہوگئیں، توانہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیئے۔"

حُسنِ یوسف کو دیکھکر زنانِ مصر نے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں مگر درد نہ ہوا۔ —— تو شہید جب گردن کٹاتا ہے تو اُسے خالقِ یوسف کا دیدار نصیب ہوجاتا ہے —— اسلیئے اُسے درد محسوس نہیں ہوتا۔

شہید کو گردن کٹانے میں جو لطف، جو کیف نصیب ہوتا ہے، وہ مزہ اسے جنت کی پُرکیف فضاؤں میں بھی نہیں آئے گا۔

لطفِ شہادت

روزِ محشر اللہ تبارک و تعالیٰ نیکوکار لوگوں کو جنت میں داخل فرماکے انہیں پوچھے گا —— کہ کیا تم میں سے کوئی دنیا میں جانا چاہتا ہے تو ہم اُسے دنیا میں بھیج دیں گے —— ہر جنتی عرض کرے گا۔ اے اللہ جنت کی صدا بہار نعمتوں، ٹھنڈی اور پُرکیف ہواؤں، دلکش مناظر کو چھوڑ کر دنیا میں کون جائے الا الشہید سوائے شہید کے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ شہداء سے فرمائے گا —— اے میری راہ میں جان دینے والو! دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے والو! نامِ مصطفےٰ کی عظمت کی خاطر جہاد کرنے والو! میں نے تمہیں جنت کا مسکن عطا کردیا ہے۔ بتاؤ اب تم کو اور کیا چاہیئے؟ تو وہ عرض کریں گے۔ مولا تیری جنت میں پہنچ جانے کے بعد ہمیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا۔ میری راہ میں جان دینے والو! مجھ سے طلب کرو —— تو پھر شہید عرض کرے گا۔

اَنۡ تَرُدَّ اَرۡوَاحَنَا فِیۡ اَجۡسَادِنَا اِلَی الدُّنۡیَا
حَتّٰی نُقۡتَلَ فِیۡ سَبِیۡلِكَ مَرَّةً اُخۡرٰی

"ہماری ارواح کو ہمارے جسموں میں لوٹا کر دُنیا میں بھیج دے تاکہ پھر قتل کیئے جائیں۔ اسلیئے کہ جو مزہ تیری راہ میں گردن کٹاتے وقت آیا تھا وہ یہاں نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۰)

لشکرِ اسلام کا پہرہ

حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک جنازہ لایا گیا۔ جب سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھانے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے اسلام قبول کر لینے کے بعد کوئی نیکی نہیں کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس مرنے والے کی ایک نیکی کی گواہی دے دے۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو درست ہے کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی، مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ ایک جنگ میں اس مرنے والے نے میرے ساتھ مل کر لشکرِ اسلام کا پہرہ دیا تھا —— یہ سن لینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا اور پھر میت سے ارشاد فرمایا:۔

"کہ تجھے مبارک ہو کہ تجھے مدینہ طیبہ کے سب لوگ دوزخی سمجھتے تھے مگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔"

معلوم ہونا چاہیئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اس کی نیکی اسلیئے نہیں دریافت فرمائی تھی کہ آپ کو علم نہ تھا، بلکہ لوگوں کے سامنے اسلیئے پوچھا تاکہ قیامت تک اہلِ اسلام کو جہاد کی عظمت کا علم ہوجائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَیۡنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیۡنٌ
مِّنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ وَعَیۡنٌ
بَاتَتۡ تَحۡرُسُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ
(ترمذی ص۱۹۷ ج۱)

"دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی"

شہیدوں نے راہِ خدا میں اپنی سب سے بڑی مطاع دولت جوان کی زندگی تھی اللہ کی راہ میں قربان کردی ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ انعام کیا کہ انہوں نے فانی زندگی کا نذرانہ پیش کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں باقی رہنے والی زندگی عطا کر دی ـــــ وہ مر کر حیاتِ جاودانی پا گئے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲ ع ۳)

" اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمکو اس کی خبر نہیں۔"

اس آیت مقدسہ میں شہداء کی حیاتِ جاودانی کا ذکر فرمایا کہ انہیں مُردہ نہ کہو دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ شہداء کو مُردہ زبان سے کہنا منع ہے اور انہیں اپنے گمان میں بھی مُردہ نہ خیال کرنا ـــ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۴ ع ۸)

" اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مُردہ نہ گمان کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزی پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اپنے فضل سے دیا ہے وہ اس سے خوش ہیں۔"

شہید زندہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوئی ـــــ جس مقام پر انہوں نے جنگ کی اس علاقہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس نے انہیں گرفتار کرلیا ـــــ اور پھر ان سرفروش مجاہدوں سے کہا کہ تم دینِ اسلام کو چھوڑ دو ـــــ غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جان تو دے سکتے ہیں مگر ایمان نہیں دے سکتے۔

بادشاہ کو جلال آیا اور اس نے جلادوں کو حکم دیا کہ مجاہدینِ اسلام کو قتل کیا جائے ـــــ جلادوں نے مجاہدوں کو یکے بعد دیگر قتل کیا ـــــ ابھی ایک مجاہد زندہ تھا کہ بادشاہ نے جلادوں کو روک دیا اور اس مجاہد سے کہا کہ تم ہم سے جتنا چاہو مال و دولت لے لو اور اسلام اور ہادیٔ اسلام کے دامن سے دستبردار ہونے کا وعدہ کرلو ـــــ صحابیِ رسول نے بادشاہ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا ـــــ پھر اس ظالم بادشاہ نے اس سرفروش مجاہد کو قید کرلیا۔

مجاہد نے قید کی صعوبت کو برداشت کیا اور دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وابستگی کو قائم رکھا ـــــ آخر بادشاہ نے اسلام کے سپاہی کو اسلام سے دور کرنے کے لیئے یہ ترکیب اختیار کی کہ رات کے وقت اس کی قید کوٹھڑی میں حسین و جمیل لڑکی کو بھیجا جائے جو اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر اُسے اسلام سے دور کر دے۔

اس منصوبہ کے تحت ایک حسین و جمیل لڑکی رات کے وقت اسلام کے سپاہی کی قید کوٹھڑی میں بھیجا گیا ـــــ مجاہد اسلام نے جب عورت کو اپنے نزدیک پایا تو اس نے رات بھر سورت فتح کی تلاوت جاری رکھی ـــــ وہ عورت حیران تھی کہ اس نوجوان مجاہد نے رات کا کافی حصہ گزرنے کے باوجود ایک لمحہ بھی نظر اٹھا کر اس عورت کی طرف نہیں دیکھا

بہرحال عورت نے نوجوان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ دولتِ ایمان لوٹنے میں کامیاب ہوجائے ـــــ مگر ایسا نہ ہوسکا ـــ نوجوان قرآن کی تلاوت میں مسلسل مصروف رہا ـــ تلاوت کی آواز اس کے کانوں میں مسلسل پڑ رہی تھی ـــــ قرآن کا یہ فیضان تھا کہ اس عورت کے دِل کی دنیا بدل گئی اور اس عورت کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے ـــــ اور روتے ہوئے نوجوان

Scanned with CamScanner

سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ــــ اے مردِ مجاہد تو نے ساری رات گذار دی ہے ۔ اور میری طرف ایک نگاہ تک نہیں ڈالی آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟ ــــ تو اُس نوجوان مجاہد نے بزبانِ حال کہا ــــ کہ میری آنکھ نے جس حُسن والے کے جلوے کو دیکھا ہے اسے دیکھنے والا پھر کسی اور کو نہیں دیکھا کرتا ــــ شاعر نے اسکی ترجمانی یوں کی ہے ۔

ع ــ

تُوں میرا محبُوب نہیں ڈِٹھا
جہنوں دیکھ کے چن شرمادے
اَدھی راتی دن چڑھ جادے
جے مُکھ تھیں نقاب اٹھادے
جے اوہ کھولے وَل زلفاں دے
تے راھی راہ بھُل جادے
بجلی ڈر دی لِشک نہ مارے
جے اوہ مَتھے تیوڑی پادے

میرا محبوب اتنا حسین ہے کہ اب میری نگاہ کو کسی اور کے حُسن کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ــــ لڑکی نے کہا اگر تو مجھے نہیں دیکھنا چاہتا ــــ تو مجھے اس حُسن والے کو دکھادے جسے تیری آنکھ نے دیکھا ہے ــــ جوان نے کہا ــــ اُس کو دیکھنے کے لیئے ایمان کی ضرورت ہے ــــ عورت نے کہا کہ پھر مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلو تاکہ مَیں بھی تیرے محبوب کی زیارت سے فیضیاب ہوسکوں ۔

چنانچہ ایمان کو لوٹنے والی ایمان دار ہوگئی ــــ پھر کہنے لگی یہاں کا بادشاہ بہت ظالم ہے ــــ اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے ــــ قید خانہ کا دروازہ بند تھا، جب دونوں دروازے پر پہنچے اور بسم اللہ شریف پڑھی تو دروازہ خودبخود کھُل گیا ــــ اور دونوں راتوں رات وہاں سے دُور نکل گئے ــــ جب صبح قریب

ہوئی ــــ تو انہیں ایک جگہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور دونوں ٹھہر گئے ــــ تو کیا دیکھا وہ مجاہدین جنہیں بادشاہ نے قتل کروایا تھا اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں ــــ جب کہ انہیں شہید ہوئے چالیس (۴۰) روز گزر چکے تھے ۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۵ نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۹۵)

فضائلِ قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ
لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنَ ○

ع :ـــــ

اب تنگیٔ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائلِ بہ کرم اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ مولا نے بھرا ہے ترا کشکول
کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

سرکار کا در ہے درِ شاہاں تو نہیں ہے
جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم انکا ہے محدود
ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

اس در پہ یہ انجام ہوا حسنِ طلب کا
جھولی مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیر آج
آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

(سیّد نصیر الدین نصیر گولڑوی)

قابلِ صد احترام بزرگو، دوستو! ـــــ آج میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کے گیارہویں پارہ میں سے گیارہویں رکوع کی ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت و شان کو بیان فرمایا ہے ـــــ

ارشادِ خداوندی ہے :ـــــ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○
(پ ۱۱ ع ۱۱)

"اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نصیحت آگئی (آگئی) شفا اُن روگوں کی جو تمہارے سینوں میں ہیں اور (آگئی) مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت۔"

سامعین محترم! ———

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العالمین جل و علاء نے پوری کائنات میں بسنے والے انسانوں سے خطاب فرمایا ——— اے لوگو تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت دینے والی رہبر و رہنما کتاب آ گئی جس میں تمہارے بیمار دلوں کے لئے پیامِ شفاء ہے ——— یہ کتابِ مقدس، ہدایت ہے اور رحمت بھی ہے مومنین کے لئے اے لوگو، جب تم دولتِ ایمان حاصل کر لینے کے بعد خود کو اس کتابِ مقدس کے سپرد کر دو گے ——— اس کے احکامات اور ارشادات کے مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ گے ——— تو یہ کتاب تمہاری جُملہ دینی و دنیاوی ضروریات حاجات کو پورا کرے گی ——— تمہیں ظلمات کی پستیوں سے نکال کر نور کی حسین وادیوں میں منتقل کر دے گی ——— قرآن سے فیضان حاصل کرنے کے لئے شرطِ اولین ایمان ہے ——— اس کلامِ مقدس کی عظمت سمجھنے کے لئے اس اصول کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے ——— کہ کلام کی عظمت، متکلم سے ہوتی ہے بات کرنے والا جتنا عظیم ہو گا ——— اتنا ہی اس کا کلام عظیم ہو گا، تو ایمان والے کا یہ یقین کامل ہے ——— کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے ذات و صفات میں کوئی اس کا ہم پلّہ، ہمسر، ——— برابر کا نہیں ——— وہ سب سے بڑا ہے ——— وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اسی کی شان ہے وہی سب سے ارفع و اعلیٰ، بلند و بالا ہے، اللہ اکبر اسی کی ذات ہے ——— وہ قہار ہے جبّار ہے ——— سُبحان ہے ذیشان ہے ——— عزت و حکمت والا ہے۔ جس طرح اس کی ذات اعلیٰ ہے ——— ایسے ہی اُس کی بات اعلیٰ ہے۔ اس کا مقام اعلیٰ ہے اور اس کا کلام اعلیٰ ہے۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشادِ مقدس ہے: ———

فَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ (مشکوٰۃ ص۱۸۶)

"اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام کو تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے خالق کو اپنی مخلوق پر ہے۔"

جیسے مخلوق میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ——— اسی طرح اس کے کلام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ——— جس طرح وہ عیب سے پاک ہے اس کا کلام بھی پاک ہے۔

ارشادِ ربانی

ارشادِ ربانی ہے

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ۱ - ع۲)

"یہ وہ شان والی کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔"

اس آیت مقدسہ کی ابتداء الٓمّٓ سے ہوئی ہے۔ اسے حروفِ مقطعات کہتے ہیں ۔ اس کا مطلب و مفہوم، اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب و مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ——— قرآن حکیم کے نزول کو چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور اب پندرہویں صدی جاری ہے ——— بڑے بڑے علماء، مفسّرین، محدّثین ہو گزرے ہیں عربی جاننے والے ——— گرائمر کا علم رکھنے والے مگر آج تک کوئی ایک بھی ان حروفِ مقطعات کا ترجمہ پیش کر سکا ——— آج تک کوئی صاحبِ علم اس قرآن کو مکمل طور پر جاننے، سمجھنے کا دعوٰی نہیں کر سکا ——— جب قرآن کریم اب تک کوئی مکمل طور پر نہیں سمجھ سکا تو صاحبِ قرآن کی عظمت و شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے ——— شعر

ایتھے تے جبرائیل جہے دم دی نہ مار دے
کیہڑا کرے گا مدح سرائی حضور دی

عَلِمْتُ ـــــــ روایات میں موجود ہے کہ جب کٓہٰیٰعٓصٓ حروف مقطعات جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے اور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کیا "کاف" ـــ تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "عَلِمْتُ" ـــ میں جان گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا "ھا" آپ نے پھر فرمایا "عَلِمْتُ" پھر عرض کیا "یا" ـــ فرمایا عَلِمْتُ ـــ پھر عرض کیا "عین" آپ نے فرمایا عَلِمْتُ ـــ کہا "صاد" آپ نے فرمایا ـــ عَلِمْتُ " میں جان گیا ـــ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا! آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو جان گئے لیکن مجھے کچھ معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے کیا فرمایا ـــ اور آپ نے کیا جانا؟

ع ـــ میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

سامعین محترم! ـــــــ

دُنیا میں بے شمار کتب لکھیں گئیں، شائع کی گئیں ـــ ہر مصنف ہر مؤلف نے، ہر کتاب لکھنے والے نے ـــ کتاب لکھنے کے بعد اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میری کتاب پڑھنے والو! میں نے پوری کوشش ومحنت کے ساتھ کتاب کو لکھا ہے تاہم بھول چوک اور غلطی ہو سکتی ہے، اگر کسی شخص کو میری تحریر میں ـــ میرے بیان میں کوئی خامی، غلطی یا کوتاہی نظر آئے تو وہ مجھے مطلع کرے تاکہ اس کو دور کیا جا سکے ـــــ

مگر ـــ قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس کے متعلق خالق کون ومکان نے واضح طور پر اعلان فرما دیا کہ: ـــــــ

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (پ۱ ع۱)
"یہ وہ عظمت والی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔"

اس کتاب مبین میں اوّل تا آخر ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس میں کوئی شک وشبہ کیا جا سکے ـــ تاریخ گواہ ہے کفار ومشرکین نے قرآن کا انکار کیا، ابوجہل، ابولہب، عتبہ وشیبہ اور ولید قرآن کے منکر ہوئے ـــ لیکن قرآن مجید میں کوئی غلطی نہیں نکال سکے ـــــ

حفاظتِ قرآن

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس کی مثل مثال آج تک کوئی بھی پیش نہیں کر سکا اور نہ ہی اس میں کوئی ردّ وبدل کر سکا ہے ـــ تورات، زبور، انجیل ـــ آسمانی کتابیں تھیں ـــ مگر ان کتابوں میں لوگوں نے تبدیلیاں کر ڈالیں ـــ مگر جب قرآن حکیم کا نزول ہوا تو اس کو نازل کرنے والے علیٰ کلِّ شیٔ قدیر مالک نے اعلان فرما دیا: ـــــ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ۱۴ ع۱)
"تحقیق ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

قرآن کی حفاظت اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ لے لی ہے ـــ دوسری آسمانی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں ـــ آج زبور، تورات اور انجیل اصل حالت میں موجود نہیں ـــ آپ پاکستان کے عیسائیوں کے پاس جو انجیل دیکھیں گے وہ امریکہ والوں کی انجیل سے نہیں ملتی اور جو امریکہ کے عیسائیوں کے پاس انجیل ہے وہ برطانیہ کے عیسائیوں کے پاس انجیل سے نہیں ملتی ـ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ قرآن پاک کو مغرب سے لیکر مشرق تک اور شمال سے جنوب تک کے ہر خطہ کے مسلمان کے پاس دیکھیں اس میں زیر، زبر کا فرق نہیں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

حافظِ قرآن

آپ زبور کے ماننے والوں میں دیکھیں توان میں کوئی ایک شخص نہیں ملے گا جسے زبور اوّل تا آخر زبانی یاد ہو ـــــ نہ کسی یہودی کو تورات حفظ ہے اور نہ ہی کسی عیسائی کو انجیل مکمل زبانی یاد ہے۔ ہندو ـــ ویدوں کو آسمانی کتاب کہتے ہیں، مگر ان میں ویدوں کا کوئی حافظ نہیں۔ سکھ گرنتھ کو مانتے ہیں، ان میں کسی کو گرنتھ حفظ نہیں ـــــ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ اس کے حافظ لاکھوں کی تعداد میں ہیں ـــ بلکہ قرآنِ کریم کا یہ اعجاز ہے ـــ کہ مسلمانوں کے دس دس، بارہ بارہ سال کے بچے بھی قرآن کے حافظ موجود ہیں۔ جتنا قرآن پڑھا گیا ہے ـــــ دنیائے عالم میں کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی گئی ـــ جتنی تعداد میں قرآن مجید کی اشاعت ہوئی، کسی کتاب کی اتنی اشاعت نہیں ہوئی ـــ یہ اپنے پڑھنے والوں کو ایسا لطف وکیف مہیا کرتا ہے جس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

میرا دعویٰ ہے کہ آپ دنیاوی لوگوں کی لکھی ہوئی کتاب، قصہ یا کہانی کو ایک مرتبہ پڑھ لیں تو دوبارہ اس کو سننے کو جی نہیں چاہتا ـــ اگر ایک بات کو بیان کرنے کے بعد دوبارہ اسے بیان کیا جائے تو سننے والے اکتا جاتے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ ہم سن چکے ہیں صاحب! کوئی اور بات کرو ـــ مگر قرآن ہی ایک ایسا کلام ہے، جسے بار بار پڑھو، ہزار بار پڑھو، صبح وشام پڑھو ساری عمر پڑھو اس سے بندہ اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، بلکہ بار بار پڑھنے میں پہلے سے زیادہ کیف محسوس ہوتا ہے ـــــ

آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور اس میں سورت فاتحہ کی تلاوت ہر رکعت میں کی جاتی ہے ـــ فجر کی نماز میں چار مرتبہ ـــ ظہر کی نماز میں بارہ مرتبہ ـــ عصر کی نماز میں آٹھ مرتبہ ـــ مغرب کی نماز میں سات مرتبہ ـــ عشاء کی نماز میں سترہ مرتبہ ـــ مگر آجتک کسی نمازی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سورت

میں نے پہلے تلاوت کی ہے اور آج پھر تلاوت کر رہا ہوں ـــــ بندہ کو بیس سال ہوگئے ہیں امامت کرواتے، آجتک کسی بوڑھے، جوان بلکہ بچے نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ صاحب آپ روزانہ فاتحہ شریف کی تلاوت کرتے ہیں، یہ پرانی ہوگئی ـــ خدا کی قسم! قرآن کو چاہے ہزار بار پڑھو ـــــ بار بار پڑھو یہ کبھی پرانا نہیں ہوتا ـــــ بلکہ پڑھنے والے کو ہر دفعہ پہلے سے زیادہ لطف آتا ہے۔ پڑھنے والا اس سے فرحت وسکون محسوس کرتا ہے اور قرآن کے ساتھ محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ـــــ حتیٰ کہ اس کا قرآن پڑھنا قبر میں بھی جاری رہتا ہے۔

سورۃ ملک

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ ڈال لیا۔ اور انہیں خبر نہ تھی کہ یہاں قبر ہے۔ اس جگہ ایک شخص سورۃ ملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے ختم کی ـــ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی ـــــ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ـــــ

هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

"یہ سورۃ روکنے والی ہے، نجات دینے والی ہے جو اللہ کے عذاب سے نجات دے گی۔"

(ترمذی، مشکوٰۃ صـ۱۸۶)

صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تعجب سے عرض کیا کہ فوت شدہ بھی قرآن پڑھ سکتا ہے ـــــ تو آپ نے فرمایا اس سورت کی تلاوت زندگی میں گناہوں سے موت کے وقت خرابیِ خاتمہ سے ـــ تنگیِ گور سے ـــ آخرت میں دہشت و وحشت، عذاب کی سختی سے بچانے والی ہے۔ یعنی یہ شخص اپنی زندگی میں اس سورت کی تلاوت کیا کرتا تھا، اب قبر میں بھی تلاوت کر رہا ہے۔

سامعین محترم! ـــــ

قرآن کریم کا یہ فیضان ہے کہ ـــ یہ دنیا و آخرت میں مومن کا ساتھی ہے۔

اعزاز

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:-

کُلُّ اٰیَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَ مِصْبَاحٌ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

"قرآن کی آیت جنت میں ایک درجہ ہے اور تمہارے گھروں میں ایک چراغ ہے۔"

(احیاء العلوم صفحہ ۲۸۲ جلد ۱)

قرآن کریم کی ایک آیت جنت کا ایک درجہ ہے ـــ یعنی جتنی آیات پڑھنے والا پڑھتا جائے گا اتنے ہی درجے بلندیاں جنت میں حاصل کرتا جائے گا۔ اور گھر میں چراغ یعنی نورانیت آتی جائے گی ـــ

آگ نہ جلائے

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ـــ

لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶)

"اگر قرآن کو چمڑے میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ نہیں جلائے گی۔"

یعنی جس مومن کے سینے میں قرآن ہوگا اُسے جہنم کی آگ نہیں جلا سکے گی ـــ قرآن کی برکات اور اس کے فیضان کا پتہ بروز محشر چلے گا ـــ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَفِیْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ (احیاء العلوم صفحہ ۲۸۶)

"قرآن سے بہتر اللہ کے حضور شفاعت کرنے والا اور کوئی نہیں۔"

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ وَّ مُشَفَّعٌ (طبرانی)

"قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت کو شرف قبولیت حاصل ہوگا"

قربِ الٰہی

قرآن کی تلاوت سے شرِ شیطان سے نجات حاصل ہوتی ہے، روحانی قوتیں اُجاگر ہوتی ہیں، نفسِ امّارہ زیر ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ـــ ایک روز مجھے خواب میں جمالِ خداوندی نصیب ہوا ـــ تو میں نے عرض کی اے اللہ پاک تیرا قرب حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو ارشاد ہوا ہمارے کلام سے! ـــ عرض کی مولا معانی و مطالب کو سمجھ کر یا محض تلاوت ہی کرنے سے یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے ـــ تو ارشاد ہوا یہ عظمت حرفِ تلاوت سے بھی مل سکتی ہے ـــ

خیر و برکت

سامعین محترم! ـــ

قرآن کی تلاوت سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے اور اس سے دوری اختیار کرنے والا بندہ خیر و برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــ

اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ لَا یُتْلٰی فِیْهِ کِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ وَ قَلَّ خَیْرُهٗ وَ خَرَجَتْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ حَضَرَتِ الشَّیَاطِیْنُ۔ (احیاء العلوم صفحہ ۲۸۲)

"جس گھر میں کلام اللہ کی تلاوت نہ کی جائے اللہ تعالیٰ اس کے رہنے والوں پر تنگی کر دیتا ہے اور ان سے خیر و برکت اٹھا لیتا ہے اور ملائکہ اس گھر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور شیاطین کی وہ آماجگاہ بن جاتا ہے۔"

Scanned with CamScanner

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :—

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ ۔ "تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔"

(بخاری، مشکوٰۃ ص۱۸۳)

قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے والا اور قرآنِ حکیم کو پڑھانے والا سب سے بہتر ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا تو اس کی دیواروں کے نیچے کھڑے ہو کر جو دعا مانگی تھی اُسے اگر غور سے پڑھا جائے تو آپ کو تعلیمِ قرآن دینے والوں کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی :—

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ۔ (پ۱ ع۱۵)

"اے اللہ ہمارے بھیج ان میں ایک رسول، انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب صاف ستھرا فرما دے۔"

اے اللہ میں نے تیرا گھر بنا دیا ہے اور اس کو بسانے کے لئے تو اپنا محبوب بھیج دے جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے انہیں کتاب کا درس دے، اور ان کو پاک کر دے ——

افضل عبادت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ (احیاء العلوم ص۲۸۱ جلد۱) "افضل ترین عبادت میری اُمت کی قرآن کی تلاوت ہے۔"

وہ اسلئے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے بارگاہ نبوی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس زنگ کو اتارنے کا طریقہ جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا :——

کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ (مشکوٰۃ ص۱۸۹) "قرآن کی تلاوت —— اور موت کی یاد کی کثرت"

دو نور سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

جبریل علیہ السلام بارگاہ مصطفوی میں حاضر تھے کہ ایک زوردار آواز جو کہ دروازہ کھلنے کی تھی سنائی دی گئی —— اور جبریل علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی —— یہ ایک دروازہ آسمان کا ہے جو آج کھلا ہے —— اور پہلے یہ کبھی نہیں کھلا —— اور اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا ہے جو پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا —— اس فرشتے نے آپ کو سلام کہا ہے ——

وَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَھُمَا لَمْ یُؤْتَھُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ فَاتِحَۃُ الْکِتٰبِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ لَنْ تَقْرَءَ بِحَرْفٍ مِّنْھُمَا اِلَّا اُعْطِیْتَہٗ (مسلم ص۲۷۱)

"اور کہا ہے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خوشخبری ہو آپ کو دو نوروں کی کہ آپ سے پہلے جو کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۃ فاتحہ ہے اور دوسرا سورۃ بقرہ کی آخری آیات —— اس میں تم جو حرف پڑھو گے اس کے ذریعہ مانگی ہوئی چیز تم کو عطا ہو گی۔"

یعنی —— اس کی تلاوت کی برکت سے منہ مانگی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

سورت یٰسین مسند دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :——

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَءَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ الْقُرْاٰنَ اَنْ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يَّنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا

(مشکوٰۃ صـ۱۸۶)

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے ایکہزار سال پہلے فرشتوں پر سورۃ طٰہٰ یٰسٓ پڑھی توجب فرشتوں نے قرآن سُنا تو کہا کہ مبارک ہو اس امت کے لئے جس پر یہ کلام اترے گا۔ مبارک بادی ہے ان سینوں کو جو اس قرآن کو اپنے اندر محفوظ کریں گے۔ اور مبارکبادی ہے ان زبانوں کو جو اس کلام کے ساتھ بولیں گی۔"

زندہ جاوید معجزہ

موسیٰ علیہ السلام کا عصا، مبارک ید بیضا پتھروں سے پانی نکلنا۔ دریا میں بارہ راستوں کا بننا ـــــ عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں کو شفایاب کرنا، اندھوں کو آنکھیں دینا، برص کے مریضوں کو شفاء مند کرنا، مُردوں کو زندہ کرنا کہ پرندوں کی صورتیں بنا کر اُڑا دیتے تھے ـــــ ابراہیم علیہ السلام پر نار کا گلزار ہونا ـــــ داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہے کا نرم ہونا ـــــ مریم سلام اللہ کے پاس بے موسم پھل کا آنا یہ سب ان کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ـــــ مگر ہمارے آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا جو قیامت تک دیکھا جا سکتا ہے۔

کلام نور

علامہ سید احمد بن المبارک کتاب الابریز میں اپنے شیخ نجم العرفان، سید عبد العزیز دباغ قدس سرہ العزیز کی کرامت کا ذکر فرماتے ہیں کہ ـــــ شیخ اُمّی تھے اور ظاہری علوم بھی حاصل نہ کئے تھے ـــــ مگر جو بھی کوئی آپ سے

مسئلہ پوچھتا تو آپ اس کا صحیح صحیح جواب دے دیا کرتے تھے مگر اللہ نے انھیں علم لدنی سے سرفراز کیا ہوا تھا ـــــ پھر جب کوئی حدیث ان کے سامنے پڑھی جاتی تو وہ بتا دیتے تھے کہ حدیث صحیح یا موضوع ہے ـــــ

ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ علم کیسے ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور یہ موضوع ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب کوئی شخص شدید سردی میں کلام کرتا ہے تو اس کے منہ سے دھواں سا نکلتا ہے اور جب کوئی گرمی میں کلام کرتا ہے، اس کے منہ سے دھواں نہیں نکلتا۔

اسی طرح جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کے منہ سے نور نکلتا ہے، جس سے مجھے علم ہو جاتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور اسی طرح کلامِ الٰہی پڑھنے والے کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

رشک

روایت ہے کہ رشک کے قابل دو آدمی ہیں ـــــ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کا علم دیا ہوا اور وہ صبح و شام پڑھتا ہوا ـــــ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہوا اور وہ صبح و شام اسے خرچ کرتا ہوا

(مشکوٰۃ صـ۱۸۴)

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ رَاٰى اَنَّ اَحَدًا اُوْتِیَ اَفْضَلَ لِمَّا اُوْتِیَ فَقَدْ اِسْتَصْغَرَ مَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

"جس نے قرآن پڑھا پھر یہ سمجھا کسی کو اس سے افضل شئے دی گئی ہے تو اس نے اللہ کی عطا کی بے قدری کی۔"

(احیاء العلوم صـ۲۸۱ جلد ۱)

شفاعت

روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور یاد کیا اور اس کی حلال کردہ اشیاء

Scanned with CamScanner

کو حلال جانا اور حرام اشیاء کو حرام سمجھا اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا ـــ

وَ شَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ (مشکوٰۃ ص۱۸۶)

"اور اسے خاندان کے دس افراد کی شفاعت کرنے کا حکم دے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔"

آخری منزل سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھنے والوں سے کہا جائے گا: ـــ

اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَ رَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا (ترمذی مشکوٰۃ ص۱۸۶)

"قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا ـــ ترتیل سے پڑھ جیسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا تحقیق تیری منزل آخری آیت پر ہوگی جس کو تو پڑھے گا۔"

ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــ

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ (مسلم، مشکوٰۃ ص۱۸۴)

"قرآن کا عالم معزز فرشتوں اور محترم و معظم نبیوں کے ساتھ ہوگا"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــ

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ـ

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ تحقیق شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔" (مسلم مشکوٰۃ ص۱۸۴)

حلاوتِ قرآن

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ـــ

اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ ـــ "مجھے قرآن سناؤ!"

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ (مسلم، بخاری ص۷۷۵)

"میں آپ کو سناؤں جب کہ قرآن حکیم کا نزول آپ پر ہوا ہے۔"

تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے کلام کو دوسرے لوگوں سے سنوں ـــ چنانچہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے سورۃ نساء کے چھ سات رکوع کی تلاوت کی۔ اور جب آپ کی طرف دیکھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زار و قطار رو رہے تھے۔

قرآن پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے ـــ قرآن کریم کی تلاوت سے گھر میں رحمت ہوتی ہے ـــ اولاد نیک ہوتی ہے ـــ دل کو سکون و چین کی دولت میسر آتی ہے ـــ بیماروں کو شفاء ملتی ہے ـــ تنگدستوں کی تنگدستی دور ہوتی ہے ـــ عزت و عظمت ملتی ہے ـــ اور اگر کرم ہو جائے تو صاحبِ قرآن کی آمد بھی ہو جاتی ہے ـــ

دُعاء ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مسجد نبوی میں کوئی شخص بڑی خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے ـ یہ سن کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت سالم رضی اللہ عنہ تلاوت میں مشغول تھے آپ دیر تک سنتے رہے

جب وہ فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا : ـــــــــ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَهٗ "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری اُمّت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے۔" (احیاء العلوم ص۲۸۷)

تقدیر بدل گئی

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ـــــ حضرت بشر حافی جن کا مزار عراق میں ہے اور ہزاروں لوگ اس مردِ حق کے مزار پر حاضری دیتے ہیں ـــــ متلاشیانِ حق آپ کے دربار سے فیضان حاصل کرتے ہیں ۔ آپ کی سیرتِ پاک میں ہے کہ درجۂ ولایت حاصل ہونے سے قبل آپ ایک عیاش انسان تھے ، اعلیٰ لباس پہنتے اور غفلت کی زندگی بسر کرتے ـــ آپ نے ایک حسین باغ لگوایا ، جہاں پر شراب کے دَور چلتے ۔ رقص و سرور کی محفل رہتی ـــــ بشر حافی صبح سے شام تک یہاں بدکار لوگوں کے ساتھ رہتے ـــ

ایک روز صبح سویرے گھر سے چلے اور اس باغ کی طرف آرہے تھے کہ راستہ میں انہیں گندگی کے ڈھیر پہ کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا ـــــ انہوں نے اس کاغذ کو غور سے دیکھا تو اس پر قرآن کی ایک آیت لکھی ہوئی تھی ، بشر حافی نے قرآن کا احترام کرتے ہوئے جھک کر اس کاغذ کو اٹھایا ـــــ صاف کیا پانی سے دھویا اور آنکھوں سے لگا کر چوما اور پھر خوشبو لگا کر کسی اونچے مقام پر رکھ دیا اور حسبِ معمول باغ میں پہنچ گیا ـــ

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ مصر کی ایک بزرگ ہستی حضرت ذوالنون مصری کو القاء ہُوا کہ تم بشر حافی کے پاس جاؤ اور اس کو سینے سے لگاؤ ـــــ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچے اور لوگوں سے بشر حافی کا پتہ پوچھا ، تو بتایا گیا کہ وہ تو ایک عیاش و اوباش آدمی ہے آپ کو اس سے کیا کام ہے ـــ تاہم آپ پتہ پوچھ کر اس کے باغ تک پہنچ گئے ، جہاں بشر حافی سارا دن بسر کیا کرتے تھے ـــ

حضرت ذوالنون مصری کو باغ کے دروازہ پر روکا گیا اور عرض کیا گیا جناب آپ نیک

لوگ ہیں آپ کا اس کے اندر جانا مناسب نہیں ـــــ آپ کے اصرار پر آپ کو اندر جانے کی اجازت مل گئی ـــــ جب آپ اندر پہنچے تو بشر حافی کو نشے میں بدمست پایا ـــــ آپ نے اسے سلام کیا اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملایا ـــــ اور سینے سے لگا لیا ـــــ بشر حافی فرماتے ہیں کہ میرا سارا نشہ اُتر گیا اور میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی ، مَیں نے توبہ کی ـــــ اور باغ سے باہر نکل آیا ـــــ اور حضرت ذوالنون مصری بھی میرے ساتھ باہر نکل آئے اور پھر حضرت ذوالنون مصری نے بارگاہِ خداوندی میں التجاء کی ـــــ مَولا تیرے کرم پر قربان جاؤں تو بُروں کو نیک کر دے ـــ تیرے دربار میں کوئی کمی نہیں ـــ اے اللہ! بشر حافی کو تُونے یہ مرتبہ کیسے عطا کر دیا ؟ ـــ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی ـــــ اے ذوالنون مصری ـــ اس بشر حافی نے ہمارے کلام کی تعظیم کی ـــ اس نے کاغذ کے پُرزے پر غور کیا ، ہم نے اس کے مقدر پر غور کیا ـــ یہ ہمارے کلام کی طرف جھکا ـــــ ہماری رحمت اس کی طرف جُھکی ، اس نے ورق کو اپنے دامن میں لیا ، کاغذ کا وہ پرزہ جس پر آیتِ قرآن لکھی تھی اس کو صاف کیا ـــ ہم نے اس کے دل کو صاف کر دیا ـــ قرآن کے احترام کی برکت سے بشر حافی کو ولایت عطا ہو گئی ـــــ قرآن کی تلاوت کرو اس سے رزق میں برکت ہو گی ـــ سکونِ قلب میسر ہو گا ـ پریشانیوں ، بیماریوں سے نجات ہو گی ـــ آنکھوں کو نُور ، دل کو سُرور حاصل ہو گا ـــ قرآن تمہارے اخلاق و کردار کو سنوار دیگا دنیا میں عزت ـ قبر میں روشنی ـــ آخرت میں جنّت عطا ہو جائیگی ـــ قرآن پڑھو گے تو شہید کربلا امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح راضی ہو گی ـ امام الانبیاءؐ کی خوشنودی اور خالقِ ارض و سماء کی رضا نصیب ہو گی ـــ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بوسیلہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ۝

Scanned with CamScanner

فیضانِ لیلۃ القدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ نَا وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ۔ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دوجہاں
کون جلوہ نما آج کی رات ہے
عرش پر دھوم ہے فرش پر دھوم ہے
ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے

پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے
ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے
مومنو آج گنج سخا لوٹ لو
لوٹ لو اے مریضو شفا۔ لوٹ لو
عاصیو رحمت مصطفےٰ لوٹ لو
لوٹنے کا مزہ آج کی رات ہے
مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو
دردِ دل اور حُسنِ نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو
مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے
اس طرف نُور ہے اُس طرف نُور ہے
سارا عالم مسرّت سے مسرور ہے
جس کو دیکھو وہی آج مسرور ہے
مہک اٹھی فضا آج کی رات ہے
وقت لائے ذرا سب مدینے چلیں
لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں
سب کی منزل کی جانب سفینے چلیں
میری صائم دعا آج کی رات ہے

قابل صد احترام بزرگو دوستو عزیز ساتھیو!

یہ ماہ مقدس رمضان المبارک کا پُر عظمت مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک کی عظمت حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نے یوں بیان فرمائی ہے

وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔

یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کا اوّل حصہ رحمت سے اور اس کا درمیانی حصہ مغفرت اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے

(مشکوۃ ۱۷۴)

رحمت کی برسات

سامعین محترم! اس عظمتوں رحمتوں والے ماہ مقدس کہ پہلے عشرے میں رحمت خداوندی کی برسات ہوتی ہے۔ دوسرے عشرے میں بخشش و مغفرت کا انعام تقسیم ہوتا ہے۔ اور تیسرے عشرے میں گناہ گاروں کو جہنم سے آزادی عطا کر دی جاتی ہے اور یہ ساری عنائتیں بخششیں ہمارے آقاء و مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم گناگاروں پر ہو رہی ہیں۔

بن کے خیر الورٰی آگئے مصطفٰے
ہم گناہگاروں کی بہتری کے لئے
اک طرف بخششیں اک طرف رحمتیں
کیسے کیسے ہیں انعام امتی کے لئے

سامعین محترم! رمضان المبارک کا پورا مہینہ شان والا ہے اور اس کی ہر ساعت ہر گھڑی پر عظمت ہے۔ مگر اس کے آخری عشرے

میں رحمت خداوندی بندوں کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ سیدنا امام عالی مقام سید الشہداء شہید کربلا راکب دوش مصطفٰے ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے۔

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِىْ رَمَضَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ

(کشف الغمہ ص ۲۱۲)

جس نے رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کر کے اس کی برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں کریم کے گھر میں اس کے کرم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ سخی کی سخاوت طلب کر رہے ہیں ــــ رحمان رحیم کی بارگاہ میں رحم کی اپیل کر رہے ہیں ـــ ستار و غفار مولیٰ کے حضور بخشش مغفرت کا سوال کر رہے ہیں ــــ اپنے خالق و مالک کے حضور دنیا و آخرت کی حسنات و برکات کے حصول کے لئے کوشاں ہیں ــــ شہنشاہ ارض و سما کے مقدس گھر یعنی مسجد میں بستر بچھائے اپنے دامن پھیلائے ہوئے رب کائنات سے اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ مانگ رہے ہیں۔ــــ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ پیش کر کے خیرات مانگ رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

عبادت وریاضت

سامعین محترم! رمضان المبارک کے آخری عشرے کے ایام بہت خصوصیت کے حامل ہیں ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش سے عبادت کرتے جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

(مسلم ۳۷۲/ج-۱)

بخاری شریف میں ایک اور روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ الصدیقہ رض روایت فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَ اَحْيٰ لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔ (مسلم بخاری ۲۷۱/ ج-۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے خود رات بھر بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بیدار رہنے کی ترغیب دیتے

سامعین محترم! رمضان المبارک کے آخری عشرے کی کتنی عظمت ہے کہ خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ایام خصوصیت کے ساتھ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے۔ اس کی راتوں میں شب بیداری فرماتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی بیدار رہنے اور

عبادت وریاضت میں کمر بستہ رہنے کا شوق دلاتے۔ اسی لئے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

سامعین محترم! ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں--- آپ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب تمام کتب سماویہ کی سردار ہے---جمعۃ المبارک تمام دنوں کا سردار ہے--- رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے--- اور شب قدر تمام راتوں کی تاجدار ہے۔

تلاش کرو

حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو

(بخاری ۲۷۰/ج-۱)

اس فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ یعنی اکیس ــــ تئیس ــــ پچیس ــــ ستائیس۔ انتیس ــــ میں سے کوئی ایک رات ہے۔

اخفائے شب قدر

سامعین محترم! لیلۃ القدر کوان پانچ راتوں میں پوشیدہ رکھنا بھی حکمت ہے۔ آپ کو معلوم ہے دن رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے جب جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ مگر اسی ساعت کو پوشیدہ

Scanned with CamScanner

رکھا گیا ہے۔ نمازوں میں صلوۃ وسطیٰ بڑی شان والی ہے---- اس کو نمازوں میں پوشیدہ رکھا گیا کسی کو یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کون سی نماز ہے--- اسمائے باری تعالیٰ میں اسم اعظم کو پوشیدہ رکھا گیا ہے---- اولیاء کرام کو انسانوں میں چھپا رکھا ہے---- اس میں حکمت خداوندی یہ ہے کہ لوگ قبولیت کی ساعت، صلوۃ وسطیٰ، اسم اعظم اور اولیاء عظام کے متلاشی رہیں--- اور ان کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی عظمت مومنوں کے قلب وذہن میں اجاگر رہے-- اسی طرح لیلتہ القدر کو طاق راتوں میں پوشیدہ رکھا گیا تاکہ اس کی عظمت وبزرگی دلوں میں قائم رہے اور اہل محبت اس کی تلاش راتوں کے قیام ذکر اور عبادات الٰہی، شب بیداری سے کیف وسرور حاصل کریں۔

سامعین محترم! شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ بزرگان دین سلف صالحین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے یہ اکثر ستائیسویں شب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

سامعین محترم! لیلتہ القدر کی رات بڑی عظمت وشان کی حامل ہے یہ رحمت خداوندی کے حصول کی رات ہے---- یہ قرآن حکیم کے نزول کی رات ہے--- یہ شہنشاہ ارض وسماوات کی عنایات کی رات ہے---- یہ بخشش ونجات کی رات ہے--- یہ حصول برکات وحسنات کی رات ہے--- یہ قرب خداوندی اور مالک الملک اللہ رب العالمین کی ملاقات کی رات ہے۔

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی

پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہے ڈوبے ہوئے دوجہاں
کون جلوہ نما آج کی رات ہے

یہ مبارک ومسعود رات ہے--- یہ عزت وشرافت والی رات ہے--- یہ انوار وتجلیات کے ظہور کی رات ہے--- یہ رنگ ونور والی رات ہے----- یہ کیف وسرور والی رات ہے--- بخشش ومغفرت والی رات ہے--- بگڑی بنانے والی رات ہے---- روٹھے ہوئے مولیٰ کو منانے والی رات ہے--- مقدر چمکانے والی رات ہے----

اعلانِ بخشش

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری ۲۷۰/ج-۱)

جو شخص شب قدر کو ایمان اخلاص کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

چار جھنڈے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلتہ القدر میں چار جھنڈے اتارے جاتے ہیں--- ایک جھنڈا حمد کا---- دوسرا جھنڈا رحمت کا---- تیسرا جھنڈا مغفرت کا----- چوتھا جھنڈا کرامت کا--- ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں ہر جھنڈے پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوتا ہے۔ حضور نبی

Scanned with CamScanner

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

مَنْ قَالَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ بِوَاحِدَةٍ وَاَنْجَاهُ مِنَ النَّارِ بِوَاحِدَةٍ وَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِوَاحِدَةٍ۔ (درة الناصحين ٢٨٦)

جو شخص اس رات میں تین مرتبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ پڑھنے سے اسے بخش دیتا ہے دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے نجات دے دیتا ہے اور تیسری دفعہ پڑھنے سے جنت میں داخل فرمادیتا ہے۔

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے

شب قدر

سامعین محترم! اس رات کی عظمت وشان کے متعلق بے شمار روایات موجود ہے۔ جنہیں بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں تاہم اس رات کی عظمت کو اس بات سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اس کی شان کے بیان میں ایک پوری سورة کو نازل فرمایا۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔۔ یہ رات نزول قرآن کی رات ہے۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ خالق کائنات نے اسی کائنات کی ہدایت اور رہبری کے لئے انبیاء کرام پر اپنے مقدس کلام کا نزول فرمایا ان کتب سماوی میں چار کتابیں یعنی توارت، زبور انجیل اور قران حکیم

ہے۔ تورات کا نزول جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔۔۔۔ زبور شریف سیدنا داود علیہ السلام پر نازل کی گئی۔۔۔۔ اور انجیل شریف سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو عطا کی گئی۔۔۔۔ یہ تینوں کتابیں یکبارگی سے عطا کردی گئیں۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو تورات، داود علیہ السلام کو زبور، اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مکمل کتاب کی صورت میں ایک ہی مرتبہ عطا کی گئی۔۔۔ مگر قران حکیم ہمارے آقا ومولیٰ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تئیس سال کے عرصہ میں حسب ضرورت عطا کیا گیا۔ کبھی ایک آیت کا نزول ہوا۔۔۔ کبھی ایک سورت عطا کی گئی مگر پور قران حکیم لوح محفوظ سے مکمل طور پر آسمان دنیا پر نازل کیا گیا جس کا ذکر اس سورت قدر میں ہو رہا ہے۔۔۔ کہ ہم نے اسی قران کو شب قدر میں نازل فرمایا۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔ وَمَاۤ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ۔۔۔ اور تم نے کیا جانا کہ شب قدر کی کیا شان ہے۔۔۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔۔۔ شب قدر تو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔۔۔

سبحان اللہ قربان جاوٴں یہ کتنی عظمت والی رات ہے کہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔۔۔ مفسرین کرام نے اس سورت کے نزول کے متعلق نقل فرمایا کہ۔۔۔ حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک روز سابقہ امتوں کی عمروں اور ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرمایا تو ان کی عمریں لمبی تھیں اور دراز عمر ہونے کے بسبب اعمال صالحہ کا ذخیرہ بھی بہت تھا۔ آپ یہ دیکھ کر مغموم ہوئے کہ میرے امتیوں کی عمریں کم ہوں گی اس لئے وہ زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ

نہیں کر پائیں گے بس اسی تصور سے آپ ﷺ مغموم ہوئے تو
آپ ﷺ کی تسلی اور تشفی کے لیے اللہ رب العالمین نے سورۃ قدر کا
نزول فرمایا جس میں آپ کو یہ خوشخبری اور مژدہ جانفزا سنایا گیا۔۔۔
کہ اے محبوب آپ غم نہ کیجیے کیا ہوا جو آپ کے امتیوں کی عمریں کم
ہیں۔۔۔ ہم آپ کے امتیوں پر اپنی خصوصی عنایات کے دوازے
کھول دیں گے ہم نے انہیں ایک رات ایسی عطا کر رکھی ہے۔۔۔
اگر وہ اس میں عبادت وریاضت کریں گے تو ہم انہیں ہزار ماہ یعنی
تراسی سال چار ماہ کی عبادت سے بہتر اجر و ثواب عطا فرمادیں گے۔
آپ ﷺ کی امت پر ہماری خاص نظر رحمت ہوگی اور

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے
لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔۔۔ اس رات میں ذکر وفکر کرنے والا
عبادت وریاضت کرنے والا عزت وعظمت حاصل کر جاتا ہے۔۔۔
جناب جبریل علیہ السّلام فرشتوں کے جھرمٹ میں آسمان دنیا پر
تشریف لاتے ہیں اور نیکوکار لوگوں سے مصافحہ فرماتے ہیں اور رحمت
خداوندی کی برسات طلوع فجر تک رہتی ہے۔۔۔

سامعین محترم!۔۔۔ شب قدر کی رات کیوں ہزار مہینوں سے
بہتر رات قرار پائی۔۔۔ قران حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ عظمت اس رات
کو قران کی نسبت سے حاصل ہوئی۔۔۔ تو سامعین جس رات قران کا
نزول ہوا وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔۔۔ تو جس رات کی صبح

وصادق کے وقت قران والے کی جلوہ گری ہوئی اس کی عظمت وشان کو
کون سمجھ سکتا ہے شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے

انوار دیاں برساتاں سن اک دوجی نوں کہندیاں راتاں سن
جس رات دے تڑکے آیا نبی اس رات دیاں کیا باتاں نے

اگر نزول قرآن کی رات جشن قرآن منایا جا سکتا ہے۔۔ تو صاحب
قران کی آمد آمد کی خوشی میں جشنِ آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی
مناؤ۔۔۔ بلکہ قران بھی صاحب قرآن کے صدقہ وسیلہ سے عطا ہوا
ہے۔۔۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فلک نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں

نسبت

سامعین محترم! نسبت کی بڑی عظمت ہے۔۔۔ گرائمر کا اصول
ہے۔۔۔ کہ اگر نکرہ کی نسبت معرفہ سے ہوجائے تو نکرہ بھی معرفہ ہو
جاتا ہے۔۔۔ عام چیز کی نسبت خاص سے ہوجائے عام چیز بھی خاص
ہو جاتی ہے۔۔۔ ادنیٰ کی نسبت اعلیٰ سے ہو جائے تو ادنیٰ جو ہوتا ہے ہو
اعلیٰ ہو جاتا ہے۔۔۔ دیکھیے ایک اینٹ مسجد کے فرش پر لگ جائے اور
ایک گلی کے فرش پر لگ جائے۔۔۔ تو وہ اینٹ جو مسجد کے فرش پر
استعمال ہوئی وہ مسجد کی نسبت سے شان والی ہو گئی۔۔۔ اب کوئی ناپاک
اس پر سے نہیں گذر سکتا۔۔۔ کوئی پاؤں میں جوتا پہن کر نہیں چل
سکتا۔۔۔ گلی کی انیٹ پر جوتا اتار کر نہیں چلنا۔۔۔ اور مسجد کی اینٹ
پر جوتا پہن کر نہیں چلنا۔۔۔ یہ عظمت مسجد کی نسبت سے انیٹ کو
حاصل ہو گئی۔۔۔ جس کاغذ پر قرآن لکھا ہوا ہو کاغذ شان والا ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے--- اسے کوئی بے وضو ہاتھ نہیں لگاتا جو کپڑا قرآن کا غلاف بن جائے وہ کپڑا شان والا ہو جاتا ہے-- جو کپڑا غلاف کعبہ بن گیا لوگ اس کے بوسے لیتے ہیں------ جو لکڑی قرآن کی رحل بن جائے وہ لکڑی قابل تعظیم ہو جاتی ہے جس رات کی نسبت قران سے ہو گئی وہ رات شان والی ہو گئی--- تو جس کی نسبت صاحبِ قرآن سے ہو گئی---

اے خوش نصیبو اپنے مقدر پر ناز کرو کہ ہماری نسبت کس ذات سے ہو گئی ہے--- ہم کس کے امتی اور غلام ہیں--- شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

نسبت کی بڑی عظمت ہے--- نسبت راہ نجات ہے--- نسبت سے مومن کو قرب خداوندی-- لقائے مولیٰ--- رضائے باری تعالیٰ نصیب ہو جاتی، سرکار اعلیٰ حضرت نے نسبت کی شان اس انداز میں بیان کی ہے-اے میرے پیارے محبوب اے میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے مجھ کو نسبت
میرے گلے میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

سامعین محترم! نسبت کی سمجھ رکھنے والے نسبت کا احترام کرتے ہیں دیکھے صفاء مروہ کی پہاڑیوں کو سیدہ حاجرہؓ کے قدموں کی نسبت نے عظمت عطا کر دی زم زم کا کنواں جناب سیدنا اسماعیل علیہ

السلام کی نسبت سے ساری دنیا کے لئے متبرک بن گیا- وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى---- ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم مصلی زیارت گاہ خاص وعام ہو گیا جودی پہاڑ نوح علیہ السلام کے قدموں کی نسبت سے شان والا ہو گیا--- وہ پہاڑ جس پر موسیٰ علیہ السلام نے قدم رکھے وہ طور بن گیا--- اور جس جگہ نے میرے نبی ﷺ کے قدم چومے وہ جبل نور بن گیا جہاں ابراہیم قدم رکھے وہ جگہ مصلی بن گئی--- جہاں نبی نے قدم لگائے وہ جگہ عرش معلی بن گئی---

محمد سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اچھی نسبت کی وجہ سے صاحب عزت ہو جاتے ہیں مگر سب سے عظیم لوگ ہیں جن کی نسبت حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہو گئی-- بلکہ وہ جگہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ بن گئی جس نے آپ کے قدموں کے بوسے لے لئے--- وہ مقدس پہاڑ زیارت گاہ بن گیا جہاں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگ گئے۔

اُونہاں پتھراں توں لوکی جند واردے
جناں چم لئے قدم سرکار دے

سامعین محترم-- ہم اہلسنت وجماعت نسبت والے ہیں اور نسبت کی عظمت کو مانتے ہیں--- اس لئے کہ نسبت کا احترام کرنے والا صاحب مقام ہو جاتا ہے----

نسبت کا احترام

Scanned with CamScanner

سمرقند میں ایک سید زادی بیوہ ہو گئی۔۔ غربت کی وجہ سے گھر میں فاقہ آ گیا جب بچوں نے ماں سے روٹی طلب کی تو ماں تڑپ کر رہ گئی۔ مجبوری کے عالم میں اس نے اپنے بچوں کا بازو پکڑا اور ایک امیر مسلمان کے دروازے پر پہنچ گئی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔۔ گھر کا مالک دروازے پر آیا اور پوچھنے لگے اے بی بی تو نے میرا دروازہ کس لئے کھٹکھٹایا۔ غریب سید زادی نے کہا اے امیر مسلمان میں ایک غریب سید زادی ہوں آلِ نبی ہوں اور اولاد علی ہوں اور یہ میرے بچے ہیں ان کا فاقہ مجھے تیرے دروازے تک لے آیا ہے انہیں کھانا کھلا کر میرے مالک سے جنت کا سودا کر لے۔۔۔ وہ مالدار مسلمان جو کہ دولت کے نشے میں بدمست تھا۔۔۔ کہنے لگا۔۔ بی بی اگر تو سیّد ہے تو تیرے پاس سیّد ہونے کی دلیل کیا ہے۔۔۔ سید زادی نے کہا میں تجھے اپنے سید ہونے کی کیا دلیل پیش کروں۔۔ بس ایک آہ بھری اور بچوں کے ساتھ وہاں سے آگے چل دی۔۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
طاقت پر نہیں پرواز مگر رکھتی ہے

وہاں سے کچھ دور جا کر ایک مکان پر دستک دی۔۔۔ مکان کا مالک دروازہ پر آیا اور دروازہ پر ایک پریشان عورت کو بچوں کے ساتھ دیکھا تو پوچھا کیوں بی بی کیا بات ہے۔۔ تو سید زادی نے کہا کہ میں ایک غریب عورت یہ میرے فاقہ مست بچے ہیں میں آل نبی ہوں اولاد علی ہو میرے ان یتیم بچوں کو کھانا کھلا کر میرے اللہ کو راضی کر لے۔۔۔ وہ صاحب خانہ مسلمان نہیں تھا۔۔ بلکہ ایک آتش پرست مجوسی

تھا۔۔۔ سید زادی کی درد بھری صدا سے اتنا متاثر ہوا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔ اور دل میں خیال گیا کہ یہ بی بی آل نبی ہے اور اولاد علی ہے مجھے اس کی خدمت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔۔۔۔ اس نے بڑی عزت و تکریم سے عرض کیا صاحبہ میرے گھر کے اندر تشریف لے آئیے۔۔ سید زادی کو اپنے مکان میں ٹھہرایا اور اس کی خوب تواضع کی۔

وہ امیر مسلمان جس کے دروازے پر سید زادی نے پہلے صدا لگائی تھی جب رات ہوئی تو سو گیا۔۔۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ میدان محشر قائم ہے۔ جنتی جنت کی طرف جا رہے ہیں اور دوزخی دوزخ میں پھینکے جا رہے ہیں۔۔۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنت میں ایک محل کے قریب جلوہ افروز ہیں۔۔۔ امیر مسلمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کی کہ یہ محل کس کا ہے۔۔۔ تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا یہ محل ایک مسلمان کا ہے۔۔۔ تو اس نے عرض کیا جناب میں بھی ایک مسلمان ہوں اور یہ محل مجھے عطا کر دیجیے تو اس پر حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔ اگر تو مسلمان ہے تیرے پاس مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے۔۔۔ کل میری بیٹی اپنے فاقہ زدہ بچے لیکر تیرے دروازے پر آئی اور تو نے اس سے سید ہونے کی دلیل مانگی۔ اب تو بتا آج تیرے پاس مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے۔۔۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی۔۔ اور روتا ہوا بیدار ہوا صبح ہوئی تو سید زادی کی تلاش شروع کی پوچھتے پوچھتے مجوسی کے دروازے تک پہنچ گیا۔۔ اور

Scanned with CamScanner

معلوم ہوا کہ ہو سید زادی بس سے اس نے سید ہونے کی دلیل طلب کی تھی وہ اس کے گھر میں ہے -- اس امیر مسلمان نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی --- مجوسی دروازے پر آیا اور امیر مسلمان سے کہا - کہو کیسے آنا ہوا --- تو امیر مسلمان نے روتے ہوئے کہا ایک سید زادی کل سے تیرے گھر میں ٹھہری ہوئی ہے مہربانی کرو اس کو میرے گھر میں بھیج دو --- مجوسی نے کہا کہ اے امیر مسلمان تم اس کو اپنے گھر کیوں لے جانا چاہتے ہو تو --- امیر مسلمان نے کہا --- کیا یہ سید زادی تیرے گھر میں پہنچے سے پہلے میرے دروازے پر آئی تھی اور سوال کیا تھا --- میں نے اس سے اس کے سید ہونے کی دلیل طلب کی --- رات کو میں نے اپنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے نبی نے مجھے دھتکار دیا --- مجوسی نے مسلمان کی بات سن کر کہا --- میں اس سید زادی کو تیرے گھر نہیں بھیجوں گا --- وہ اس لئے -- کہ جس نبی نے تجھے رات دھتکار دیا ہے --- اس نے رات میرا مقدر سنوار دیا ہے --- میں اس کی خدمت کی تو کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کی خواب میں مجھے زیارہ نصیب ہوئی آپ مجھے کلمہ پڑھایا --- اور میرے جنتی ہونے کی بشارت دی اور ارشاد فرمایا

وَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ وَاَهْلُ بَيْتِكَ فِي الْجَنَّةِ (نُزْہَۃ المجالس ج۲/ص۲۲۴)

اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرے اہل خانہ جنت میں ہیں -

سامعین محترم نسبت کا لحاظ کرنے والے صاحب مقام ہو جاتے

ہیں صاحب عزت ہو جاتے ہیں -

یہ دربار محمد ہے یہاں لینوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

سامعین محترم - ہمارے آقا و مولی ﷺ کی بارگاہ سے ہر سائل کی جھولی بھر رہی ہے ہر مانگنے والے کو طلب سے سوا مل رہا ہے آپ کی رحمت کے صدقے سے اللہ رب العالمین کی نظر رحمت آپ کے غلاموں پر ہو رہی ہے - آپ ہی کی عنایات سے اللہ کا کرم ہم پر ہو رہا ہے - یہ مقدس رات لیلتہ القدر آپ ہی کی رحمت کی ایک جھلک ہے - آپ اس رات کے فیضان سے فیضیاب ہونے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں رحمت خداوندی سے اپنے دامن کو بھر لیں - اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کا فضل طلب کریں - اس کے کرم کی بھیک مانگیں - اس کی بارگاہ سے بخشش و مغفرت کے لئے دعائیں مانگیں

مانگ لو مانگ چشم تر مانگ لو
درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو
مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

حدیث مبارکہ میں ہے کہ ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دربار رسالت ماب میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے لیلتہ القدر دیکھنا نصیب ہو جائے اور مجھے معلوم ہو جائے کہ آج کی رات ہی شب قدر ہے تو میں اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے کیا طلب کروں تو نبی کریم حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے

Scanned with CamScanner

ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ تو اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۲)

اے اللہ بے شک تو درگذر فرمانے والا اور کرم فرمانے والا ہے اور تو درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے اے اللہ مجھ سے درگذر فرما۔

سامعین محترم۔ لیلتہ القدر میں رحمت خداوندی کی برسات کا سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ جب لیلتہ القدر کی صبح ہوتی ہے تو سیدنا جبریل علیہ السلام ملائکہ کرام سے فرماتے ہیں۔ چلو چلو واپس آسمانوں پر چلو۔ تو ملائکہ کرام عرض کرتے ہیں کہ اے جناب جبرئیل علیہ السلام آج کی رات اللہ رب العزت نے حضور تاجدار انبیاء احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ تو جبرائیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں۔

اِنَّ اللہَ نَظَرَ اِلَیْھِمْ بِالرَّحْمَۃِ وَ عَفَا عَنْھُمْ وَغَفَرَلَھُمْ

کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ان سے درگذر فرمائی اور ان کی مغفرت کردی مگر چار قسم کے لوگ ہیں جو اس کرم خداوندی سے آج کی رات محروم رہ گئے ہیں۔ وہ شرابی، والدین کے نافرمان، قاطع رحم اور کینہ رکھنے والے (درۃ الناصحین ص۲۸۵)

سامعین محترم اس مقدس رات میں ہر مومن مسلمان پر رحمت خداوندی کی برسات ہو رہی ہر سائل کی جھولی بھر رہی ہے ہر مانگنے والے کو مانگنے سے سوا مل رہا ہے۔۔۔ بے مرادوں کو مراد۔۔۔ بے

اولادوں کو اولاد۔۔۔ بے روزگاروں کو رزق۔۔۔ بیماروں کو شفا مضطرب دلوں کو چین۔۔۔۔ دکھیوں کے دکھ دور ہو رہے ہیں غرضیکہ آج رات ہر ایک کو گوہر مراد دیا جا رہا ہے مگر چند بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس رات کے فیضان سے محروم ہیں ان میں سے ایک تو شرابی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مومن مسلمان کو نشہ کی لعنت سے محفوظ فرمائے اور اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ دوسرے حاسد لوگ ہیں جو مسلمانوں پر حسد کرتے ہیں۔

سامعین محترم۔ حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ بہت سی برائیاں اسی کے سبب ہوتی ہیں۔ یہ ایک روحانی بدترین مرض ہے جس کے لاحق ہو جانے سے انسان کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ حسد کی وجہ سے انسان قتل و غارت، چوری، رہزنی، ڈکیتی پر اتر آتا ہے۔۔۔ یہی وہ برائی ہے جس سے بچنے کے لئے اللہ رب العزت نے ہمیں ارشاد فرمایا "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ"۔ کہہ دیجئے میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے پیدا کرنے والے رب کی۔ "وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ"۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدُ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۸)

حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔

دل کی صفائی

Scanned with CamScanner

احسن القصص میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی فرمائی ہے۔ اَلْحَسُوْدُ لَا یَشَمُّ الرَّائِحَۃَ الْجَنَّۃَ حسد کرنے والا جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔۔۔ ایک روز جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت راستہ میں ابلیس ملا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے عصا مبارک سے مارنے کا ارادہ فرمایا۔۔۔ تو شیطان بول اٹھا اور کہنے لگا یا مُوسیٰ اِنّیْ لَا اَخْشیٰ الْعَصَا۔ اے موسیٰ میں ڈنڈے سے ہی نہیں ڈرتا ولٰکن اَخْشیٰ قَلْبھَا فِیْہِ الصَّفَا البتہ اس دل سے ڈرتا ہوں جو صاف ہوتا ہے۔۔۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ مَا عَلَامَۃُ الصَّفَا اے اللہ کے دشمن دل صفا کی کیا علامت ہے کیا نشانی ہے تو شیطان نے جواب دیا۔۔۔ تَرْکُ الْحَسَدِ وَاِنْتِظَارُ الرَّصَدِ وہ حسد کا چھوڑ دنیا اور راہ ہدایت کا منتظر ہونا ہے۔۔۔ (احسن القصص ۲۶)

سامعین محترم۔۔ شراب پینے والا۔۔۔ حسد کرنے والا اس رات کے فیضان سے محروم رہ جاتا ہے۔۔۔ تیسرا بدنصیب وہ ہے جو قاطع رحم یعنی عزیز واقارب سے قطع تعلق کرنے والا اور چوتھا وہ بدنصیب ہے جو والدین کا نافرمان ہے۔

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد بار والدین سے حسن سلوک اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔۔۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔۔۔

والدین سے نیکی کرو ان کا احترام کرو ان کی خدمت کرو ان کی عزت کرو۔۔۔ ان کا حکم مانو۔۔۔ ان کے لئے دعا مانگو۔۔۔ ولا تقل لھما اف ولا تنھرھما۔۔ انہیں اف تک نہ کہو۔۔ اور نہ ہی انہیں جھڑکو۔۔۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔۔۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقَّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ (مشکوٰۃ ۴۱۸)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟۔

اپنے غلام کا سوال سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قَالَ اُمُّکَ" تیری ماں۔۔۔ اس نے پھر عرض کیا کون تو فرمایا اُمُّکَ" تیری ماں۔۔۔ اس نے چوتھی مرتبہ پھر عرض کیا "ثُمَّ مَنْ" پھر کون؟۔۔۔ "قَالَ اَبُوْکَ" فرمایا تیرا باپ۔

حضور نبی کریم ﷺ سے صحابی نے چار مرتبہ پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا حقدار کون ہے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا تیری ماں اور ایک مرتبہ فرمایا تیرا باپ۔۔۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ ماں جو ہوتی ہے وہ خدمت کے لحاظ سے باپ سے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے والدین کی خدمت و اطاعت کریں اور بالخصوص ماں کے ساتھ بہت ادب سے پیش آئیں۔

سات حج

حکایات میں ہے ایک شخص نے اپنی بوڑھی والدہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر سات مرتبہ حج کروایا جب آخری مرتبہ طواف سے فارغ ہوا تو اس نے میزاب رحمت کے سامنے کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔۔۔ اے اللہ میں نے اپنی والدہ محترمہ کو

کندھے پر اٹھا کر سات مرتبہ حج کروایا ہے کیا مجھ سے ماں کا حق ادا ہو گیا ہے--- تو پھر کسی کہنے والے کی آواز اس سعادت مند بیٹے کے کانوں میں آئی--- والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر سات حج کروا کر کہنے والے کہ کیا ماں کا حق ادا ہو گیا ہے ابھی تو تجھ سے ایک رات کا حق ادا بھی نہیں ہوا۔

ماں دی خدمت وچ جے بندہ ساری عمر کھلوے
پھر بھی اس توں اک گھڑی دا حق ادا نہ ہووے
جنت ملدی ماں دے قدماں اندر سیں جھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہندا لکھ وی حج کرایاں
پر جو خدمت ماں دی کردے دوجگ وچہ تر جاندے
نافرمان جو ماں دے ہندے ڈب جاندے ہر جاندے

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ

جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے روایات میں ہے جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کی زوجہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ پیغام بھیجا کہ آپ کا صحابی نزع کے عالم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دو صحابیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور حکم کیا کہ اسے کلمہ کی تلقین کرو--- چنانچہ یہ صحابہ کرام جناب علقمہ کے پاس پہنچے اور انکے قریب بیٹھ کر کلمہ کا ورد کیا تو کیا دیکھتے ہیں--- نہ ہی علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری ہو رہا اور نہ ہی ان کی روح نکل رہی ہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو صورت حال کا علم ہوا تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا علقمہ کی والدہ حیات

ہے عرض کیا گیا--- ہاں--- فرمایا--- جاؤ اس کی والدہ سے کہو کہ تمہیں حضور بلا رہے ہیں اگر وہ نہ آئے تو میں خود چل کر اس کے پاس جاؤں گا۔ علقمہ کی والدہ کو جب پیغام پہنچا تو اس نے اپنے عصا کو ہاتھ میں لیا اور دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کہو تمہارا بیٹا کیسا تھا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کا غلام تھا--- نمازی تھا--- روزہ پابندی سے رکھتا تھا صدقات و خیرات دیتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا--- اماں کیا تو اس سے راضی ہے--- اُس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اس سے ناراض ہوں--- اس لئے کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا--- اماں تیری اسی ناراضگی کی وجہ سے اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری نہیں ہو رہا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلال--- جاؤ جنگل سے لکڑیاں لے کر آؤ--- بڑھیا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ لکڑیاں کیوں منگوا رہے ہو تو فرمایا ہم تیرے بیٹے کو اس سے جلائیں گے۔ یہ سننا تھا تو ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا سرکار وہ میرا بیٹا ہے--- ماں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اس کے بیٹے کو جلائے--- تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اماں میرے اللہ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مجھے قسم ہے اللہ رب العزت کی جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے علقمہ کو اس کی نماز، روزہ، صدقہ و خیرات کوئی فائدہ نہ دے گا اگر تم اس کو معاف نہیں کرو گی--- اگر تو چاہتی ہے کہ تیرے بیٹے کو اللہ تبارک و تعالیٰ

بخش دے اور اسے دوزخ کے عذاب سے نجات دے دے تو تو اسے معاف کر کے اس سے راضی ہو جا--- بڑھیا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے علقمہ کو معاف کیا میں اس سے راضی ہو گئی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ کو علقمہ کے پاس بھیجا تو آپ ابھی مکان کے دروازے پر ہی پہنچے تھے کہ اندر سے کلمہ پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور جناب علقمہ رضی اللہ عنہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا

یَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَہٗ عَلٰی اُمِّہٖ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

اے گروہ مہاجرین و انصار جو شخص اپنی عورت کو اپنی ماں پر فضیلت دے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اور سب انسانوں کی لعنت ہے۔ (زواجر ص۵۸۔ تنبیہ الغافلین)

سامعین محترم! ماں کی عظمت پوچھنا ہو تو قرآن سے پوچھو--- حدیث مبارکہ سے پوچھو--- صحابہ کرام سے پوچھو اویس قرنی سے پوچھو--- بایزید بسطامی سے پوچھو---

شاعر اہلسنت سردار حسین سردار نے ماں کی عظمت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے

لکھاں ساک نے بندے دے وچ دنیا
پر کوئی ساک نہیں ماں دے ساک ورگا

پتر بھانویں زمانے دا ولی ہووے
نہیں ماں دے پیراں دی خاک ورگا

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد مقدس ہے

"كُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللهُ عَنْهَا مَاشَاءَ اللهُ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ"

تمام گناہوں میں سے اللہ جو چاہے بخش دے گا سوائے والدین کی نافرمانی کے۔

والدین کی نافرمانی وہ گناہ عظیم ہے جس کی معافی اللہ تبارک و تعالیٰ نہیں دے گا۔

سامعین محترم! یہ مقدس رات ہے آج کی رات کے فیضان سے فیضیاب ہونے کے لئے جن کے والدین راضی ہیں وہ ان کی پہلے سے زیادہ خدمت و اطاعت کرنے کا عہد کریں اور جن کے والدین ناراض ہیں وہ ان سے معافی مانگ کر انہیں راضی کریں اور جن کے فوت ہو چکے ہیں وہ مالک الملک کی بارگاہ میں ان کی بخشش و مغفرت کی دعا مانگیں ان کے لئے صدقہ و خیرات کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بوسیلہ سرور کونین ﷺ اس لیلتہ القدر سے فیضیاب ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ۔

Scanned with CamScanner

فضائلِ مسجد

(حصہ اوّل)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ
بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ
لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ
الْمُهْتَدِیْنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ
وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ۔

قابلِ صد احترام: بزرگو، دوستو، عزیز ساتھیو!

ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلاء نے ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار عظمتوں سے نوازا ہے اور بالخصوص پانچ ایسی رفعتیں ہیں جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔ حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ (مشکوٰۃ صـ۵۱۲) "مجھے پانچ نعمتیں وہ عطا کی گئیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہ دی گئیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَهْرٍ (مشکوٰۃ صـ۵۱۲) "میں ایک ماہ کے راستے سے رعب کے ذریعے سے دکھایا گیا۔"

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ عظمت بخشی کہ جو شخص آپ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کرتا ہے ابھی وہ آپ سے اتنا دور ہوتا جتنا فاصلہ بندہ ایک ماہ میں طے کر سکتا ہے ـــــ آپ کی ہیبت وجلالت اس پر چھا جاتی ـــــ

دوسری خصوصی عظمت یہ عطا کی گئی کہ آپ پر مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا جو کہ آپ سے پہلے کسی پر حلال نہیں ہوا تھا ـــــ

تیسری عظمت ـــــ آپ کو یہ عطا ہوئی کہ آپ کو شفاعت کبریٰ نصیب ہوئی ـــــ ویسے تو روزِ محشر انبیاء شہداء صالحین قرآن رمضان شفاعت کریں گے ـــــ مگر شفاعت کا دروازہ آپ کھولیں گے۔

چوتھی عظمت ـــــ جو کہ آپ کو عطا کی گئی آپ فرماتے ہیں ہر نبی خاص اپنی قوم

چوتھی عظمت ۔ جو آپ کو عطا کی گئی۔ آپ فرماتے ہیں ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہُوا اور مجھے سارے جہان کے لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا۔

پانچویں عظمت ۔ بارگاہ خداوندی سے آپ کو یہ عطا ہوئی، آپ فرماتے ہیں۔

جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

"اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی کہ میرا اُمتی جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی پڑھ لے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل جتنی امتیں گزری ہیں وہ عبادت کا فریضہ صرف عبادت گاہ میں ہی ادا کر سکتے تھے مگر آپ کو یہ اعزاز حاصل ہُوا کہ جہاں چاہیں پاک جگہ پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

سامعین محترم! ۔ نماز کا فریضہ ہر پاک جگہ پر ادا کیا جا سکتا ہے ۔ مگر مسجد میں عبادت کا درجہ بلند ہے۔ مسجد میں نماز کا ادا کرنا گھر یا بازار سے پچیس (۲۵) گنا زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ مسجد وہ پاکیزہ اور مقدس مقام ہے جہاں بے چین اور مضطرب دل سکون پاتے ہیں ۔ یہ وہ مقدس گھر ہے جو دنیا کے تمام گھروں سے پہلے تعمیر کیا گیا۔

دُنیا کے بتکدوں میں وہ پہلا گھر خُدا کا
ہم پاسباں ہیں اُس کے وہ پاسباں ہمارا

رُوئے زمین پر سب سے پہلے ہونے والی تعمیر ۔ پہلا مکان جو بنایا گیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۴ ع۱)

"بیشک سب گھروں میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا وہ ہے مکہ میں ہے برکت والا اور جہانوں کیلئے رہنما۔"

اس دنیا میں سب سے پہلا گھر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ جو ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کرنے کا مرکز اوّل ٹھہرا جہاں پر آج بھی اہل اسلام کا عظیم اجتماع ہوتا ہے ۔ مکہ معظمہ کی مقدس زمین پر واقع ہے۔

پہلی مسجد

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَيُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ ۔

"زمین میں پہلی کون سی مسجد بنائی گئی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سوال سن کر ارشاد فرمایا:۔

قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص۷۲)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد حرام (صحابی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا اسکے بعد کون سی مسجد بنائی گئی تو آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ"

سامعین محترم! فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہُوا کہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد جو تعمیر ہوئی وہ مسجد حرام ہے ۔ روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو اُن کی اوّلین خواہش تھی کہ کوئی ایسا مقام ہو جہاں اپنے خالق و مالک کی عبادت کی جائے ۔ اللہ رب العزت جل وعلاء نے آدم علیہ السلام کی تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور سیّدنا جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے زمین کے اس ٹکڑے کی نشاندہی فرمائی جہاں آج بیت اللہ شریف ہے۔ اس

اپنے خالق و مالک کی عبادت کی جائے ـــــ اللہ رب العالمین جل وعلاء نے آدم علیہ السلام کی تمنا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے زمین کے اس ٹکڑے کی نشاندہی فرمائی جہاں آج بیت اللہ شریف ہے ـــــ اس گھر کے بانیٔ اوّل سیدنا آدم علیہ السلام ہیں ـــــ پھر جب نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا تو یہ گھر اُٹھالیا گیا ـــــ اور اس کی بنیادیں پوشیدہ ہوگئیں۔ حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دورِ مقدس آیا تو انہوں نے اپنے نورِ نظر لختِ جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس گھر کو دوبارہ انہی بنیادوں پر تعمیر فرمایا ـــــ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ	"اور جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اس گھر کی دیواریں اٹھارہے تھے"
(پ۱ ع۱۵)	

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا (پ۱۷ ع۱۱)	"اور جبکہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ ٹھہرانا۔"

سامعینِ محترم! مسجد وہ مقدس گھر ہے جس کو دنیا میں سب مکانوں سے پہلے تعمیر کیا گیا اور روایت ہے جب قیامت قائم ہوگی تو دنیا میں جو کچھ ہے سارے کا سارا فنا ہو جائے گا مگر مساجد کو فنا نہیں کیا جائے گا۔

تَذْهَبُ الْاَرْضُ كُلُّهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا الْمَسَاجِدُ یَنْضَمُّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ (کنز العمال ج ۴ ص ۱۳۹)	"قیامت کے روز مساجد کے علاوہ ساری زمین فنا ہو جائیگی مگر مساجد ایک دوسری کے ساتھ مل جائیں گی۔"

اس حدیث شریف سے مسجد کی ایک امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مساجد دنیا کے دوسرے مکانات کی طرح فنا نہیں ہوں گی ـــــ تو اب سوال ہے یہ کہاں جائیں گی ـــــ تو اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا ـــــ اہل وجدان کا فرمان ہے ـــــ کہ مسجد اپنے بنانے والے کو جنت میں لے جائے گی تو پھر خود کیوں نہ اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا ـــــ قربان جاؤں اللہ کے ان گھروں کی عظمت پر جہاں دن رات رحمتِ خداوندی کی برسات ہو رہی ہے۔ شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ مقدس گھر ہے جسے انبیاء کرام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جب مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا میں جلوہ افروز ہوئے اور پہلے مقام قباء پر چند دن قیام فرمایا تو آپ نے یہاں قیام کے دوران سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی جس کا نام مسجد قبا شریف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر اس مسجد کی دیواروں کو بنایا۔ مدینہ طیبہ میں جب پہلی مسجد قائم ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی عظمت و شان کو قرآن میں یوں بیان فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ (پ۱۱ ع ۲)	"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد کے ساتھ بے پناہ محبت تھی سیدنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ۔ (مسلم بخاری مشکوٰۃ ص ۶۸)

"کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء شریف میں پیدل اور سوار تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے ۔"

روایات میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس مسجد میں حاضری دیتے اور آج تک اہل اسلام بھی اسی مسجد سے محبت کرتے ہیں ۔ اس مسجد میں دو نماز نفل ادا کرنے والے کو عمرے کا ثواب عطا ہوتا ہے ۔

اُچیاں شاناں نے ربّ دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

مسجد نبوی شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قباء پر چند روز قیام کرنے کے بعد مدینہ طیبہ کے شہر میں داخل ہوئے اور آپ کا قیام حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا ــــ اور اُن کے گھر کے قریب کچھ ویران جگہ تھی جس کے متعلق آپ نے یہ خواہش فرمائی کہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کی جائے ــــ وہ جگہ بنی نجار کے دو یتیموں کی تھی ــــ آپ نے ان کو بلوایا اور فرمایا ــــ یہ زمین کا ٹکڑا ہم تم سے خریدنا چاہتے ہیں ــــ تو انہوں نے عرض کی

لَا وَاللّٰهِ مَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (مسلم ج ۱ ص ۲۰۰)

"خدا کی قسم ہم اسکی قیمت نہیں لیں گے ہم خدا ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں ۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس زمین کو بغیر قیمت کے لینا پسند نہ فرمایا۔ اور قطعۂ زمین کو خریدا گیا اور اس کی قیمت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے

پاس سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی ۔

پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مسجد کی پہلی اینٹ اپنے دستِ مقدس سے رکھی ــــ کام شروع ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے ساتھ مل کر اس مسجد کو تعمیر کیا ــــ اور آپ کی زبان پر یہ دعا تھی ۔

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۰)

"اے اللہ نیکی صرف آخرت کی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما ۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس جوش اور جذبہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا وہ قابل داد تھا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہو رہی تھی ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اٹھا کر لا رہے تھے ۔

فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ التُّرَابَ عَنْهُ ۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۴)

"تو انہیں نبی صلی علیہ وسلم نے دیکھا پس آپ ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے ۔"

قربان جاؤں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذوق و شوق پر اسی مقدر والے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر جس نے مسجد کی اینٹیں اٹھائیں اور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ازراہ شفقت اس کے کپڑوں پر لگنے والی گرد کو اپنے ید اللہ والے گورے گورے نوری ہاتھوں سے جھاڑ کر قیامت تک مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو عظمت عطا فرما دی ۔

سامعینِ محترم! صحابہ کرام نے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی معیت میں اس مسجد کو تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کی ـــــ مسجد نبوی شریف صرف ادائیگی نماز کا مقام نہیں تھا ـــــ بلکہ یہ اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بھی تھا ـــــ جہاں اسلامی قوانین کو ترتیب دیا جاتا تھا ۔ مسجد نبوی کی حیثیت پارلیمنٹ ہاؤس کی تھی جہاں ہر قسم کے قوانین و قواعد ترتیب دیئے ۔ لشکر اسلام کے فوجی قواعد و ضوابط بنائے اور اسی مقدس مقام سے ہر قسم کے احکام جاری ہوتے اس مقدس گھر سے جہاد کے لئے مجاہدوں کو رخصت کیا جاتا تھا ـــــ مسجد میں باہر سے آنے والے وفود ٹھہرا کرتے تھے ـــــ اس کے ساتھ اسلام کی پہلی یونیورسٹی پہلا دارالعلوم قائم تھا جہاں اہل صُفہ تعلیم حاصل کرتے تھے ـــــ اسی میں تاجدار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگتا تھا ـــــ اس میں مقدمات کے فیصلے سنائے جاتے تھے ـــــ یہی وہ پیاری مسجد ہے جہاں ریاض الجنہ ہے ـــــ اسی مسجد کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ـــــ

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

"میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ھزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے ۔"

(مسلم ، بخاری مشکوٰۃ ص ۶۷)

ایک روایت میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ بِصَلٰوۃٍ وَّصَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً وَ صَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِ مِائَۃِ صَلٰوۃٍ وَّصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَّصَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَّصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ ۔ (ابن ماجہ ، مشکوٰۃ ص ۷۲)

"مرد کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز ہے اور قبیلے کی مسجد میں پچیس نمازیں اور جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے اس

میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے ۔ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نمازیں ـــــ اور میری مسجد میں ایک نماز پچاس ہزار نمازیں ۔ ـــــ اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازیں ہیں ۔

سامعین محترم ! اس مسئلہ پر اہل علم کا اختلاف ہے ـــــ شان میں مسجد الحرام کا درجہ بلند ہے یا مسجد نبوی کا درجہ بلند ہے ـــــ دونوں میں سے کس کو زیادہ فضیلت حاصل ہے ـــــ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جہاں تاجدار دوجہاں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں وہ جگہ کعبۂ معظم اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے ـــــ اس کے بعد کعبہ کا وہ حصہ جہاں پر بیت اللہ شریف وہ افضل ہے ـــــ پھر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبوی شریف کا مرتبہ ہے ـــــ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد نبوی کا درجہ مسجد حرام سے بلند ہے ـــــ اسلئے کہ یہ مقدس مسجد دس سال مسلسل درسگاہ نبوت اور سجدہ گاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہی اور اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں ـــــ مگر بہتر یہی ہے کہ اس بحث میں نہ پڑا جائے ـــــ ہر ایک کی فضیلت اپنی اپنی جگہ برحق ہے ـــــ ایک مسجد آپ کی ولادت گاہ ہے ـــــ ایک مسجد میں آپ کا مدفن و مسکن ـــــ ہم گناہ گاروں کے لئے دونوں مقام فیوض و برکات

حاصل کرنے کا منبع و سرچشمہ ہیں ـــــ اللہ تبارک و تعالیٰ حاضری کی توفیق فرمائے۔

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جھتے نے ہر دم در دیاں

سامعینِ محترم! مسجد کے مرتبہ و مقام کا اور کیا بیان ہو سکتا ہے کہ اس کی تعمیر میں خود سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرپور حصّہ لیا ـــــ اور اہلِ اسلام کو مسجد بنانے کی ترغیب فرمائی۔

سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِی الدُّوْرِ (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۶۹)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں"

مسجد مسلمان آبادی کی علامت ہے ـــــ مسجد اسلام کی عظمت کا نشان ہے اسی لیے جب کوئی علاقہ فتح ہوتا تو سب سے پہلے وہاں مسجد بنائی جاتی تھی، مسجد بنانے کا حکم حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ اور مسجد بنانے والے کے لیے نوید جنّت سنائی گئی ہے۔

جنّتی گھر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (مسلم بخاری مشکوٰۃ ص۶۸)

"جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔"

سامعینِ محترم! مسجد کی تعمیر خالصتاً اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین

کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہو ـــــ دھڑے بندی مسلمانوں کے درمیان گروہ بندی اور تفرقہ بازی پیدا کرنے کے لئے نہ ہو اور نہ ہی اپنے نام و نمود اور نمائش مقصود ہو ـــــ ریاکاری سے پاک ہو کر اس کارِ خیر کو سرانجام دیا جائے ـــــ آج کل یہ مرض عام ہے ـــــ کہ ذرا سا امام صاحب سے اختلاف ہوا یا مسجد کی انتظامیہ سے مخالفت پیدا ہوئی تو ـــــ مسجد کے ساتھ ایک اور مسجد کھڑی کر دی ـــــ مسجد بنانے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعام اسی وقت ہی ملے گا جب اس کے کارِ خیر میں للّٰہیت کارفرما ہوگی ـــــ پھر یقیناً مسجد بنانے والے کو جنّت میں بھی اعلیٰ گھر عطا کیا جائے گا ـــــ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ مکمل مسجد تعمیر کرے تو اُس کو جنت میں گھر ملے بلکہ جو شخص بھی اپنی ہمت، طاقت و بساط کے مطابق جو کچھ بھی مسجد کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے اس انعام کا مستحق قرار پائے گا ـــــ مسجد کی تعمیر اہلِ ایمان کا حصّہ ہے ـــــ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ۔ (پ۱۰ ع ۹)

"اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تو قریب ہے یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں۔"

سیّدنا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ (مشکوٰۃ ص ۶۹)

"جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد کی خبر گیری کرتا ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔"

مسجد کی نگہبانی

مسجد کی تعمیر گویا جنّت میں گھر بنانا ہے ـــــ مسجد کی تعمیر کرنا علامت تقوٰی و ایمان ہے ـــــ اسی طرح مسجد کی دیگر ضروریات کا فراہم کرنا بھی ذریعۂ نجات اور حصولِ برکات و حسنات ہے ـــــ مثلاً صفوں کا مہیا کرنا ـــــ روشنی کا اہتمام کرنا ـــــ وضو کا انتظام کرنا ـــــ مسجد کی صفائی و ستھرائی کا خیال رکھنا ـــــ ارشاد ہوتا ہے۔

مَنْ اَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ کَفًّا مِّنَ التُّرَابِ کَانَ ثَوَابُہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ کَجَبَلِ اُحُدٍ۔

"جو شخص مسجد سے ایک مٹھی بھر خاک نکالے گا اس کا ثواب میزان عمل میں پہاڑ کی مثل ہو گا۔"

مسجد کی صفائی کرنے والے کو میزانِ عمل پر اُحد پہاڑ کے برابر وزن خیرات کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

روشنی کا اہتمام مسجد میں روشنی کا اہتمام و انتظام کرنے والے کو بھی روحانی جلا اور قلبی نورانیت عطا کی جاتی ہے۔ روایت ہے کہ سیّدنا علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ماہِ رمضان میں مسجد کی قندیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی۔

نَوَّرَ اللّٰہُ عَلٰی عُمَرَ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا نَوَّرَ عَلَیْنَا مَسَاجِدَنَا (کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۰)

"اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جیسے اُس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے۔"

چٹائی بچھانا سیّدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

مَنْ عَلَّقَ قِنْدِیْلًا مُسْتَرَجًا فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یَطْفَأَ ذٰلِکَ الْقِنْدِیْلُ وَمَنْ بَسَطَ فِیْہِ حَصِیْرًا صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یَنْقَطِعَ ذٰلِکَ الْحَصِیْرُ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۱)

"جو شخص مسجد میں روشن قندیل لٹکائے گا اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ روشن رہے۔ جو شخص مسجد میں ایک چٹائی بچھائے گا تو اُس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ چٹائی بچھی رہتی ہے۔"

اُچیاں شاناں نے ربّ دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ھر دم ور دیاں

سامعینِ محترم! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مسجدوں کو تعمیر کرتے ہیں ـــــ اس کی صفائی ستھرائی اور روشنی کا اہتمام کرتے ہیں ـــــ اللہ تبارک و تعالیٰ کے شان والے گھر میں عاجزی اور انکساری سے حاضر ہوتے ہیں، اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

مسجد کی تعظیم و تکریم! دنیا کے بادشاہوں، حاکموں کے درباروں میں آنے والوں کے لیے کچھ پابندیاں ہوتی ہیں ـــــ آداب ہوتے ہیں ـــــ ذرا سی بے ادبی ہوگئی تو آنے والا زیرِ عتاب آجاتا ہے ـــــ مسجد ہمارے خالق و مالک ساری کائنات کے شہنشاہ احکم الحاکمین کا دربار ہے ـــــ یہاں آنے کے بھی کچھ آداب ہیں ـــــ آنے والا جتنے ادب و احترام سے حاضر ہوگا، اُتنا ہی زیادہ وہ مان پائے گا ـــــ مولانا روم علیہ الرحمۃ اس پر نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم شد از فضل ربّ

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں اس لئے کہ بے ادب، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کی ترجمانی کرتے ہوئے میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ؎

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
باہج ادب دے منزل مقصد پا نہ سکیا کوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کا ادب اس کی بارگاہ کے احترام کا طریقہ، سلیقہ ہمیں یوں بتایا گیا، قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوا:۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ (پ۱۸ ع ۱۱) "ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔"

اس آیتہ مقدسہ میں بیوت سے مراد مساجد ہیں ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں یہ حکم فرمایا کہ ـــــ مساجد کی تعظیم وتوقیر کی جائے ـــــ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے ـــــ دربار خداوندی کے آداب وحقوق کا مکمل طور پر خیال رکھا جائے ـــــ مسجد میں دنیاوی گفتگو سے بچنا چاہیئے اسلئے کہ:۔

اَلْکَلَامُ الْمُبَاحُ فِی الْمَسْجِدِ مَکْرُوْهٌ تَاکُلُ الْحَسَنَاتِ۔ "مباح کلام بھی مسجد میں مکروہ ہے وہ نیکیوں کو کھاجاتا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں

بس دنیاوی باتیں کیا کریں گے۔

فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ (مشکوٰۃ ص۷۱) "تو تم ان کے پاس مت بیٹھنا اور اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں"

سامعین محترم! آپ نے دیکھا بعض لوگ مسجدوں میں سیاست بازی کرتے ہیں ـ گلی محلے کے مسائل کا ذکر کرتے ہیں ـ کچھ لوگ تو غیبت اور چغلی کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے ـــ تو مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی گفتگو سے احتراز کرنا چاہیئے ہم لوگ دنیا کے کسی حاکم کے دربار میں جائیں تو وہاں اونچا نہیں بولتے یہ تو احکم الحاکمین کا دربار ہے ـــ یہاں داخل ہوتے وقت بھی آداب کا خیال رکھنا چاہیئے۔ باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری طور بھی صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔

ارشاد ربانی ہے:۔

یٰبَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (پ۸ ع ۱۰) "اے اولادِ آدم ہر مسجد میں حاضری کے وقت لباس کی زینت اختیار کیا کرو"

یعنی دربار خداوندی میں حاضری کے وقت باطنی طہارت اور دل کی صفائی کے ساتھ جسم کی ظاہری صفائی ستھرائی بھی اپنے اوپر لازم کرلو ـــــ مسجد میں آتے وقت پاکیزہ لباس ہونا چاہیئے ـــــ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ مسجد میں آتے ہیں اور اُن کے سر پہ ٹوپی یا عمامہ شریف نہیں ہوتا ـــــ مسجد میں پہنچ کر یا تو ننگے سر نماز پڑھ لیتے ہیں ـــــ یا پھر ٹوپی کی تلاش میں نمازیوں کے آگے سے گذرتے جاتے ہیں ـــــ نمازی کو چاہیئے کہ بارگاہ خداوندی میں اس ادب سے پیش ہوں کہ اس کے سر پہ ٹوپی یا عمامہ ضرور ہو ـــــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"عمامہ اختیار کرو یہ فرشتوں کی علامت ہے۔"

ایک جمعہ کی نماز جو عمامہ کے ساتھ ادا کی جائے اس کا ستر گُنا زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے ـــــ سُنّت کی ادائیگی سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے ـــ

اس مقدس گھر میں سر پر عمامہ باندھ کر، انکساری اور ادب سے سر جھکا کے حاضر ہونا چاہیئے ـــــ حکم ہے کہ نماز کی جماعت اگر ہو رہی ہو تو مسجد میں دوڑنے سے احتراز کیا جائے یہ ادب کے خلاف ہے ـــــ بلکہ میانہ روی سے چلے اور جماعت میں شامل ہو جائے ـــــ مسجد میں ناپاک بدبودار اشیاء کو ساتھ نہ لائے ـــــ بلکہ نمازی کے لباس اور اس کے منہ سے بھی بدبو نہیں آتی چاہیئے۔

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ـ

مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَهِ وَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ (مشکوٰۃ ص۶۸)

"جو شخص اس درخت بدبودار سے کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے بے شک فرشتے اذیت پاتے ہیں جس سے انسان اذیت پاتے ہیں۔"

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ۔

فضائلِ مسجد

(حصّہ دوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۝

قابلِ صد احترام بزرگو، دوستو، عزیز ساتھیو! ـــ آپ حضرات کو بخوبی علم ہے ـــ کہ انسان کے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے ـــ کبھی دُکھ ہے تو کبھی سُکھ ـــ کبھی آسانی ہے تو کبھی پریشانی ـــ کبھی امیری ہے تو کبھی غریبی ـــ کبھی مال و زر ہے تو کبھی ناداری ـــ کبھی صحت و تندرستی ہے تو کبھی بیماری ـــ زندگی میں نشیب و فراز آتے جاتے رہتے ہیں ـــ یہ اونچ نیچ قانونِ فطرت ہے ـــ ہر رات کے بعد دن آتا ہے ـــ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں ـــ دوستوں کے ساتھ ساتھ کچھ دشمن بھی ہوتے ہیں ـــ اپنوں کے ہوتے ہوئے کچھ پرائے بھی ہوتے ہیں ـــ اقارب کے ساتھ کچھ اغیار بھی ہُوا کرتے ہیں ـــ خیر خواہوں کے ساتھ کچھ بدخواہ بھی ہُوا کرتے ہیں ـــ حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ـــ اللہ رب العزت جل و علاء کا ارشادِ گرامی ہے ۔

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (پ ۴ ع ۵)
"اور یہ دن ہیں کہ ہم ان لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں ۔"

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی ترجمانی یوں فرمائی ہے ـ

سدا نہ باغیں بُلبُل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپیو حُسن جوانی سدا نہ صُحبت یاراں

انسان کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے ـــ آپ حضرات کو یہ معلوم ہے جب بندے کے حالات میں تبدیلی آتی ہے ـــ تو دوستوں عزیزوں کے تعلقات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ـــ بالخصوص جب بندے پر کوئی مشکل وقت آجائے ـــ انسان کسی پریشانی میں مبتلاء ہو جائے تو اس وقت

بڑے بڑے گہرے اور جگری یار، قریبی رشتہ دار ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ـ

کتاب زندگی میں جب کبھی مشکل مقام آیا
نہ غیروں نے توجہ دی نہ اپنا ہی کوئی کام آیا

مشفق مہربان؟ جب مشکل وقت آتا ہے تو محبت کا دم بھرنے والے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں ـــ اور مصیبت میں مبتلا اپنے دوست کے لیئے اپنے تمام دروازے بند کر لیتے ہیں ـــ مگر قسم ہے ربِ ذوالجلال کی ایک ایسی ذات جس کا دروازہ ہر امیر و غریب کے لیئے ہر حال میں کھُلا رہتا ہے ـــ وہ ہمارے خالق و مالک اللہ رب العزت، رحیم و کریم کا دروازہ ہے ـــ وہ اپنے بندوں پر اتنا مشفق و مہربان ہے ـــ کہ اگر دنیا میں والدین پر اولاد کا کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو وہ اولاد کو عاق کر دیتے ہیں ـــ لاتعلقی کا اشتہار اخباروں میں چھپوا دیتے ہیں ـ

اِک گناہ میرا ماں پیو دیکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولیٰ دیکھے اوہ پردے پاون والا

سامعین محترم! ہمارے رحیم و کریم مولیٰ کا دروازہ ہمہ وقت اپنے بندوں کے لیے کھُلا رہتا ہے ـــ اس کی رحمت ـــ اس کا کرم ـــ اس کا فضل ہر دُکھی کے لیئے ہے ـــ اس کا دامانِ رحمت ہر ایک کے لیئے کھُلا ہے ـــ وہ ہر دُکھی کی فریاد سُنتا ہے ـــ ہر مصیبت زدہ کی فریاد سنتا ہے ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے ـــ ہر دُکھی کی دادرسی فرماتا ہے ـــ وہ ہر مقام پر اپنے بندے کے ساتھ ہے ـــ مگر ایک مقام ایسا ہے جسے ہم مسجد کہتے ہیں ـــ وہ اس کا گھر ہے ـــ جس کے متعلق اُس کا فرمان ہے :ـ

Scanned with CamScanner

اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ۔ "مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی ہیں"

ویسے تو ہر ایک چیز کا مالک، وخالق تو اللہ رب العالمین ہے ـــــ کائنات عالم کا ذرّہ ذرّہ، پتا پتا اس کی ملکیت میں ہے ہر چیز اس کی ہے ـــــ ہر شے کی یہی پکار ہے کہ اے اللہ میں تیری ہوں ـــ مگر وہ کتنا خوش بخت گھر ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے ـــ کہ تو میرا گھر ہے ـــ "ان المساجد للہ" مسجدیں تو اللہ کی ہیں ـــ یہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس گھر ہے ـــ جہاں سے دن میں پانچ مرتبہ یہ صدا بلند ہوتی ہے ـــــ حی علی الفلاح ـــــ آؤ فلاح کی طرف ـــــ آؤ کامیابی کی طرف ـــــ آؤ بہتری کی طرف ـــــ آؤ بھلائی کی طرف

اہل ایمان یہ سُنکر ـــــ یہ نوید خیر وفلاح سُن کر بارگاہ خداوندی میں پیش ہو جاتے ہیں اور اپنے خالق ومالک کے حضور سجدہ ریز ہو کر کیف وسُرور حاصل کرتے ہیں ـــ مسجدیں اہل اسلام کی بستی کا نشان ہیں ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہونے کی نسبت سے زمین کا یہ ٹکڑا مقدس ومعظم سمجھا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فرمانروا ـــــ بادشاہ شہنشاہ تاجور بھی اس گھر میں ننگے پاؤں سر جھکائے حاضر ہوتے ہیں ـــــ مسجد کی ہیبت و جلالت ہر مومن کے قلب میں جاگزیں ہے ـــــ یہی وہ اسلام کا قلعۂ عظیم ہے جہاں ہر دن میں پانچ مرتبہ روحانی اجتماع ہوتا ہے۔ ـــــ اور ہفتہ میں ایک بڑا اجتماع جمعۃ المبارک کے روز منعقد کیا جاتا ہے جس میں اہل اسلام کی دینی ودنیوی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں اور بزرگوں کے ساتھ ملنے کا موقع فراہم ہوتا ہے ـــــ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ـــــ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں ـــــ ہر ایک دوسرے کے اصلاحِ احوال کی فکر کرتا ہے ـــــ علماء کرام لوگوں کی فکری

اور عملی زندگی کی درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں ـــــ صوفیاء تزکیۂ نفس کی طرف توجہ دیتے ہیں ـــــ غریبوں میں محنت کرنے کی امنگ پیدا ہوتی ہے۔ ـــــ بے علم لوگوں کے دلوں میں علم کی تڑپ جلوہ گر ہوتی ہے ـــــ بے عملوں میں جذبۂ عمل بیدار ہوتا ہے ـــــ یہ قدرتی ہفتہ وار اجتماع لوگوں میں دینی و دنیوی فیوض وبرکات تقسیم کرتا ہے۔

مساوات مسجد میں فیوض وبرکات کی سب پر یکساں برسات ہوتی ہے ـــــ دنیا کی بیشتر اقوام نے بڑی بڑی کوششیں کیں کہ لوگوں میں مساوات پیدا کی جائے ـــــ مگر وہ ناکام رہیں ـــــ اسلام وہ مقدس دین ہے اور مسجد وہ دربار خداوندی ہے جس نے مساوات کی بات زبانی ہی نہیں کی بلکہ اس کا عملی نظارہ پیش کیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سامعین محترم! مساوات اسلامی کا حسین منظر مسجد میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جہاں ـــــ عربی وعجمی، کالا وگورا، بوڑھا وجوان، امیر وغریب اور بادشاہ وفقیر سب ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

آپ نے دیکھا ہوگا مسجد میں جو پہلے آئے اس کو آگے جگہ ملتی ہے جو بعد میں آئے اس کو پیچھے جگہ ملتی ہے ـــــ یہ نہیں کہ امراء کو پہلی صف میں بٹھایا جائے

Scanned with CamScanner

اور غربا کو پچھلی صف میں بٹھایا جائے ـــــ بلکہ بعض اوقات یوں ہوتا ہے غریب مسجد میں پہلے آیا اس کو پہلی صف میں جگہ ملی اور بادشاہ بعد میں آیا تو اس کو دوسری صف میں جگہ ملی ـــــ نماز شروع ہوئی تو پہلی صف میں غریب نے بارگاہِ خداوندی میں سجدہ کیا اور دوسری صف میں بادشاہ اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہوا ـــــ تو اب منظر دیکھئے جہاں غریب کے قدم ہیں پچھلی صف میں سجدہ ریز بادشاہ کا وہاں سر ہے ـ

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

نماز کی جب جماعت ہوتی ہے ـــــ تو آپ کا مشاہدہ ہے کہ سارے کے سارے نمازی ایک ہی صف میں ـــــ ایک ہی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں سب کی زبان پر ایک ہی کلمات جاری ہوتے ہیں ـــــ قیام کیا تو سب قیام میں ـــــ رکوع میں، سجود میں، قعدہ میں، جلسہ میں سب کی حالت ایک سب کے نماز ادا کرنے کا طریقہ ایک ـــــ غریب امیر کی نماز ایک ـــــ

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سامعین کرام! مسجد وہ عظیم مقام ہے ـــــ جو لوگوں میں مساوات اور یک جہتی پیدا کرتا ہے، ہم آہنگی پیدا کرتا ہے ـــــ ظاہری طہارت و نفاست کے ساتھ ساتھ دل کو بھی طہارت و پاکیزگی مہیا کرتا ہے۔ صفوں کی درستگی کے ساتھ ساتھ دلوں کی کجی، کدورت دور کرتا ہے۔ ـــــ لوگوں کے درمیان باہمی الفت و محبت پیدا کرتا ہے ـــــ مسجد اسلامی عدالت کا صدر دفتر ہے ـــــ دنیاوی بادشاہوں کے محلات ہوتے ہیں، جہاں ان کا تخت بچھا ہوتا ہے ـــــ مگر مسجد کے محراب میں بچھا ہوا مصلیٰ میرے

آقا و مولیٰ تاجدار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا پایۂ تخت ہے ـــــ جہاں پر کائنات عالم کے مقدر کا فیصلہ ہوا کرتا تھا ـــــ اسی لیۓ آج مسجد کی پیشانی پر لکھا ہے

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزارِ جنت ہے
چلے آؤ مسلمانو! یہی تختِ محمدؐ ہے

مسجد میرے کملی والے سرکار کا پایہ تخت ہے اور جہاں آپ کا تخت ہے ہمارے لیۓ جنت ہے ـــــ

جنّت کے باغات سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا (ترمذی ج ۱ مشکوٰۃ ص)

" جب تم جنّت کے باغات سے گذرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ "

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ فرمان رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ

" عرض کیا گیا جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا مسجدیں! "

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مسجدیں جنت کے باغات ہیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا اس میں کھانا پینا کیا چیز ہیں ـــــ تو آپ نے فرمایا

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہ

مشکوٰۃ ص

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزارِ جنت ہے
چلے آؤ مسلمانو! یہی تختِ محمدؐ ہے

جنّت کی مہمانی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ـ

مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ۔
(مسلم بخاری مشکوٰۃ ص۶۸)

"جو شخص صبح یا شام کو مسجد میں جائے گا جب کبھی صبح یا شام جائے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا۔"

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوگیا کہ مسجد میں آنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے مہمان ہیں ـــــ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مہمانوں کو جنّت کی مہمانی عطا فرمائے گا یعنی اُن کے لیۓ جنّت میں طرح طرح کے کھانے ہوں گے۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزارِ جنت ہے
چلے آؤ مسلمانوں یہی تختِ محمّد ہے

محبوب مقام

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا
(مشکوٰۃ ص۶۸)

"شہروں میں سے اللہ کو محبوب ان کی مساجد ہیں اور اللہ کے نزدیک ناپسند اس کے بازار ہیں۔"

آبادیوں، بستیوں میں عالی شان محلّات کوٹھیاں بنگلے مکانات ہوتے ہیں ان تمام مکانوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو مسجد کی جگہ محبوب ہے اور ناپسند بازار ہیں ـــــ اس لیۓ کہ بازاروں میں جھوٹ فریب دغا بازی دھوکا بازی لالچ حرص وطمع کا ارتکاب ہوتا ہے ـــــ جبکہ مساجد ان چیزوں سے پاک ہوتی ہے وہاں ذکر و فکر، تسبیح وتہلیل، عبادت و ریاضت ہوتی ہے۔

لیکن یہاں یہ بات سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ یہ حکم مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے

علاوہ شہروں کے لئے ہے ـــــ اس لئے کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں نے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے بوسے لیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت قرآن مجید میں بیان فرمائی "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ" اے محبوب مکرم مجھے قسم ہے اس شہر کی ـــــ محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس کی قسم اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ارشاد فرمائی۔

کھائی قرآن نے خاکِ گذر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

تو یاد رکھیۓ کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی مسجدیں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبوب ہیں اور اس کے گلی کوچے اور بازار بھی اس کو بہت پیارے ہیں اور ہم ان کا ادب کرتے ہیں۔

سب رستے مدینے دے سانوں جان توں پیارے نے
جیہڑا روضے دے ول جاندا اوہ بازار بڑا سوہنا!

یہ حکم ہم گناہ گاروں کی بستیوں کے متعلق ہے کہ ان کے بازار ہمارے خالق و مالک کو ناپسند ہیں اور ان کی مسجدیں اس کو پیاری ہیں ـــــ بہرحال مسجد پاکیزہ مقام ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی جگہ ہے۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزارِ جنت ہے
چلے آؤ مسلمانوں یہی تختِ محمّد ہے

سایہ رحمت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ـــــ سات اشخاص ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ ۔

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص ۶۸)

" عادل بادشاہ ۔۔۔ وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے ۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے جب وہ مسجد سے نکلے اور پھر جب وہ مسجد میں لوٹ آئے ۔ وہ دو شخص جو اللہ کے لئے محبت کریں مل کر بیٹھیں تو اللہ کی محبت پر اور اگر جدا ہوں تو اسی پر ۔ اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور آنکھیں پرنم رہیں اور وہ شخص جسے منصب والی حسین عورت بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ۔ اور وہ شخص جو چھپ کر اسطرح خیرات کرے کہ اسکے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو ۔"

مسجد کے ساتھ محبت کرنے والا روزِ محشر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سایۂ رحمت میں ہوگا۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے
چلے آؤ مسلمانوں یہی تختِ محمدؐ ہے

مسجد کی حاضری

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں متعدد بار اہلِ ایمان کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَأَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ (پ ۸ ع ۹)

" اور سیدھا کرو اپنے چہروں کو مسجد کے پاس اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ عبادت اسی کیلئے خالص ہے ۔

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو "

نماز کا فریضہ تو جہاں وقت ہو ادا کیا جا سکتا ہے مگر اس کا حقیقی لطف مسجد میں ہی آتا ہے ۔۔۔ مسجد میں سجدہ کرنے سے جو کیف و سرور حاصل ہوتا ہے ۔۔۔ وہ گھر یا کسی اور جگہ نہیں حاصل ہو سکتا ۔۔۔ اسلئے قرآن اور صاحبِ قرآن نے بار بار ہمیں مسجد میں حاضر ہو کر نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے ۔

سُنَنِ هُدٰی

سیّدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سُنَنِ ھُدٰی کی تعلیم فرمائی ۔۔۔ اور سُنَنِ ھُدٰی سے مراد یہ ہے کہ نماز مسجد میں ادا کی جائے ۔ وہ مسجد جہاں اذان پنجگانہ ہوتی ہے ۔۔۔ تم نے اگر اپنے گھر میں نماز پڑھی جیسے منافق اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو تحقیق تم نے اپنے نبیؐ کی سنت کو ترک کیا ۔

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ (مسلم ص ۲۳۲ ج ۱)

" اور اگر تم نے اپنے نبیؐ کی سُنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو گئے ۔"

چلے آؤ مسلمانوں یہی تختِ محمدؐ ہے ۔

ایک اور روایت میں نماز باجماعت کی اہمیت کو یوں اُجاگر کیا گیا ہے ۔

صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهِ فِي بَيْتِهِ وَسُوْقِهِ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا (بخاری، مشکوٰۃ ص ۶۸)

" مرد کی باجماعت نماز اس کی وہ نماز جو گھر بازار میں پڑھے اس سے پچیس (۲۵) گنا ثواب زیادہ ہے ۔"

عظمت بندگی — حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو اگر یہ علم ہو جائے کہ اذان کے پکارنے اور صف اوّل کی نماز میں کیا اجر وثواب ہے تو اگر وہ صف اوّل میں کھڑے نہ ہو سکیں تو قرعہ اندازی پر اترآئیں۔ (بخاری)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔

"جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات نماز میں گزاری۔" (مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

ہر قدم پر نیکی — سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا گھر مسجد سے دُور تھا ـــــ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا مکان فروخت کر کے مسجد نبوی شریف کے قریب رہائش اختیار کر لوں ـــــ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس ارادہ سے روک دیا اور فرمایا:۔

اِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً

"بے شک تمہارے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔" (مسلم ج ۱ ص ۲۳۵)

سامعین محترم مسجد کی طرف جتنے قدم چل کر جایا جائے اتنی ہی نیکیاں بارگاہ خداوندی سے عطا ہو جاتی ہیں۔

چلے آؤ مسلمانو یہی تخت محمد ہے

صحابی کا عمل — حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری

کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ـــــ کہ وہ مسجد سے دور رہائش پذیر تھے۔ اور وہ پابندی سے مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز باجماعت ادا کرتے ـــــ ایک روز ان سے کہا گیا ـــــ کاش! آپ سواری کے لئے ایک گدھا خرید لیتے اور آپ رات کے اندھیرے اور دن کی گرمی میں مسجد تک آنے میں سہولت ہو جاتی ـــــ تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ میں مسجد کی بغل میں ہوتا اور چلنے کی مشقت سے بچتا ـــــ بلکہ میری تو یہ خواہش ہے کہ آنے جانے میں جو قدم اُٹھیں گے اُن تمام کے نشانات میرے اعمال نامے میں لکھے جائیں گے ـ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا ـــــ کہ میرے انصاری صحابی تمہیں آنے اور جانے دونوں کا ثواب اللہ کی بارگاہ سے عطا کیا جائیگا۔

(مسلم ج ۱ ص ۲۳۵)

قدموں کے نشان — ایک اور حدیث میں مسجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کی عظمت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کے گرد ونواح میں کچھ جگہ خالی تھی ـــــ اور قبیلہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ ہم مسجد کے قریب رہائش کر لیں ـــــ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادوں کا علم ہوا ـــــ تو آپ نے فرمایا ـــــ کیا تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو ـــــ تو انہوں نے عرض کیا ـــــ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا یہی ارادہ ہے ـــــ تو آپ نے فرمایا:۔

يَا بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ

"اے بنی سلمہ تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔" (مسلم ج ۱ ص ۲۳۵ مشکوٰۃ ص ۶۸)

یعنی تم مسجد کے قریب رہائش نہ اختیار کرو بلکہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو ــــ ــــ تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں ــــ تم جتنے قدم چل کر مسجد میں آؤ گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے ۔

خوشخبری سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؛ ۔

بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مشکوٰۃ ص ۶۹)

" اندھیروں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو نور کامل کی خوشخبری دے دو بروز محشر کے لئے ۔ "

کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں رات کے اندھیروں میں اللہ کے گھروں کی حاضری نصیب ہوتی ہے ــــ اور پھر انہیں روز محشر میں مالک کی بارگاہ سے نور کامل عطا کیا جائے گا ــــ یہی وجہ تھی کہ اہل اللہ ہر حال میں کوشش فرماتے تھے کہ مسجد کی حاضری سے محروم نہ ہوں ــــ

آنکھیں روشن روایت میں ہے کہ ایک نابینا مسلمان نماز کی ادائیگی کے لئے پابندی سے مسجد میں جاتا اور نماز باجماعت ادا کیا کرتا تھا ۔ بینائی کے نہ ہونے کی وجہ سے راستہ میں گر جاتا اور لباس خراب ہو جاتا ، جسم زخمی ہو جاتا ۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے گھر والے ناراضگی کا اظہار کرتے ــــ ایک روز رات کے وقت مسجد سے واپس گھر پہنچا تو اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جسم زخمی ــــ اس کی بیوی نے اسے دیکھ کر خوب ڈانٹا ــــ نابینا روتا ہوا سویا اور عرض کیا کہ اے اللہ اگر میری آنکھیں ہوتیں تو روزانہ میرے گھر میں لڑائی نہ ہوتی ــــ چنانچہ وہ سو گیا ، جب وہ صبح کو بیدار ہوا تو اس کی آنکھیں روشن تھیں ۔

محترم سامعین ! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم میں سے کئی دوست بزرگ ، تندرست و توانا اور بینا ہونے کے باوجود مسجد کی حاضری سے محروم رہتے ہیں اور نماز باجماعت ادا نہیں کرتے ۔ حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اٹھا کر دیکھیں کہ آپ جب بیماری کی شدت کی وجہ سے نڈھال ہو گئے ، کمزوری اور ضعف کا عالم تھا غشی پر غشی طاری ہو رہی تھی ۔ مگر جس وقت ذرا افاقہ محسوس فرمایا تو یہی فرماتے تھے کہ کیا جماعت ہو گئی ؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ابھی جماعت نہیں ہوئی ۔ یہ سنکر جماعت کی نماز کے لیے اٹھنا چاہتے تھے کہ پھر بے ہوشی طاری ہو گئی ، یوں ہی چار مرتبہ ہوا ۔ تب آپ نے جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرائی کہ آپ امامت کریں ۔

(بخاری شریف)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی پابندی کا حکم صرف زبانی ہی نہیں دیا بلکہ اس کا عملی نمونہ پیش فرمایا ــــ اور اس کی تاکید فرمائی ۔

حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نابینا آدمی ہوں ــــ میرا گھر مسجد سے دور ہے ۔ مجھے مسجد میں پہنچانے والا بھی کوئی نہیں ــــ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں نماز گھر پر ہی ادا کر لیا کروں ــــ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! ــ کیا تم اذان سنتے ہو ؟ عرض کیا ــ سنتا ہوں ــــ فرمایا پھر تمہیں اجازت کیسے دی جا سکتی ہے کہ تم نماز گھر پر پڑھو ــــ اگر اذان کی آواز تمہارے کانوں میں پڑتی ہے تو تم نماز مسجد میں ہی ادا کیا کرو ۔

سامعین محترم ! یہ تھی اہمیت نماز باجماعت کی ــــ آج اگر ہمیں ذرا سی تکلیف ہو جائے تو ہم دنیاوی کاروبار کرنے کے لئے دوسرے شہروں تک

Scanned with CamScanner

کا سفر کر لیتے ہیں مگر مسجد میں نہیں جاتے ـــــ ذرا سر میں درد ہو گیا ـــ معمولی بخار آ گیا تو نماز چھوڑ دیتے ہیں ـــ صحابہ کرام نمازوں کو باجماعت ادا کیا کرتے تھے اور لوگوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے ـــ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ ان کی شہادت محراب مسجد میں واقع ہوئی ۔

سامعین محترم ! اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز باجماعت ادا کرنا بہت ضروری ہے ـــ مسجد میں داخل ہوتے ہی بندے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے ـــ اسلئے حکم ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے :ـ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا مانگی جائے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ ۔ نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا حقدار قرار پاتا ہے اور فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد جب یہاں سے جاتا ہے تو اس وقت بھی اللہ رب العالمین کی رحمت، اس کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہر مسلمان کو مسجد کی حاضری اور نماز باجماعت ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو ۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ۔

برکاتِ جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ۔ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۔

قابلِ صد احترام بزرگو دوستو عزیز ساتھیو!

جمعۃ المبارک کے اس مقدس اجتماع میں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کے اٹھائیسویں پارہ کی دو آیاتِ بینات کو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے ، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ	اے ایمان والو! جب نماز کی آذان ہو جمعہ کے دن

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (پ۲۸ ع ۱۲)

تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔"

ان دو آیاتِ بیّنات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے خطاب فرمایا ہے کہ اے میرے محبوبِ مکرّم کا کلمہ پڑھنے والو ___ جب جمعہ کے دن اللہ کے گھر سے اذان کی صدا بلند ہو ___ مسجد میں سے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا بلاوا تمہیں پہنچے ___ تمہیں دعوتِ نماز دے دی جائے ___ تو فوراً اپنے کاروبار کو بند کردو ___ تمام مشاغل کو ترک کردو ___ اپنی ذاتی دنیاوی مصروفیات کو چھوڑ دو ___ اور اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین کے حضور حاضر ہو جاؤ ___ اسمیں تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی ہے ___ اپنے مالک و مولیٰ کی فرمانبرداری، تابعداری میں تمہارا ہی فائدہ ہے ___ اور جب نمازِ جمعہ کو ادا کرلو تو زمین میں پھیل جاؤ ___ اس کا فضل تلاش کرو ___ یعنی اذانِ جمعہ سے لیکر ادائیگی نماز تک کاروبار کرنے کی ممانعت تھی ___ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے اجازت ہو گئی۔ کہ اب چاہے تو کاروبار کرو اور نیک روزی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو ___ اور فرمایا ہر وقت اپنے پروردگار کی یاد کو، اس کے ذکر کو اپنا وردِ زبان بنالو ___ یہ امید کرتے ہوئے کہ تم فلاح پاؤ، اس لئے کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے۔

کرتے ہوئے کہ تم فلاح پاؤ، اسلئے کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (پ۱۳ ع ۱۰)

" آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے۔"

مومن کو جمعہ کے مقدس روز ذکرِ الٰہی کرنے کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ سامعینِ محترم! اسلام ایک عظیم مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو باہمی محبت الفت و پیار، اتحاد و یگانگت کا درس دیا ___ کلمہ پڑھنے والے عاقل و بالغ مرد کے لئے ضروری ہے ___ کہ وہ نمازِ پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرے تاکہ اسے اپنے مسلمان بھائیوں کے حالات سے آگاہی رہے اور وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوسکیں اور پھر ہفتہ میں ایک دن بڑے اجتماع کے لئے مقرر کیا گیا ___ جس میں مسلمان ایک جگہ اجتماعی طور پر جمع ہوں ___ بلکہ اللہ کے حضور حاضر ہوں ___ ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کا عملی مظاہرہ کریں جس سے اسلام اور اہلِ اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہو سکے ___ مسلمان اپنے راہنما، عالمِ دین سے اپنے دینی و دنیاوی امور کی ادائیگی کی راہنمائی حاصل کرسکیں ___ جمعہ کی نماز تنہا نہیں پڑھی جاسکتی ___ یہ بالغ و عاقل مسلمان مرد پر فرض عین قرار پائی ہے ___ اسکا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

سامعینِ محترم!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء و مرسلین کا تاجدار بنایا ہے ___ آپ کے مسکن شہر مکہ معظمہ کو تمام شہروں میں فضیلت بخشی ___ رمضان المبارک نے تمام مہینوں میں

Scanned with CamScanner

عظمت پائی ـــــ لیلۃ القدر کی رات تمام راتوں میں افضل قرار پائی ہے ـــ قرآن کو تمام کُتب آسمانی میں فضیلت و بزرگی حاصل ہے ـــــ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سیّد الانام بنایا گیا ـــــ اور جمعۃ المبارک کو سیّد الایّام بنایا گیا ـــــ

سیّد الایّام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ ۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۵۰)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں میں افضل جمعۃ المبارک ہے۔"

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُخْرِجَ مِنْھَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ ۔ (مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹)

"بہتر دن جس پر سورج طلوع کرتا ہے جمعہ کا دن ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی میں جنت سے بھیجے گئے، اسی میں ہی قیامت قائم ہوگی۔"

سامعینِ محترم! جمعۃ المبارک کا وہ مقدس دن ہے جسے تمام ایام میں فضیلت بخشی گئی ـــــ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ـــــ اسی دن آدم علیہ السلام کو تاجِ خلافت پہنایا گیا ـــــ اور انہیں تمام ملائکہ کرام سے سجدہ کرایا گیا ـــــ اسی دن آدم علیہ السلام کے لئے جنّت کا دروازہ کھولا گیا اور اُسے ان کا مسکن قرار دیا گیا ـــــ اسی دن وہ جنت سے باہر اس دنیا میں تشریف لائے۔

اسی دن وہ دارِ آخرت کی طرف روانہ ہوئے اور یہی وہ عظیم دن ہے جس میں قیامت قائم کی جائے گی ـــــ مخلوقِ خدا کے عظیم اجتماع کا دن، حساب و کتاب کا دن ـــــ بُروں کو اُن کی برائی کی سزا ملنے کا دن ـــــ نیکوں کو اُن کی حسنات کے بدلے اعزاز و اکرام عطا کئے جانے کا دن ہے۔

ساعتِ قبولیت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ فِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّھُوَ یُصَلِّیْ یَسْئَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹)

"در تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے، جو بندہ مسلمان اس وقت نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے جو کچھ مانگے تو اللہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جُمعہ کے دن ایک ایسی قبولیت والی ساعت آتی ہے اس میں بندۂ مومن، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں خیر اور نیکی کی کوئی چیز طلب کرے تو اللہ اس کو فوراً عطا فرما دیتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ساعتِ قبولیّت کس وقت آتی ہے تو اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ جب امام منبر پر بیٹھتا ہے اس وقت سے لے کر نماز کے مکمل ہونے تک کے درمیان کے وقت میں کوئی گھڑی ہوتی ہے۔ جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو نیک دُعا مانگتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ شرفِ قبولیّت سے نوازتے ہیں۔

دوسری روایت کے مطابق وہ جمعہ کے دن عصر سے لیکر مغرب کے درمیان کوئی ساعت ہے۔ بہرحال خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ ساعت مل جاتی ہے

Scanned with CamScanner

اعجازِ جمعہ

ابو یعلیٰ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن رات میں ہر گھنٹے میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ دوزخی جن پر جہنم واجب ہو چکا ہوتا ہے دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۰۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچا لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روز جمعہ کو غسل کرے اور جس قدر ہو سکے پاکیزگی حاصل کرے اور جو تیل اور خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ استعمال کرے پھر وہ گھر سے نماز کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچکر یہ احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہیں، ان کے درمیان بیٹھے پھر نماز (یعنی سنن نوافل کی اس کے لئے مقدر ہوں) پڑھے — پھر امام خطبہ دے تو توجہ اور غور سے خاموشی کے ساتھ سنے۔

غُفِرَلَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی۔

"تو اس کے جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان ہونے والے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۲۳)

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور ستھرے کپڑے جو اسے میسر تھے پہنے اور جو خوشبو اس کے پاس تھی لگائی، پھر وہ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا، اور یہ احتیاط کی اور مسجد میں موجود نمازیوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا نہ گیا (پھر سنن نوافل کی) جتنی اللہ تعالےٰ نے توفیق دی وہ پڑھیں پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آیا — تو اس کو خاموشی

سے سنا، حتیٰ کہ نماز پڑھ کر فارغ ہو گیا۔

کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا بَیْنَہَا وَبَیْنَ جُمُعَۃِ الَّتِیْ قَبْلَہَا (مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

"(تو اس کی یہ نماز) اس جمعہ سے پہلے جمعہ کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جمعہ کے روز غسل کرے اور اوّل وقت میں آئے اور پیدل آئے اور امام کے قریب بیٹھے — خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے۔

کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِہَا وَقِیَامِہَا (مشکوٰۃ ص ۱۲۳)

"اس کے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے عمل ایک سال کے روزے اور راتوں کے قیام کا اسکے لئے اجر ہے۔"

جمعہ پڑھنے والے کے پورے ہفتے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں - اور جو اوّل وقت آئے تو اس کا ہر قدم جو مسجد کی جانب اٹھا سال بھر کی عبادت کا ثواب ہے۔ ایک قدم پر سال بھر کے روزے، راتوں کا قیام کا ثواب اسے عطا کیا جاتا ہے۔ غور کیجئے کہ جمعہ اپنے اندر کتنی نعمتیں سمیٹے ہوئے اور اس کے ادا کرنے سے مالک عظیم انعام واکرام سے نوازتا ہے — اس لئے ہمیں چاہیئے کہ جمعہ کے روز اوّل وقت مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

فرشتوں کی آمد

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے — کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے لشکروں کو لے کر بازاروں میں آجاتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کی ضروریات اور کاروبار میں پھنسا کر جمعہ سے روکتے ہیں — اور فرشتے صبح سویرے مسجد کے دروازے پر آ بیٹھتے ہیں۔

فَیَکْتُبُوْنَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَۃٍ

"اور لکھتے ہیں کہ پہلی ساعت میں

وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ۔ (ابوداؤد ص۱۵)

کون آیا اور کون سا آدمی دوسری ساعت میں آیا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ (مسلم و بخاری ص۱۲۷)

"جب جمعہ ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پہلے آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں اور اوّل وقت والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ کی قربانی دی پھر اسکے بعد آنے والے کی مثال ایسی جیسا اس نے گائے کی قربانی دی پھر اس کے بعد مینڈھے کی قربانی اسکے بعد مرغی اور اسکے بعد انڈا۔ جب امام آگئے تو فرشتے اپنے دفتر سمیٹ لیتے ہیں اور ذکر یعنی خطبہ سنتے ہیں۔"

سامعینِ محترم! دنیاوی معاملات میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہ کام کیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو ـــ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے زیادہ آمدن ہو، مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ دین کے معاملہ میں ہماری سوچ، ہماری فکر بالکل اس سے مختلف ہے ـــ ہم اپنی آخرت کے متعلق یہ نہیں کوشش کرتے کہ کوئی ایسی نیکی کی جائے جس سے آخرت کی پونجی زیادہ سے زیادہ جمع ہو سکے۔ آپ اگر کسی ایسے شخص سے کہیں جو صرف فجر کی ایک ہی نماز پڑھتا ہو ـــ بھائی تم صرف ایک ہی نماز پڑھتے ہو ـــ نمازیں تو پانچ فرض ہیں ـــ تو وہ بڑی سادگی سے جواب

دیتا ہے ـــ یہ بھی میرے لیے غنیمت ہے۔ ورنہ کئی لوگ ایسے ہیں جو ایک نماز بھی ادا نہیں کرتے ـــ اسی طرح آپ مشاہدہ کریں کہ جمعہ کے روز اکثر لوگ مسجد میں اس وقت آتے ہیں جب خطیب خطبہ پڑھ رہا ہوتا ہے ـــ اور جماعت تیار ہوتی ہے ان سے کہا جائے جناب! آپ بہت تاخیر سے جمعہ کے لئے آتے ہیں ـــ تو جواب میں کہتے ہیں۔ حضرت وہ لوگ بھی تو ہیں جو سرے سے جمعہ ہی نہیں پڑھتے ہیں تو ان سے بہتر ہوں ـــ

سامعینِ محترم! اوّل وقت آنے والے کے لئے اتنا ثواب ہے جیسے اس نے اونٹ کی قربانی کی، اس کے بعد میں آنے والے کو گائے کی قربانی کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد آنے والے کو دُنبے کی قربانی کا ثواب پھر مرغی اور اس کے بعد آنے والے کو انڈے کو راہِ خدا میں پیش کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے ـــ ہم میں سے اکثر لوگ ہیں جو انڈے کے ثواب عطا ہونے کا وقت ہے اس سے بھی بعد میں آتے ہیں اللہ تعالےٰ ہدایت نصیب فرمائے ـــ

سامعینِ محترم! روزِ جمعہ میں اوّل وقت مسجد میں آنے والا بارگاہ خداوندی سے رفعتیں عظمتیں حاصل کر لیتا ہے ـــ اللہ ربّ العزت جل و علا کا فرمان ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو ـــ وَذَرُوا الْبَیْعَ ـــ خرید و فروخت بند کر دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اسی میں دین و دُنیا کی بھلائی ہے ـــ مگر کچھ ناعاقبت اندیش لوگ فرمانِ خداوندی کی پرواہ نہیں کرتے اور اذانِ جمعہ ہو جانے کے باوجود اللہ تعالےٰ کے گھر کی طرف نہیں چلتے ـــ بلکہ اپنے دنیاوی مشاغل میں مشغول رہتے ہیں اور اپنے ذاتی کام کاج اسی روز کرتے ہیں کہ جمعہ چھٹی کا دن ہے ـــ اکثر لوگ اپنی شادی کی تقریبات کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر کرتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ جمعۃ المبارک کا روز ایک متبرک دن ہے ـــ اسمیں نکاح

مسنونہ بہت سی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے ــــ مگر یہ تو درست نہیں کہ ادھر جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہے، ادھر برات جا رہی ہے ــ ڈھول بج رہا ہے بینڈ بلے بجائے جا رہے ہیں ــ بھنگڑا ڈالا جا رہا ہے ــــ نہ مسجد کا احترام نہ جمعہ کا اکرام بلکہ عموماً جمعہ کے روز شادی کی تقریب رچانے والے اور اس میں شامل ہونیوالے نماز جمعہ کی ادائیگی سے بھی محروم رہ جاتے ہیں ــــ اسی طرح کچھ لوگ جمعہ کے روز جمعہ بازار لگاتے ہیں ــ جہاں وہ خود بھی جمعہ نہیں پڑھتے وہاں ان سے سودا سلف کی خریداری کرنے والوں کی اکثریت جمعۃ المبارک کی برکات سے محروم رہ جاتی ہے ــ کچھ لوگ اپنے گلی کوچوں کے چوک میں مل بیٹھتے ہیں اور تاش کی بازی لگاتے ہیں، شطرنج کھیلتے ہیں اور ہمارا نوجوان طبقہ بھی ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ کھیلنے کے لئے جمعہ کا دن ہی مقرر کرتا ہے۔

مُہر لگ جاتی ہے سامعین محترم زندگی بہت مختصر ہے ــ اسے یادِ خدا، اطاعتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کرنا چاہیئے ــ جمعہ تو اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے، اس کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیئے ــ ورگرنہ یاد رکھو ــ سیدنا عبداللہ ابن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو،

يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

"اپنے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرما رہے تھے کہ تحقیق لوگ جمعہ چھوڑنے سے رک جائیں یا اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دے اور وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے۔"

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی نہیں

کرتے وہ اس برائی سے باز آجائیں ورگرنہ ان کے دلوں پر غفلت کی مہر لگ جائے گی اور ہدایت و نصیحت ان پر کوئی اثر نہ کرے گی اور وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے ــــ ایک روایت اور ہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

"جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے کی نمازیں چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔"

وعید سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

"تحقیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ میں شامل نہیں ہوتے۔ تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ ایک شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں جمعہ میں شمولیت نہ کرنے والوں کے مکانات جلا ڈالوں۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

"جس نے بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کیا ــــ وہ منافق لکھا گیا ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جائے گی اور نہ تبدیل ہوگی۔"

Scanned with CamScanner

سامعینِ محترم! جمعہ کو بلا عذر ترک کرنے والے دل پر مُہر لگا دی جاتی ہے۔ اس لیئے ہمیں جمعہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ اوّل وقت میں تیار ہو کر خانۂ خُدا میں حاضر ہو کر یادِ خدا اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً

(جذب القلوب ص ۲۵۷)

"جس نے جمعہ کے روز مجھ پر اسّی مرتبہ درود پڑھا اس کے اسّی سال کے گناہ بخشے جاتے ہیں"

سیّدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃً جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَعَہٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِّمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلَائِقِ کُلِّھِمْ لَوَسِعَھُمْ

(دلائل الخیرات ص ۱۲)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے روز مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا۔ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اگر وہ نور ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لیئے کافی ہو۔"

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰہُ بِذٰلِکَ مَلَکًا یُدْخِلُہٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا تُدْخَلُ عَلَیْکُمُ الْھَدَایَا یُخْبِرُنِیْ بِمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاِسْمِہٖ وَنَسَبِہٖ اِلٰی عَشِیْرَتِہٖ فَاُثْبِتُہٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَۃٍ بَیْضَآءَ۔ (سعادت دارین ص ۶۰)

جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکی (۱۰۰) سو حاجات پوری فرمائے گا۔ (۷۰) ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس (۳۰) حاجات دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس درود شریف کو لے کر میری قبر میں حاضر ہوتا ہے جس طرح تمہارے پاس تحفے آتے ہیں وہ فرشتہ مجھے اسکی خبر دیتا ہے، اسکے نام اور نسب اور قبیلے کی جس نے مجھ پر درود بھیجا ہو، تو مَیں اس درود کو سفید صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔"

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو۔ تحقیق وہ مشہود ہے جس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو۔ صحابی فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا موت کے بعد بھی، فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ تو اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔"

سامعین محترم ! یوں تو درود شریف جب بھی پڑھا جائے اس کے پڑھنے والے کو بارگاہِ خداوندی اور دربارِ مصطفوی سے نوازا جاتا ہے ، اِسے دین و دنیا کی بھلائیاں عطا کی جاتی ہیں ۔ مگر بالخصوص جمعۃ المبارک کے دِن درود شریف پڑھنے والے پر خصوصی عنایات کا دروازہ کھولا جاتا ہے ـــــ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیئے یوم جمعہ کو درود شریف کثرت سے پڑھنے کا حکم فرمایا ـــــ تاکہ آپ کے اُمتی بارگاہِ خداوندی سے زیادہ سے زیادہ برکات و حسنات حاصل کر سکیں ـــــ آپ نے فرمایا روز جمعہ یومِ مشہود ہے یعنی اسی روز فرشتے آسمان سے خصوصی طور پر زمین پر آتے ہیں ـــــ اور جو خوش بخت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کے درُود کا تحفہ دربارِ مصطفوی میں پہنچاتے ہیں ـــ

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابہ سے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود شریف کی کثرت کیا کرو ـــــ تو سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہٗ جو کہ اس حدیث شریف کے راوی ہیں ـــــ انہوں نے عرض کیا ؟ - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کی وفات کے بعد بھی آپ پر جمعہ کے روز ہمارا درود پڑھنا پیش ہوگا ـــــ تو سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ اے میرے صحابی ! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو زمین کے لئے کھانا حرام کر دیا ہے ـــــ ان کے اجسامِ اطہار کو مٹی نہیں کھاتی ـــــ فنبی اللہ حی یرزق ـــــ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے بارگاہِ خداوندی سے رزق عطا ہوتا ہے ـــــ تو جب ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے ـــــ تو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بدرجۂ اتم زندہ و جاوید ہیں ۔ اسی لئے تو سرکار اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی عرض کرتے ہیں ـــــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

ع۔ تُو زندہ ہے واللہ تُو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھُپ جانے والے

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے سوال پر مسئلہ واضح فرمادیا جِس طرح تمہارا درُود پڑھنا میری حیات میں پیش کیا جاتا ہے ـــــ اسی طرح قیامت تک قبر میں بھی درود شریف پیش کیا جاتا رہے گا ۔

سامعینِ محترم ! جمعۃ المبارک کی عظمت پوچھنا ہے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھو ، جنہیں اس مقدس یوم میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سُننے اور آپ کے جمالِ جہاں آرا سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل ہوتی تھی ـــــ آپ کے خطاب دلپذیر سے مسجدِ نبوی کے در و دیوار وجد میں آجایا کرتے تھے ، ـــ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی میٹھی میٹھی آواز اور پر کیف باتوں سے سرُور پاتے تھے ـــ کئی آنکھیں خشیت الٰہیہ اور محبتِ رسول میں پُرنم ہو جایا کرتی تھیں ـــ بے چین دل سکون پاتے ـــــ آج بھی جمعہ اسی یاد کو تازہ کرتا ہے ـــ آیئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کو اپناتے ہوئے جمعہ کے روز اذان سنتے ہی مسجدوں میں حاضر ہونے کی کوشش کریں ـــ خطبۂ جمعہ کے ساتھ ساتھ غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کریں ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ع۔ اُٹھ جاگ فریدا سُتیا توں وی میلہ ویکھن جا
مت کوئی بخشیا مل جاوے تے توں وی بخشیا جا

جمعہ اہلِ ایمان کے اجتماع کا دن ہے ـــ جمعہ مومن کے لئے عید ہے ـــــ جمعہ نفاست و طہارت حاصل کرنے کا دن ہے ـــ جمعہ گناہوں سے معافی حاصل کرنے کا دن ہے ـــ جمعہ گناہ گاروں کی بخشش کا دن ہے ـــ جمعہ عزت و عظمت حاصل کرنے کا دن ہے ـــ جمعہ روز محشر کی یاد دہانی کا دن ہے ـــ جمعہ اپنے خالق و مالک

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات سننے کا دن ہے ۔۔۔ مسجد میں ، مقبولیت کی ساعت جلوہ گر ہوتی ہے ۔۔۔ آؤ مل کر اپنے مولیٰ کے حضور اس کے در پر بیٹھیں اس کا فضل طلب کریں ۔۔۔ اس کی رحمت کی بھیک مانگیں ۔۔۔ اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کر کے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں ۔۔۔ دُنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیں ۔

یا الٰہی فضل فرما مُصطفٰے کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجو خُدا کے واسطے

اللہ تبارک و تعالےٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بوسیلہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم روزِ جمعہ کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین

و ما علینا الا البلاغ المبین ۔

عظمتِ اولیاء کرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا
او نشیند در حضور اولیاء
پیرِ کامل صورتِ ظلِ الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ (مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

قابلِ صد احترام بزرگو، دوستو اور عزیز ساتھیو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کے بائیسویں پارہ کے سولھویں رکوع کی ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ ۲۲ رکوع ۱۶) فاطر — "اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے علماء کرام کی عظمت بیان فرمائی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس سے ڈرنے والے وہی لوگ ہیں جو اہلِ علم ہیں۔ یہی وہ مقدس جماعت ہے، جن کے دلوں میں خوفِ الٰہی جلوہ گر ہے، یہی وہ معزز لوگ جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فضیلت و بزرگی، عظمت و برتری سے نوازا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے :۔

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ ۲۸ ع ۲) — "جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا۔"

احادیث مبارکہ میں کئی مقامات پر علماء کرام کی عظمت و شان بیان کی گئی ہے اور حضورِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :۔

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ — "علماء انبیاء کے (علم کے) وارث ہیں۔"

عالم کون ہے؟

سامعین محترم! قرآن حکیم اور حدیثِ مبارکہ میں علماء کرام کی بڑی عظمت بیان فرمائی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ عالم کون ہے ـــ کچھ لوگوں کا خیال ہے عالمِ دین وہ ہے جسے فارسی، عربی زبان پر عبور حاصل ہو۔ اگر فارسی زبان جاننے والا عالم دین ہے تو ایران کا بچہ بچہ فارسی بولتا ہے سمجھتا ہے ـ تو اس اصول سے وہ سب

عالم ہو گئے ـــ اگر صرف عربی جاننے والا تو ـــ عرب ممالک میں رہنے والے تمام لوگ عربی بولتے ہیں، سمجھتے ہیں ـــ تو وہ سب عالم ہو گئے! یاد رکھو صرف عربی فارسی زبان جان لینے سے کوئی عالم نہیں بن سکتا ـــ عالم وہ ہے جسے اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل ہو جائے ـــ اور دین کا علم ایک معاون کی حیثیت رکھتا ہے ـــ کہ اس کے ذریعہ سے مالک الملک کی پہچان ہوتی ہے ـــ بندے کو اچھے اور بُرے راستوں کی تمیز ہو جاتی ہے ـــ عقائد و اعمال درست ہو جاتے ہیں ـــ تو اگر اُسے کتنا ہی علوم دینیہ پر عبور حاصل ہو جائے مگر مالک اللہ رب العالمین کی معرفت حاصل نہیں تو وہ ہرگز عالم نہیں ہے ـــ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :ـــ

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہُو
اِک حرف عشق پڑھن نہ جانن بھُلے پھرن بچارے ہُو
اِک نگاہ جے عاشق ویکھے لکھ ہزاراں تارے ہُو
لکھ ہزار جے عالم ویکھے کِسے نہ کدھی چاہڑے ہُو
عشق عقل وِچ منزل بھاری سیّاں کوہاں دے پاڑے ہُو
جنہاں عِشق خرید نہ کیتا باہو اوہ دوہیں جہانیں مارے ہُو

ظاہری علوم کی ہزاروں کُتب و رسائِل پڑھ لینا، ان علوم پر حاوی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ـــ اصل علم تو یہ ہے کہ بندے کو ذاتِ باری تعالیٰ کا علم حاصل ہو اگر تمام علم حاصل ہو گئے اور معرفت خداوندی حاصل نہ ہوئی تو عمر ضائع ہو گئی۔ عالم تو وہ ہے جسے معرفت حاصل ہو گی ـــ اور بندے کو اپنے خالق و مالک کی جتنی زیادہ معرفت حاصل ہو گی، اتنا ہی زیادہ اس کے دل میں خوفِ خداوندی بڑھتا

جائے گا۔ خوفِ خداوندی کی بدولت اطاعت گزاری کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اور اطاعت سے محبت ملے گی اور محبت سے اللہ رب العالمین جل وعلاء کی قربت نصیب ہوگی۔ اور پھر بندہ اولیاء اللہ کے زُمرے میں آجائے گا۔ اور اُسے بارگاہِ خداوندی سے یہ شان نصیب ہوگی۔

عظمتِ اولیاءِ کرام ! قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العالمین جل وعلاء کا ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ ۱۱ ع ۱۲) "خبردار جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ اُن پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اولیاءِ کرام کی شان بیان فرمائی اور اُن کی عظمت بیان کرنے سے پہلے لفظ "الا" استعمال فرمایا جو کہ حرفِ تنبیہ ہے جس کے معنی ہیں خبردار۔

سامعین محترم ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا تو ارشاد ہوتا ہے:۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ "اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

(پ ۱ ع ۵)

روزے کی فرضیت کا حکم فرمایا تو ارشاد ہُوا:۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ "تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پائے اُسے چاہیئے کہ وہ اسکے روزے رکھے"

حج کی فرضیت کا تذکرہ قرآن حکیم میں اس طرح درج ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔ (پ ۴ ع ۱۶) "اور اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک چل سکتے ہیں۔"

سامعین محترم ! ان آیات پر غور کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کا تذکرہ کیا مگر کہیں لفظ "الا" استعمال نہیں ہُوا، یہ نہیں فرمایا ـــ اَلَا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ـــ اَلَا اٰتُوا الزَّكٰوةَ

مگر جب باری آئی اللہ والوں کے ذکر کی تو فرمایا:۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ـ یہاں لفظ "الا" استعمال کیا گیا ـــ اسلیئے کہ اس علام الغیوب ذات کو علم تھا ـــ کہ میری مخلوق میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے ـــ

جو نماز کی فرضیت وفضیلت کا اقرار کریں گے مگر نمازی کی عظمت کو تسلیم نہیں کریں گے ـــ زکوٰۃ کی برکات مانیں گے مگر سخی کے درجات کو تسلیم نہیں کریں گے، حج کی عظمتوں کو تو سمجھیں گے مگر حاجی کی رفعتوں کا انکار کریں گے ـــ اور روزہ کے فیوض وبرکات کے قائل تو ہوں گے، مگر روزہ دار کی قدر ومنزلت نہیں تسلیم کریں گے ـــ اللہ تبارک وتعالےٰ کو اپنا خالق و مالک تو تسلیم کریں گے، مگر اللہ والوں کا انکار کردیں گے۔ اسلیئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے ولیوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا خبردار دیکھنا کہیں انکار نہ کر بیٹھنا۔

میرے جو اولیاء ہیں وہ شان والے ہیں ـــ رفعت والے ہیں ـــ عظمت والے ہیں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ خبردار جو اللہ کے ولی ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم ـــ خوف اور حزن یہ دو کیفیتیں سمجھانے کے لئے عرض

کرتا ہوں کہ اس میں کیا فرق ہے ـــــ اگر کسی کے پاس مال و دولت ہو، سیم و زر ہو ہو تو اس امیر کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہ کہیں میرے مال کو چور نہ لے جائے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا مالدار لوگ ہمہ وقت اپنے مال کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں ـــــ سونا چاندی اور نقدی کو سیف الماریوں میں، صندوقوں میں رکھکر تالہ لگاتے ہیں پھر جب رات کو سونے کا وقت ہوتا ہے تو کمرے کو بند کرنے کے بعد گلی کے دروازے کو بھی اندر سے تالہ لگاتے ہیں پھر تالے کی چابی کو بھی چھپانے کی کوشش کرتے ہیں کہ چابی کو بھی ایسی جگہ رکھا جائے جہاں خدا نہ کرے اگر چور آجائے تو اس کو پتہ نہ چل سکے ۔ اتنے حفاظتی انتظامات کرنے کے باوجود پھر بھی خوف رہتا ہے ـــــ اس کا نقصان نہ ہو جائے ـــــ اس کیفیت کو خوف کہتے ہیں ـــــ اور خدا نہ کرے اگر کسی کے مال کا نقصان، چوری ہو جائے تو مال تلف ہو جانے کے بعد انسان کے دل کو اس کا غم ہوتا ہے ـــــ اولیاء اللہ کی وہ مقدس جماعت ہے جن کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم ـــــ یعنی انہوں نے اپنا سب کچھ اپنے مالک کے حوالے کر دیا ہوتا ہے ۔ اب وہ ہر چیز اپنے مالک کی تصور کرتے ہیں ـــــ بلکہ اپنی جان بھی اس کے سپرد کر دیتے ہیں ـــــ اسلئے نہ کسی قسم کا نقصان ہونے کا خوف اور نہ ہی کسی قسم کے نقصان کا ان کو کوئی غم ہوتا ہے ۔

رضا جوئی قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں اسطرح عرض کرتے ہیں۔

إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ۸ ع ۱۷)

"بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۔"

وَ أُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ (پ ۲۴ ع ۱۰)

"میں اپنے کام اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھتا ہے ۔"

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (پ ۲ ع ۹)

"اور کوئی اپنی جان بیچتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں ۔"

سامعین محترم جن لوگوں کو اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہے ـــ جو لوگ منصب ولایت پر فائز ہیں ـــ ان پر اپنے خالق و مالک کے خوف و خشیت کا اتنا غلبہ ہے ـــ اب اُن پر کسی اور چیز کا غم فکر خوف لاحق نہیں ہو سکتا۔ ـــ وہ دنیا کے ہر قسم کے خوف حزن سے آزادی حاصل کر چکے ہیں ـــ انہوں نے اپنا مال، اپنی جان، اپنی اولاد سب کچھ اپنے مالک حقیقی کی سپرد داری میں دے دیا ہے ۔

امانت خداوندی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بچہ بیمار تھا ـــ انہیں کسی کام کی غرض سے گھر سے جانا پڑا ـــ ابھی وہ گھر واپس نہیں آئے تھے کہ ان کی غیر موجودگی میں اُن کا ننھا سا بچہ ماں کی گود میں دم توڑ گیا ـــ لیکن صبر و رضا کی پیکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصہ رضی اللہ عنہا نے نہ کوئی آہ و بقا کی اور نہ ہی کسی قسم کا واویلا کیا ـــ اور بچے پر کپڑا ڈال دیا ـــ رات کو جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو بچے کی خیریت دریافت کی تو صابرہ و شاکرہ بیوی نے بڑے حوصلے سے عرض کیا ـــ کہ آج ہمارے بچے کی حالت پچھلی تمام راتوں سے بہتر ہے ـــ اب وہ سکون میں ہے ـــ پھر کھانا پیش کیا جو انہوں نے تناول فرمالیا ـــ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کیا ـــ اے میرے

Scanned with CamScanner

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہوتا ہے اور ایمان تازہ کیجئے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارے رب ، اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اترتے ہیں ۔ کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ۔" (پ ۲۴ ع ۱۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو مزید اپنے کرم کی برسات فرماتے ہوئے فرماتا ہے :—

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (پ ۲۴ ع ۱۷)

"ہم تمہارے دوست ہیں دُنیا و آخرت کی زندگی میں اور تمہارے لئے اس (جنت) میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اسمیں ہے جو تم مانگو ۔"

سامعینِ محترم ! ولی کا معنی وارث ـــ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو زمین کا وارث بنا دیا ـــ جنت کا وارث بنا دیا ـــ بلکہ متقی لوگوں کے لئے دو جنتوں کے انعام کا اعلان کر دیا ـــ جنت کی بشارت سنائی انہیں سب سے بڑی یہ نوید سنائی کہ اللہ رب العالمین خالقِ ارض وسمٰوٰت فرما رہا ہے نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ - کہ ہم تمہارے دنیا و آخرت میں دوست اور مددگار ہیں ـــ اور جنت میں تمہارا مقام اور اس میں تم جو بھی اپنے پروردگار سے طلب کروگے ـــ تمہارے مانگنے

میں دیر ہو سکتی ہے ۔ مگر مالک کے عطا کرنے میں دیر نہیں لگے گی ۔ تمہیں تمہاری طلب کے سوا عطا کیا جائے گا ۔

عطائے جنت بروزِ محشر عرشِ الٰہی سے یہ آواز آئے گی کہ میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کہاں ہیں ؟ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چاروں خلفاء ، صدیق وعمر ، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوگا ۔

یَا اَبَا بَکْرٍ قِفْ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَادْخُلْ مَنْ شِئْتَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ ۔

"اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ، تم جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے جسے چاہو جنت میں داخل کر دو اور جسے چاہو نہ داخل ہونے دو ۔"

اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا :۔

یَا عُمَرُ قِفْ عَلَی الْمِیْزَانِ فَثَقِّلْ مَنْ شِئْتَ وَخَفِّفْ مَنْ شِئْتَ ۔

"اے عمر تم میزان پر کھڑے ہو جاؤ جس کے اعمال کو چاہو وزنی کر دو اور جسکے اعمال چاہو ہلکا کر دو ۔"

پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا ۔

یَا عُثْمَانُ قِفْ عَلَی الصِّرَاطِ ۔

"اے عثمان تم پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے چاہو پار لگا دو ۔"

پھر علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا ۔

یَا عَلِیُّ قِفْ عَلَی الْحَوْضِ نَاسْقِ مَنْ شِئْتَ وَاصْرِفْ

"اے علی تم حوض پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے چاہو پلاؤ اور جسے چاہو نہ

مَنْ شِئْتَ (نزہتہ المجالس صفحہ ۲۱۵ ج ۲) نہ پلاؤ گے۔"

مددگار ولی کے معنی ہیں مددگار یعنی مخلوق خدا کی امداد کرنے والے۔ دستگیری فرمانے والے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی "اور ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ پر امداد کرو۔"

(پ ۶ ع ۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ "جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی مددگار ہیں۔"

مولا علی علی ہے مولا علی علی
شیرِ خُدا علی ہے مُشکل کُشا علی

مشکل کُشا ایک روز مولا مشکل کشا تشریف لا رہے تھے کہ اونٹوں کی ٹاپ کی آواز نے ایک نابینا سائل کو سرِ راہ کھڑا کر دیا —— اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کون آ رہا ہے؟ —— اسے بتایا گیا شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ، تشریف لا رہے ہیں۔ جب آپ اس سائل کے قریب پہنچے تو اس نے آپ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتے ہوئے عرض کی کہ حضورؐ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا چاہیئے —— سیّدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ مولا مشکل کشا نے سوالی کا سوال سُنا تو اپنے غلام قنبر کو بُلا کر فرمایا کہ سائل کو روٹی دی جائے —— تو قنبر نے عرض کیا —— حضور روٹی تو توشہ دان میں ہے —— آپ نے فرمایا دیر مت کر —— اس سائل کو توشہ دان دے دیا جائے —— قنبر نے عرض کی حضور وہ توشہ دان تو کجاوے میں پڑا ہے فرمایا پھر ایسا کرو اس کو کجاوا ہی دے دو —— عرض کیا جناب والا وہ کجاوا تو

تو اونٹ پر ہے —— فرمایا، سائل کو اونٹ کی مہار ہی پکڑا دو —— عرض کیا حضور اونٹ تو قطار کے درمیان میں ہے —— تو فرمایا قطار ہی تھما دو۔

(مناقب آلِ نبی المختار صفحہ ۲۷)

مولا علی علی ہے مولا علی علی
شیرِ خُدا علی ہے مشکل کُشا علی

ہر مشکل دی کُنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی!
دل نظر کرن جس ویلے مشکل رہو نہ کائی!

مُرید ہو گئی حضرت پیر بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں کے درمیان تشریف فرما تھے —— کابل کا شہر تھا —— ایک لڑکی کا گذر وہاں سے ہُوا —— لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر اس نے دریافت کیا کہ یہاں لوگ کیوں جمع ہیں —— تو بتایا گیا کہ اس مقام پر اللہ تعالےٰ کے ولی جو کہ بخارا سے آئے ہیں تشریف فرما ہیں —— اور ان کے گرد ان کے عقیدت مند جمع ہیں —— اس لڑکی نے پوچھا —— کہ ان اللہ والوں سے لوگوں کو کیا حاصل ہوتا ہے —— تو بتایا گیا کہ ان اللہ والوں سے تعلق رکھنے والوں کے دِلوں میں اللہ تعالےٰ کی محبت جلوہ گر ہوتی ہے —— پھر اگر مرید کسی وقت کسی مشکل میں مبتلاء ہو جائے تو فرماتے ہیں تو مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

اس لڑکی نے جب اللہ والوں کے فیوض و برکات کے متعلق سُنا تو دِل میں شوق پیدا ہُوا —— اور وہ بھی حضرت پیرِ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ

علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر بیعت ہو گئی۔

تیرا سوہنا ایں نانواں تیتھوں قربان جانواں
تیریاں دیکھ کے اداواں میں مُرید ہو گئی

یہ لڑکی آپ کی مرید بن گئی۔ آپنے چند روز کابل شہر میں قیام فرمایا اور پھر بخارا واپس تشریف لے گئے۔ اس لڑکی کے والدین غریب تھے انہوں نے اپنی بیٹی کو بادشاہِ وقت کے گھر خدمت کے لئے پیش کر دیا — اس لڑکی نے شاہ کے گھر والوں کی اتنی خدمت سرانجام دی کہ اس کا مرتبہ تمام خدام سے بلند ہو گیا۔ حتیٰ کہ دیگر خدام عورتیں اس سے حسد کرنے لگیں اور ہمہ وقت اس کوشش میں مصروف رہتیں کہ کسی طرح اس لڑکی کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیا جائے — آخر کار انہیں موقعہ میسّر آ گیا کہ بادشاہ کے گھر سے اس کا ایک قیمتی طلائی ہار چوری ہو گیا — اس ہار کی تلاش شروع ہوئی تو سب نے مِل کر اس ہار کی چوری اس لڑکی کے ذمہ ڈال دی۔ بادشاہ وقت کو بڑا جلال آیا کہ ہم نے اس غریب لڑکی کے مرتبے کو بلند کیا اور اس نے ہمارے گھر میں چوری کا ارتکاب کیا بہر حال بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چور لڑکی کو محل کی سب سے اونچی منزل پر لیجا کر، نیچے گرا دیا جائے۔

جلّادوں نے لڑکی کو پکڑا اور محل کی چھت پر لے گئے اور گرانے سے قبل پوچھا کہ اگر تیری کوئی آخری تمنّا ہے تو بیان کر دے — تو لڑکی نے کہا کہ مجھے وضو کر کے دو نفل ادا کر لینے دو، جس کی انہوں نے اجازت دے دی۔ لڑکی نے نفل ادا کرنے کے بعد اپنے پیر کی بارگاہ میں عرض کی — "حضور میں بے قصور ہوں مہربانی فرما کر اس مشکل وقت میں میری دستگیری کیجئے"۔ — چنانچہ جلّادوں نے اسے طے شدہ پروگرام کے مطابق محل کی چھت سے نیچے گرا دیا — لڑکی خوف سے بیہوش

ہو گئی اور جب وہ لڑکی زمین کے قریب پہنچی تو کامل پیر حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری نے اپنی مُرید بیٹی کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور اسے کسی کی کوئی گزند نہ آنے دی — جب اُسے ہوش آیا تو کیا دیکھا — مرشد کامل اس کے پاس تشریف فرما ہیں — لڑکی ان کے قدموں میں گر گئی — اور عرض کی — میری جان کو بچانے والے آپ کب تشریف لائے؟ — فرمایا تو نے جب ہمیں پکارا اور محل کے چبارے سے نیچے آئی — اور میں بخارا سے تجھے بچانے کے لیئے آیا —

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا۔

سئے کوہاں تے مرشد میرا دَسّے ستے وچہ نگاہ دے رکھے ہُو
ایسا مرشد ہووے باہو جیہڑا لُوں لُوں دے وِچ دسّے ہُو

عارف ربّانی میاں محمد بخش مرشد کامل کے بارے میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

مینوں ہور نہیں کوئی پاسا آئے کس دے گھر تے
جاسی رُوح محمدؔ بخشا میرا پیر سیجے دے در تے!
مرشد دا احسان میرے تے سارے لئے محتاجاں!
اوہ رکھوالا جان جان میری دا اوسے نوں بُجھ لاجاں!

قریبی ولی کے معنی ہیں — قریبی — یعنی اولیاء اللہ کا وہ مقدس گروہ ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قُربِ خداوندی کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ — جب میرا بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّتِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ (مشکوٰۃ ص۱۹۷، بخاری ج۲ ص۹۶۳)

"تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ ان سے سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں وہ ان سے دیکھتا ہے میں ان کے ہاتھ بن جاتا ہوں، وہ ان سے پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اُس کو وہ عطا کیا جاتا ہے۔"

سامعینِ محترم! بندہ کثرتِ نوافل سے عبادت و ریاضت سے اللہ تبارک و تعالےٰ کا اتنا قرب حاصل کر جاتا ہے ـــ جس کا ذکر آپ نے اس حدیث شریف میں سُنا ـــ اللہ تبارک و تعالےٰ کے مقبول بندے کو اپنے خالق و مالک کی اتنی قربت اور نزدیکی حاصل ہو جاتی ہے کہ پھر کان اس کے ہوتے ہیں ـــ سماعت خدا کی ہوتی ہے ـــ آنکھیں اس کی ہوتی ہیں ـــ اور بصارت خدا کی ہوتی ہے ـــ ہاتھ اس کے ہوتے ہیں۔ ـــ طاقت خدا کی ہوتی ہے ـــ پاؤں اُس کے ہوتے ہیں۔ ـــ اور چلنے میں قوت خُدا کی ہوتی ہے۔

سامعینِ محترم! آپ نے دیکھا ہوگا جب لوہے کو آگ کی قربت نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے ـــ اس کی صفات بدل جاتی ہیں ـــ پہلے کالا تھا ـــ اب سرخ ہے ـــ پہلے ٹھنڈا تھا ـــ اب گرم ہے ـــ پہلے کاٹتا تھا اب جلاتا ہے ـــ پہلے لوہا تھا ـــ اب آگ ہے۔

لوہا اگ نال لگ کے اگ ہووے
پھر کیوں ناں بندے وچ رب ہووے

آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک پیغمبر نے نظر اٹھائی تو دور آگ روشن نظر آئی۔ بیوی کو ایک جگہ پر بٹھایا اور خود آگ لینے کے لئے گئے جب اس آگ کے قریب پہنچے تو عجیب منظر دیکھا کہ وہ آگ نہیں بلکہ ایک درخت ہے جس سے انوار و تجلّیات نکل رہے ہیں پھر درخت سے آواز آئی۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ (پ۲۰ ع۷)

"پھر جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب آئے تو برکت والے درخت میں میدان کے داہنے کنارے کی طرف سے آواز آئی، اے موسیٰ بیشک میں دونوں جہانوں کا رب ہوں۔"

جو خداوندِ قدوس درخت پر انوار و تجلیات ڈال کر اُس میں کلام کر سکتا ہے وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی زبان میں بھی بول سکتا ہے۔ عارف رومی رحؒ فرماتے ہیں :-

چوں روا باشد انا اللہ از درخت
کے روا نبود گوید نیک بخت

قرآن حکیم میں بھی فرمانِ خداوندی موجود ہے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (پ ۱۱ ع ۱۸)

"اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔"

عارف رومی علیہ الرحمۃ نے اسی لئے تو فرمایا ہے:-

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

فنا فی اللہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ عالم استغراق میں تھے کہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے سُبْحَانِیْ فِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ـــــ آپ کے ارادت مند آپ سے یہ کلمات سن کر پریشان ہو گئے ـــــ اگر آپ کی اس بات کو مان لیں تو خدا سے گئے ـــــ اور انکار کرتے ہیں تو پیشوا سے گئے ـــــ جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کیا ـــــ حضور آج آپ نے ایسے کلمات اپنی زبان سے نکالے ہیں ـــــ جو کہنے روا نہیں ـــ

آپ نے فرمایا ـــ اگر میں آئندہ ایسے الفاظ کہوں تو میری گردن کاٹ دینا چند روز گذرے تو آپ پھر وہی وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور زبان سے نکلا ـــ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ـــــ مریدوں نے تلوار اٹھائی اور آپ کی گردن پر ماری ـــ مگر عجیب منظر دیکھا ـــ کہ تلوار تو گردن میں سے گذر گئی مگر گردن اپنے مقام پر لگی ہوئی تھی ـــــ متعدد بار ایسا کیا ـــــ مگر تلوار گردن سے ایسے گذر جاتی جیسے پانی سے لاٹھی گذر جاتی ہے ـــــ آخر آپ کو ہوش آگیا تو مریدوں نے عرض کیا ـــــ حضور آج آپ نے پھر وہی کلمات دہرائے ـــ آپ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اجازت نہیں دی تھی کہ اگر میں ایسے الفاظ منہ سے نکالوں جس کی شریعت نے مجھے اجازت نہیں دی تو تم میری گردن کاٹ دینا ـــــ مریدوں نے عرض کیا ـــ جناب ہم نے آپ کے حکم کے مطابق آپ کی گردن پر تلوار چلائی ـ ـــ مگر ہم کیا کریں وہ تو کٹتی ہی نہ تھی ـــــ فرمایا جس پر تم تلواریں چلاتے رہے ہو اگر وہ بایزید ہوتا تو کٹ جاتی ـــ (تذکرۃ الاولیاء)

لوہا اگ نال لگ کے اگ ہووے
پھیر کیوں نہ بندے وچہ ربّ ہووے

عارف رومی فرماتے ہیں :ـ

اللہ اللہ گفت اللہ می شود
ایں سخن حق است باللہ می شود

اے طالبِ صادق تو اتنا اللہ اللہ کر کر خود اللہ ہو جا عارف رومی فرماتے ہیں ۔ کہ یہ بات حق سچ ہے کہ اللہ اللہ پکارنے والا خود اللہ ہو جاتا ہے ۔

عارف کھڑی شریف اس کی ترجمانی اس طرح فرمائی :ـ

قطرہ دِچ پیا دریاوے تے پھر اوہ کون کہاوے
جس تے اپنا آپ گواوے آپ اوہو بن جاوے

پانی کا قطرہ پہلے ایک قطرہ تھا جب وہ سمندر میں چلا گیا اس نے اپنی ہستی کو مٹا دیا تو اب وہ قطرہ نہیں رہا ہے بلکہ اب وہ بھی سمندر سے مل کر سمندر ہو گیا ہے ۔ اسی طرح اللہ اللہ کرنے والا جب مقام فنا فی اللہ پر فائز ہوتا ہے تو اس کا اپنا وجود ختم ہو جاتا ہے ۔ اور تو تو کی پکار شروع ہو جاتی ہے ۔ اسی مقام پر پہنچ کر بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی کیا اور شاہ منصور نے انا الحق کہا ۔

وقتیکہ منصور انا الحق گوید
منصور کجا بود خدا بود خدا بود

جب منصور نے انا الحق کہا تھا تو اس وقت منصور نہیں تھا بلکہ خدا تھا شیخ منصور کی زبان تھی کلام خدا کا تھا ۔

مظہرِ انوار قرآن کا مطالعہ کر کے دیکھو کہ مالک اگر چاہے تو درخت کو اپنے انوار و تجلیات کا مظہر بنا کر اس میں کلام فرمائے ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لیے مدین سے مصر کی طرف آ رہے تھے ۔ اندھیری رات تھی ، سخت سردی کی وجہ سے

Scanned with CamScanner

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کے قریب بیٹھے اُسے چاہیئے کہ وہ اولیاءُ اللہ کی مجلس اختیار کرے ۔

پیرِ کامل صُورتِ ظلِّ اِلٰہ
یعنی دید پیر دیدِ کبریا

کامل مرشد کی صورت اللہ تبارک و تعالیٰ کا ظلّ ہے یعنی جس نے ایک کامل مرشد کو دیکھ لیا گویا اس نے ربّ کو دیکھ لیا ۔

رب قبر اوہدی پُرنور کرے ایہہ نکتہ دسیا رُومی نے
جس دید خُدا دی کرنی ایں کرلوے نظارہ مرشد دا

ولی کی پہچان

سامعینِ محترم ! قرآن و حدیث کی روشنی میں شانِ اولیاءُ کا آپ کو علم ہو چکا ۔ اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ ولی کی پہچان کیا ہے ۔ اس لیئے کہ دورِ حاضرہ میں کچھ لوگوں نے پیری کا دھندہ بطور کاروبار شروع کر رکھا ہے اور جہلاء ان کے فریب اور مکاری میں آکر ان نام نہاد پیروں کی اتباع کر کے خود کو بھی گمراہی میں ڈال لیتے ہیں ــــ اور ان نقلی پیروں کی دکانداری چمکانے کا بھی سبب بنتے ہیں ــــ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ جُہلاء ایسے پیروں کا ساتھ چھوڑ دیں تو یہ ڈبہ پیر خود بخود ختم ہو جائیں ــــ ان نقلی پیروں کی لاتعداد اور اَن گنت اقسام اور نام ہیں ــــ کوئی وہ ہے جو حجامت نہیں بنواتا ــــ سر کے بالوں ، داڑھی اور مونچھوں نے پیر صاحب کا سارا چہرہ چُھپا رکھا ہے ــــ کوئی وہ ہے جو سر سے گنجا اور داڑھی و مونچھیں چٹ کرواتا ہے ــــ کسی نے اپنے جسم پر لوہے کی زنجیریں اور ہاتھوں میں لوہے کے بھاری کڑے اور کنگن ــــ کانوں میں بالیاں اور ہار پہن رکھے ہیں ــــ کوئی وہ

ہے جو کبھی غسل ہی نہیں کرتا ــــ کوئی ایسا ہے جو کپڑے ہی نہیں پہنتا اس لئے اس کا نام ہی ننگے سائیں ہے ــــ کوئی بکرے سائیں ــــ کوئی بلے شاہ ــــ کوئی جھنڈے شاہ ــــ کوئی توڑی شاہ ــــ کوئی ٹاہلی شاہ ــــ کوئی امب سائیں کے نام سے مشہور ہے ۔

کوئی کُتیاں والی سرکار ہے ــــ تو کوئی مستے شاہ ــــ کوئی بستے شاہ ہے تو کوئی بودے شاہ ! ــــ غرضیکہ ان کے ناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان کا شمار حد و حساب سے باہر ہے ــــ آپ نے اپنے بزرگانِ دین کے نام بھی سُنے ہیں ، کسی کا نام شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحؒ ۔ خواجہ معین الدین چشتی رحؒ ــــ خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی ــــ خواجہ فرید الدّین مسعود گنج شکر رحؒ سلطان العارفین سلطان باہوؒ ــــ شیخ بہاء الحق نقشبند ــــ خواجہ فقیر محمد چوراہی رحؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحؒ ــــ حضرت پیر سیّد علی حسن شاہ الثانی رحؒ ــــ میاں شیر محمد شرقپوری رحؒ ــــ شمس العارفین خواجہ شمس الدّین رحؒ ــــ حضرت خواجہ قمر الدّین رحؒ ــــ حضرت پیر مہر علی شاہ رحؒ ۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ان پیرانِ عظام اولیا کرام میں سے کوئی بکری شاہ نہیں اور نہ ہی کوئی کوڈے شاہ ہے ــــ یہ نام تو کوئی ہوشمند انسان اپنے بچے کا نہیں رکھتا ــــ تو ایسا شخص جس کا نام ہی انسانوں والا نہیں وہ ولی تو کیا ــــ انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ۔

سامعینِ محترم جو شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باغی ہیں بے نماز ہیں ایسے لوگ کبھی پیر نہیں ہو سکتے ــــ یہ لوگ دین کے ڈاکو ہیں ــــ اللہ والے تو غافل لوگوں کے دِل پر نگاہ ڈال کر دل کو صاف کرتے ہیں ــــ اور جعلی پیر جیبوں پر نگاہ ڈال کر جیب اور مریدوں کے گھروں کا صفایا کرتے ہیں ۔

Scanned with CamScanner

سامعینِ محترم!

ہم اُن بہ دِل سے ماننے والے ہیں جو مسجدوں کے نمازی ہیں ـــــ قرآن مجید کے حافظ و قاری ہیں ـــــ حدیث و شریعت محمدی کے عامل ہیں ـــــ میدان کے غازی اور رتبے کے حاجی ہیں ـــــ جن کی صورت و سیرت ـــــ قال، حال، گفتار اور کردار ـــــ ہمارے نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے جن کا نورانی چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔

اسیں مُرید اونہاں دے باہُو
قبر جناں دی جیوے ہُو

اللہ رب العزت جل وعلاء کے حضور دعا ہے کہ ہمیں اہل اللہ کی محبت، عقیدت اور صحبت نصیب فرمائے ـــــ آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۔

داتا گنج بخش علی ہجویری

رحمتہ اللہ علیہ

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ نَا وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنَ۔

قابل صد احترام بزرگو دوستو، عزیز ساتھیو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید میں سے ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (پ۳۰ ع۱۲)

تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے خود کو پاک کیا۔ اور اپنے رب کو یاد کرتا رہا

نماز پڑھتا رہا اس آیتہ مقدسہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ پاکیزگی، نفاست وطہارت کی عظمت بیان فرمائی۔ کہ کامیاب وکامران وہ شخص ہے جو ظاہری باطنی نجاستوں سے خود کو بچاتا رہا۔ جس نے اپنے دامن کو کفر وشرک کی پلیدی فسق وفجور کی گندگی سے محفوظ رکھا۔ مالک کی نافرمانی اور سرکشی سے پرہیز کرتا رہا۔ خود کو پاک ومعطر کر کے اپنے خالق ومالک معبود برحق کے ذکر فکر میں مصروف رہا۔ یہی وہ خوش بخت ہے۔ جسے کامیابی خیر وفلاح کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ یہی وہ سعادت مند ہے جس کے سر پر تاج کامرانی سجایا جائے گا۔ یہی وہ صاحب عزت ہے جس پر فضل خداوندی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَوْ لاَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَازَكٰى مِنكُم اَحَدٌ اَبَدًا۔

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہوتا (پ۱۸ع۹)

یہ مالک الملک اللہ العالمین کا ہی کرم خاص ہے کہ وہ کسی کو پاکیزگی کی دولت عطا فرمادے۔ یہ اس کی ہی رحمت ہے۔ کہ وہ کسی کو کفر وشرک کی نجاست سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمادے۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پاکیزہ فرماتا ہے۔ یہ اس کے رسول معظم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رحمت کا ظہور ہے کہ وہ ہم گناہ گاروں کو پاک اور ستھرا بنا رہے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ

الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (پ ع)

بے شک مومنوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا۔ جب ان میں سے انہیں پر ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ انہیں اپنا محبوب مکرم عطا فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات بینات تلاوت کرتے ہیں انہیں ارشادات خداوندی سے مالک کی قربت کا درس دیتے ہیں انہیں پاک ومطہر فرماتے ہیں انہیں ضلالت وگمراہی کے گڑھوں سے نکال کر رشد وہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ انہیں دنیا وآخرت کی خیر وفلاح سے مالا مال کر رہے ہیں۔ انہیں دنیا کی سختیوں اور آخرت کی پریشانیوں سے نجات دلا رہے ہیں اسی لئے شاعر عرض کرتا ہے۔

مجھ کو فکر قیامت ہو کیوں کردو کریموں کا سایہ ہے مجھ پر
اک طرف رحمت مصطفےٰ ہے اک طرف لطف رب جلی ہے
وہ سماں کیسا ذی شان ہوگا جب خدا مصطفےٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے

سامعین محترم! ہمیں ناز ہے کہ ہمیں پاک کرنے والا ہمارا خدا ہے ہمیں پاک فرمانے والا ہمارا نبی مصطفےٰ ﷺ ہے۔ ہمارے خالق ومالک کی یہ رضا ہے کہ اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کی نگاہ پاکیزہ ہو۔۔۔ زبان پاکیزہ ہو۔۔۔ دل پاک ہو۔۔۔ سوچ پاکیزہ ہو۔۔۔ مال پاکیزہ ہو۔۔۔ گھر پاکیزہ ہو۔۔۔ صورت سیرت

قال، حال گفتار، رفتار نشست و برخاست پاکیزہ ہو۔ لباس پاکیزہ ہو۔۔۔ جسم پاکیزہ ہو۔۔۔ روح پاکیزہ ہو۔۔۔ عقیدہ پاکیزہ ہو۔۔۔ ظاہر پاکیزہ ہو، باطن پاکیزہ ہو اور ان پاکیزہ لوگوں کے لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے (پ۱۱ع۲)

قرآن حکیم میں متعدد بار طہارت و نفاست کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ اگر تم پاکیزگی اختیار کرو گے تو اس میں تمہارا ہی نفع ہے۔ جیساکہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے

وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ

جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کے لئے ہی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ (پ۲۲ع۱۵)

یعنی جو شخص اپنے دامن کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے۔ نیکی کے ساتھ محبت۔۔۔ اور برائی سے نفرت کرتا ہے وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا ہے بلکہ اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ اس کے اس عمل خیر سے اس کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اسی کو اپنے خالق و مالک کی قربت و حضوری اور نبی مکرم ﷺ کی خوشنودی نصیب ہو رہی ہے۔۔۔ وہ اللہ رب العالمین کی محبت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔۔۔ قران کریم میں اللہ رب العامین کا وعدہ ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا

یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ (پ۳۰ع۱۵)

پاکیزگی:۔

سامعین محترم! اسلام ہی وہ مقدس اور پاکیزہ مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو ظاہری باطنی ستھرائی، اندرونی بیرونی پاکیزگی طہارت و نفاست کا درس دیتا ہے۔۔ کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے باطن کی ایسی صفائی ہوتی ہے۔۔۔ کہ عمر بھر کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ رہنے والا انسان پاک ہو جاتا ہے۔۔۔ ایک مرتبہ صدق دل سے کلمہ شریف پڑھ لینے سے ساری زندگی کا زنگ آلود دل صیقل بن جاتا ہے۔۔۔۔ پانچوں وقت کی نماز روحانی جسمانی صفائی کا درس دیتی ہے زکوۃ کی ادائیگی" سے مال طیب و طاہر ہو جاتا ہے۔۔ حج کی سعادت حاصل کرنے والا عمر بھر اس کے فیضان سے لطف اندوز رہتا ہے۔

ستھرائی

سامعین محترم! مومن وہ ہے جو اپنے آپ کو صاف اور مزین رکھے مومن کا تن من جسم و روح۔ اندر اور باہر، باطن اور ظاہر کو پاک و مطہر رکھے۔۔۔۔ مگر صورت حال یہ ہے۔۔۔ ظاہری ترقی کی جو منازل ہم نے طے کی ہیں اس کی مثال پچھلے ادوار میں نہیں ملتی۔ ایسی ایسی ایجادات ہوئی ہیں۔ جن کو دیکھ کر انسان محوِ تعجب ہو جاتا ہے۔۔۔۔ انسان نے اپنے ظاہر کو جس آب و تاب سے سجایا ہے۔ اس کا اندر اتنا ہی تاریک ہو چکا ہے دنیائے عالم کو اپنے ظاہر سے روشنی بخشنے والا

Scanned with CamScanner

انسان اپنے باطن سے بے خبر ہے۔۔۔ اس کا اندر روشنی سے محروم ہے۔۔۔ ظاہری طور پر آرائش وزیبائش نظر آرہی ہے۔۔۔ سج دھج سے جسم مزین ہے۔۔۔ لباس دیدہ زیب ہے۔۔۔ مگر روح بیمار ہے۔۔۔ دل مردہ ہے۔۔۔ جسم توانا ہے مگر دل کمزور ہے۔۔۔

روحانی معالج

دنیا میں جسم کے بہت معالج ہیں کہ اگر بندے کو کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو تو وہ بیماری کی تشخیص کر کے اس کا علاج کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح اس دنیا میں روحانی معالج اللہ والے بھی ہیں جو روح کے بیماروں پر باطنی توجہ ڈال کر انہیں شفایابی عطا کرتے ہیں۔۔۔ ان روحانی معالجوں میں ایک ہستی جناب سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری بھی ہیں۔

گنج بخش

وہ بلند پایہ ولی کامل جنہوں نے اپنی سیرت و کردار افعال واقوال اور روح پرور تعلیمات سے لاکھوں زنگ آلود دلوں کو پُر نور بنا دیا۔۔۔ وہ مرد حق جس نے عبادت و ریاضت سے نہ صرف اپنے ظاہر و باطن کو منور کیا بلکہ لاکھوں گمگشتگانِ راہ کے قلوب کو منور کر دیا۔۔۔

شریعت و طریقت، معرفت وحقیقت سے خود آشنا ہو کر اور مخلوق خدا کو بھی اس کی معرفت کا درس دیا۔ زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا اور دین حق کی تبلیغ واشاعت کر کے فقر ودرویشی کے خزانوں کے وارث ہو کر داتا گنج بخش ہو گئے۔۔۔ تزکیہ نفس باطنی طہارت سے قرب حق کی منازل طے کر کے لاکھوں طالبان حق کو مالک الملک کے قریب کر

دیا اور ان کے در فیض سے فیضان حاصل کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔۔۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں راپیر کامل کاملاں را رہنما

یہ شعر کسی مولوی یا عام شاعر کا نہیں بلکہ یہ اس شہنشاہ ولایت کا نذرانہ عقیدت ہے جس کی نگاہ فیض نے نوے لاکھ ہندوؤں کو دولت اسلام سے مشرف کیا۔ جس کی تبلیغ سعید نے لوگوں کے دل کی دنیا بدل دی۔۔۔ حضرت خواجہ ہندالولی خواجہ خواجگاں فخر عارفاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے سرکار داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قدموں کی طرف بیٹھ کر چالیس دن چلہ کشی فرمائی جب گوہر مراد حاصل ہوا۔ قرب خداوندی کی منزل کو پالیا۔ تو تن من جگمگا اٹھا۔ ظاہر اور باطن روشن ہوا۔۔۔ تو اس مرد حق نے آپ کے مزار پُرانوار پر کھڑے ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہو کہا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اے دنیا والو۔۔۔ اس قبر میں لیٹنے والے مرد حق کو عام قبر والوں کی طرح نہ جاننا بلکہ یہ تو گنج بخش ہے۔۔۔ دین و دنیا کے خزانوں کے عطا کرنے والا ہے۔۔۔ یہ عالم کے لئے فیض رس ہے۔۔۔ یہ انوار الہی کا مظہر ہے۔۔۔ یہ ناقصوں کا پیر ہے اور کاملوں کا رہنما ہے۔

Sabbar
22-9-99

Scanned with CamScanner

پیروں کا پیر ہے روشن ضمیر ہے
علی ہجویری داتا سب کا دستگیر ہے

فیضان داتا

کچھ لوگ ہمیں مزار داتا پر حاضری دیتے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ قبروں کے پجاری، قبر پرست ہیں---- تو سنو اگر ہم قبر پرست ہوتے تو کون سا گاؤں اور شہر ہے جہاں قبرستان نہیں---- ہم کسی بھی قبر کے قریب بیٹھ جاتے---- ہم فیصل آباد سے لاہور پہنچے، کراچی سے، پشاور سے لاہور داتا پیا کے مزار پر پہنچے---- پاکستان سے سرکار بغداد میراں محی الدین شیخ عبدالقادر کے مزار پر پہنچے دور دراز کے سفر کر کے اللہ والوں کے مزارات پر پہنچے اگر ہم قبروں کے پجاری ہوتے تو سفر کی کیا ضرورت تھی اپنے ہی شہر میں کسی قبر پر بیٹھ جاتے---- ہم تو اللہ والوں کے محب اور غلام ہیں---- ان کے مزارات پہ حاضری دیتے ہیں جن کی نگاہ فیض لاکھوں کی بگڑی بنا رہی ہے-- کسی کو علم کی دولت عطا ہو رہی ہے--- کسی کی معرفت وحقیقت کی منازل طے ہو رہی ہیں--- کسی کو تاج شاہی---- کسی کو غریب نواز ہونے کی سعادت دے رہے ہیں-

اللہ والے مزارات میں لیٹے ہوئے لاکھوں کو ظاہری باطنی فیوض وبرکات سے نواز رہے ہیں--- ان کی نظر ولایت بے اولادوں، کو اولاد---- بے مرادوں کو مراد--- پریشان حالوں کو سکون--- مضطرب دلوں کو چین عطا کر رہی ہے-

روحانی تاجدار

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ والے

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

کی منزلوں کو طے کر کے ایسی حیات جاوداں حاصل کر چکے ہیں- دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ آئے--- تاجدار آئے--- مال دار آئے--- عہدہ وحکومت والے آئے--- سلطنت ومملکت والے آئے--- تاج والے آئے--- راج والے آئے ان کی زندگی میں ان کے قصیدے پڑھے گئے--- انہیں سلام کئے گئے-- ان کی تاجداری کو تسلیم کیا گیا- ان کے سامنے ان کے ماتحت سر تسلیم خم ہوئے---- مگر جب وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے--- تو بے نام ہوگئے-- بے نشان ہوگئے نہ وزارت رہی--- نہ امارت رہی--- نہ تاج رہا نہ راج---- خداوند عالم اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق نہ رکھنے والا امیر مرنے کے بعد بے نام ہو گیا---- اور محمد کے در کا فقیر مرنے کے بعد بھی صاحب مقام ہو گیا وہ مرنے کے بعد بھی مخلوق خدا کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے اور تا قیام قیامت ان کا نام باقی رہے گا---

دنیا کے بادشاہ کے درباری مرنے کے بعد اس کا دربار چھوڑ کر چلے گئے--- مگر اللہ والے کے عقیدتمند مزار چھوڑ کر نہیں جائیں گے---- دنیا دار کی قبر پر دیا جلتا نہیں---- اللہ والے کے مزار پر کبھی بجھتا نہیں

نہ وزیراں تے نہ امیراں دے
دیوے بلدے سدا فقیراں دے

اللہ والے زندہ ہیں---- ان کے اقوال زندہ ہیں---- ان
کے ارشادات زندہ ہیں---- ان کے فرمودات زندہ ہیں---- ان کی
حق کی روشن کی ہوئی شمع زندہ ہے--- ان کی روحانی طاقت----
وَلَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الاُولیٰ کے تحت پہلے سے زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ ان کا
فیضان وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ وہ ہر آنے والے کی جھولی گوہر
مراد سے بھر رہے ہیں ہم اسی لئے اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے
ہیں۔ ہم داتا علی ہجویری کے مزار پر جاتے ہیں---- کبھی خواجہ
اجمیری کے دربار کی حاضری دیتے ہیں---- کبھی بابا فرید الدین گنج
شکر کی چوکھٹ پر حاضر ہوتے ہیں---- کبھی سلطان العارفین سلطان
باہو کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں کبھی شرقپور شریف--- کبھی علی
پور شریف کبھی مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں کبھی غوث صمدانی کے مزار
پر حاضر ہوتے ہیں---- اگر مقدر یاوری کرے-- اور کرم ہو جائے تو
اپنے آقا اپنے مولیٰ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ
اقدس کی حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں قبر پر حاضری دینا شرک ہے۔ وہ روکتے ہیں
قبروں پر مت جاؤ--- میں کہتا ہوں اگر قبر پر جانا شرک ہے تو قبر
کے اندر جانے کے متعلق کیا حکم ہے---- وہ پھر دوگنا شرک ہو
گا--- مرنے کے بعد قبر ہی میں نہیں جاؤ گے تو پھر کہاں جاؤ گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں قبر پر جانا شرک ہے----- قبر پر
حاضری کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے--- کچھ تو یہاں تک کہہ
جاتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار شریف کی

حاضری کی نیت کر کے مدینہ طیبہ نہیں جانا چاہیے بلکہ ارادہ یہ کر کے
مدینہ طیبہ جانا چاہیے کہ ہم مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کے
لئے جا رہے ہیں---- مسجد نبوی شریف کی حاضری کی نیت کر کے
سفر کرنا چاہیئے تو جس کے صدقہ اور وسیلہ سے مسجد ملی کعبہ ملا اس کی
بارگاہ میں حاضری دینے کی نیت سے سفر کیوں نہیں کر سکتے۔

ہم اہلسنت وجماعت تو حج بھی اس لئے کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ ہم تو بیت اللہ کا
طواف--- حجراسود کے بوسے-- صفا مروہ کی سعی منیٰ عرفات مزدلفہ
کی حاضری اس لئے دیتے ہیں--- کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ کام کئے تھے--- ہم تو حج بھی تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رکھ کر کرتے ہیں۔ ہم تو مکہ معظمہ کا سفر بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کے
لئے کرتے ہیں۔

محدث اعظم پاکستان

ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے
عرض کی جناب میں حج کے لئے جارہا ہوں مجھے حج کرنے کا طریقہ بتادیں
تو آپ نے فرمایا--- بندہ خدا تمہیں حج کرنے کا طریقہ بتاؤں---
یا یہ بتادوں کہ حج قبول کیسے ہوتا ہے پھر فرمایا جب حج کے لئے جاؤ تو
مدینے طیبہ کے والی کے دربار کی حاضری کی نیت کرنا--- اور یوں کہنا
کہ اے اللہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار کی حاضری
کے لئے آرہا ہوں اگر زندگی نے وفا کی تو حج کی سعادت بھی حاصل کروں
گا۔

Scanned with CamScanner

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

جنتی ہو گیا

اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری سے روکنے والو اگر کبھی بغور قرآن کا مطالعہ کیا ہوتا تو مسئلہ سمجھ میں آجاتا قرآن کریم میں اصحاب کہف کا ذکر بڑی تفصیل سے موجود ہے کہ وہ ایک غار میں لیٹے آرام کر رہے ہیں

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (پ ۵ ـ ع ۵)

اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ان کی غار کی چوکھٹ پر ہے وہ کتا جنتی ہو گیا۔ جو اللہ والوں کی غار کے دروازے پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ مومن کیوں نہ جنتی ہو گا جو اللہ والے کے مزار کے قریب بیٹھنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کتا غار کے اندر نہیں باہر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جنتی ہے۔۔۔ تو جو اللہ والوں کے دربار کے اندر بیٹھا ہو وہ کیوں نہ جنتی ہو گا۔۔۔ اصحاب کہف بنی اسرائیل کے ولی تھے اور یہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولی ہیں۔۔۔ یہ بابا فرید ہیں۔۔۔۔۔ گنج شکر ہیں۔۔۔ نظام الدین۔۔۔ علاؤالدین پیر کلیر ہیں۔۔۔ خواجہ اجمیری ہیں۔۔۔ داتا ہجویری ہیں۔۔۔ مجدد الف ثانی ہیں۔۔۔ غوث صمدانی ہیں۔۔۔ یہ سرکار گولڑہ شریف ہیں۔۔۔ پیر سیال لجپال ہیں۔۔۔ یہ سرکار شرقپور شریف ہیں۔۔۔ یہ پیر لاثانی سید جماعت علی شاہ۔۔۔ سرکار علی پور شریف

ہیں۔۔۔ ان کے مزارات میں حاضری دینے والا کیوں نہ جنتی ہو گا۔۔۔

سامعین محترم۔ ہم اہل اسلام کی قبروں پر فاتحہ شریف کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ہم انہیں دعائیں دینے جاتے ہیں۔۔۔ اور مقبولان بارگاہ سے دعائیں لینے جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولی فیض رساں ہیں۔۔۔ اور انہیں یہ عظمت بارگاہ خداوندی سے عطا ہوتی ہے۔ وہ قبروں میں لیٹے بھی گنج بخش ہیں۔

داتا گنج بخش علی ہجویری۔۔۔ کے گنج بخش ہونے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ قبر والا کسی کو کیا دے سکتا۔ قبر سے کیا مل سکتا ہے اصل وجہ یہ ہے کہ ایسی باتیں کرنے والے طریقت ومعرفت کی دنیا سے بے خبر ہیں۔ فیضان باطنی سے محروم لوگ اللہ والوں کے فیضان کو کیا سمجھ سکتے ہیں کاش انہیں کسی اللہ والے کی صحبت ورفاقت معیت وسنگت نصیب ہوتی تو یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے۔

جس مقدس ہستی نے لوگوں میں اسلام وایمان کی دولت تقسیم کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت گذاری کا درس دیا۔ انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خزانہ ہو سکتا ہے کہ اس کو اپنے خالق ومالک کی لقا اور حب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی دولت حاصل ہو جائے تو جس اللہ والے کی بارگاہ سے یہ ایمان کی دولت تقسیم ہو رہی ہو تو پھر اسے گنج بخش نہ کہا جائے تو پھر اور کیا کہا جائے۔۔۔ صرف ظاہر کو دیکھنے والو آؤ اگر تمہیں ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو مزار داتا کے نذرانہ کی رقم ہی دیکھ لو۔ تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے سالانہ آپ کے مزار سے محکمہ اوقاف کو حاصل ہوتا ہے۔ اور

صبح سے شام تک لاتعداد لوگ آپ کے آستانہ سے کھانا لے جا رہے ہیں۔ جو لاکھوں روپے قبر میں لیٹا لیٹا دے رہا ہے وہ گنج بخش نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

کے کامل دا جد لڑ پھڑیئے رنگ لگ جاندے تدبیراں
نوں
جد نظر کرم دی ہو جاوے رب بدل دیندا تقدیراں نوں

راجہ راؤ

حضرت داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد کامل کا نام نامی اسم گرامی شیخ ابوالفضل بن حسنی ختلی رحمۃ اللہ علیہ تھا یہی وہ مقدس ہستی تھی جس کی نگاہ فیض نے علی ہجویری کو داتا گنج بخش بنا دیا۔ مرشد ذی وقار نے آپ کو شریعت وطریقت معرفت وحقیقت کی منازل سے روشناس کروانے کے بعد آپ کو لاہور جانے کا حکم فرمایا۔۔۔ کہ جاؤ وہاں دین حق کی تبلیغ کرو گمگشتگانِ راہ کو درس ہدایت دو۔۔۔ مخلوق خدا کو خدا کی محبت واطاعت کا سبق دو۔۔۔ عشق رسول کی شمع لوگوں کے قلوب میں روشن کرو۔

مرشد کامل کا حکم سن کر عرض کی حضور آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر میں لاہور چلا جاتا ہوں۔۔۔ مگر وہاں میرے بھائی خواجہ حسن زنجانی تشریف رکھتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے وہاں میری کیا ضرورت ہو سکتی ہے

سرکار داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے فرمایا بیٹا۔۔۔ علی تم جاؤ اس لئے جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں سمجھ

سکتے۔۔۔ چنانچہ جناب داتا علی ہجویری اپنے مرشد پاک کے ارشاد کے مطابق لاہور تشریف لے آئے۔۔۔ ابھی آپ شہر میں داخل ہی ہوئے تھے تو کیا دیکھتے ہیں سامنے سے ایک جنازہ آ رہا ہے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔۔۔ تو پتہ چلا کہ یہ حسن زنجانی کا جنازہ ہے۔ آپ سمجھ گئے کہ یہی راز تھا مرشد کامل کے فرمان میں کہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دین حق کو فروزاں کرنے کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی ہے۔

چنانچہ جس جگہ پر آج آپ کا مزار پرانوار ہے آپ نے وہاں اپنا مصلیٰ بچھایا اور لوگوں کو درس رشد و ہدایت دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔۔۔ آپ کی تبلیغ سعید سے لوگ اسلام کی طرف راغب ہو گئے۔۔۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ وسعت پا گیا۔ آپ کے ارادتمندوں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے وہاں ایک جھونپڑی بنا دی۔ یہ جھونپڑی دیکھنے کو تو ایک معمولی تھی مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اللہ والے کی یہ جھونپڑی کے آگے تخت شاہی بھی کوئی قیمت نہیں رکھتا۔۔۔

آپ اس کٹیا میں اپنے معتقدین کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اللہ کا ورد کرتے تو دلوں کے ساتھ لاہور کے درودیوار بھی وجد میں آ جاتے۔

لاہور کا گورنر راجہ راؤ تھا جب اس کو سید نا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے خیال کیا کہ اگر یہ اللہ والا اسی طرح لوگوں کو ذکر اللہ سے اپنے ساتھ ملاتا رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہماری سلطنت وحکومت کے لئے خطرہ بن جائے چنانچہ اس نے اپنے

سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس درویش کی جھونپڑی کو جلا کر شہر سے باہر نکال دو۔ گورنر لاہور راجہ راؤ کے سپاہی رات کے وقت آپ کی جھونپڑی کے پاس پہنچے اور جھونپڑی پر تیل ڈالا اور آگ لگانے کی کوشش کی مگر جونہی سپاہیوں نے آگ لگائی تو درویش باصفا حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ہو کی ضرب لگائی تو آگ بجھ گئی۔ پھر فرمایا۔۔ درویش کی کلی جلانے والوں تم کون ہو۔۔۔۔ انہوں نے جواب دیا ہم لاہور کے گورنر راجہ راؤ کے سپاہی ہیں۔۔۔۔ اور تمھاری کلی کو جلانے کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔ اس پر داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ نے فرمایا۔۔۔۔ سپاہیو۔۔۔ فقیر کی کلی کو تم کیسے جلاؤ گے اس کو تو دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی سپاہیوں نے کہا۔۔۔ اے درویش اے فقیر ہم تجھے نکالنے کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔ پھر ایسا کرو کہ تم خود ہی یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔ جناب داتا علی ہجویری نے فرمایا کہ میں یہاں خود نہیں بیٹھا۔۔۔ کسی کا بٹھایا ہوا ہوں۔۔۔۔ تم مجھے نہیں اٹھا سکتے۔۔۔۔اب میری تو قبر بھی یہیں بنے گی۔

راجہ راؤ کے سپاہیوں نے تیل ڈال کر دوبارہ کلی کو جلانے کی کوشش کی تو آپ کو جلال آگیا۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔ درویش کی کلی جلانے والو۔۔۔ یہ سلامت ہے سلامت رہے گی مگر وہ تمھارے راجہ کا محل جل رہا ہے۔ یہ صورت حال دیکھنے کے بعد وہ واپس راجہ راؤ کے پاس پہنچے اور سارا احوال سنایا اور کہا کہ اے راجہ یہ تیرے محل میں آتشزدگی اسی درویش کی نظر قہر کے سبب وقوع پذیر ہوئی ہے۔۔۔۔ یہ دیکھ کر راجہ راؤ کے دل کی دنیا بدل گئی۔۔۔۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو

کر تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر مسلمان ہو گیا۔ (مقامات اولیاء ۱۵۲)

کے کامل دی جد نظر ہووے
رب بدل دیندا تقدیراں نوں

راجو جوگی

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدنا داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے لاہور میں سکونت اختیار فرمائی تو آپ کے آستانہ کے قریب ایک ہندو رہتا تھا جسے لوگ راجو جوگی کے نام سے جانتے تھے۔ اس کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ اسے دودھ دیا کرتے تھے۔ جو گوالا اسے دودھ نہ پہنچاتا تو اس کی بھینس کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون نکلنا شروع ہو جایا کرتا تھا۔

ایک روز سرکار داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کھٹیا میں جلوہ فرما تھے کہ ایک عورت دودھ کا مٹکا اٹھائے وہاں سے گذری۔ آپ نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا یہ دودھ تم کہاں پہنچانے جارہی ہو۔ تو اس نے عرض کیا حضور یہ دودھ راجو جوگی کو دینے جارہی ہوں۔ فرمایا اگر یہ دودھ آج تو اسے نہ دے تو پھر کیا حرج ہے تو اس عورت نے عرض کی اگر یہ دودھ میں نے اس جوگی کے پاس نہ پہنچایا تو بھینس کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آئے گا۔۔۔ سرکار داتا علی ہجویری نے یہ سنا تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔ کہ آج دودھ ہم درویشوں کو دے دو۔۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے مویشیوں کی حفاظت فرمائے گا۔۔۔۔ حضرت کی یہ بات سن کر کہ اس نے دودھ آپ کی نذر کر دیا اور

Scanned with CamScanner

واپس گھر چلی گئی--- درویش باصفا کی دعا سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہوا کہ اس کے مویشی صحیح سلامت رہے اور معمول سے بھی زیادہ دودھ دیتے رہے۔

اس عورت نے یہ واقعہ اپنے دوسرے قرب وجوار میں رہنے والوں سے بیان کیا تو انہوں نے بھی دودھ سرکار داتا علی ہجویری کے آستانہ پر پہنچانا شروع کر دیا۔ اس طرح سے راجو جوگی کی ہیبت لوگوں کے دلوں سے ختم ہوتی چلی گئی--- اس کا ڈیرہ بے رونق ہو گیا--- پریشانی کے عالم میں سیدنا داتا علی ہجویری کے آستانہ پر حاضر ہوا اور آپ سے مقابلہ پر اتر آیا۔ وہ استدراج کا کافی ماہر تھا۔ اس نے جناب داتا علی ہجویری سے کہا--- تم کون ہو--- تو آپ نے فرمایا میں ایک فقیر درویش اپنے مالک ومولیٰ اللہ رب العالمین کا عاجز بندہ ہوں۔ راجو جوگی نے کہا تمہارے پاس کوئی کمال ہے تو دکھاؤ کوئی کرامت ہے تو پیش کرو۔ آپ نے فرمایا میں تو دین حق کا ایک ادنیٰ خادم ہوں میرا کام بس یہی ہے کہ میں مخلوق خدا کو صراط مستقیم کی تلقین کروں رشد وہدایت کا درس دوں راہ حق کی تعلیم دوں--- ہاں اگر تجھ میں کوئی کمال ہے تو تم دکھا سکتے ہو---

راجو جوگی نے استدراج کے بل بوتے پر سامنے جو جھاڑیاں تھیں اُن پر منتر پڑھا جس کے نتیجے میں جھاڑیوں سے آگ کے شعلے بلند ہونا شروع ہو گئے--- سرکار داتا علی ہجویری نے یہ منظر دیکھا تو بڑے پروقار طریقہ سے اللہ کا نام لیکر ابھی ایک ہی پھونک لگائی تو آگ بجھ گئی اور فرمایا--- یہ کوئی کمال نہیں یہ تو بچوں کا کھیل ہے--- یہ

سن کر راجو جوگی غضب میں آگیا اور قوت استدراج سے ہوا میں اڑنے لگا--- سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس پڑی اپنی پاپوش کو حکم دیا جو ہوا میں اڑی اور راجو جوگی کے سر پر برسنے لگی--- اور وہ مجبور ہو کر زمین پر اتر آیا--- جوگی کے تمام عملیات بے کار ہو کر رہ گئے--- داتا پیا کی نگاہ اس کی تقدیر بدل چکی تھی وہ آپ کے مقام کو پہچان گیا اور آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا--- داتا پیا نے اسے آن ہی آن میں راجو جوگی سے شیخ ہندی بنا دیا اور اس کا اسلامی نام عبداللہ تجویز فرمایا آپ کی ایک نگاہ مقدس نے اسے فرش سے عرش تک پہنچا دیا۔ اس کے ظاہر وباطن میں ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ نور اسلام سے اس کا سینہ منور ہو گیا۔ پھر اسے آپ کی خلافت بھی عطا ہوئی--- اور کثیر تعداد میں غیر مسلموں کو دولت اسلام آپ کے ذریعہ سے نصیب ہوئی--- اور آج آپ کا مزار بھی داتا سرکار کے احاطہ میں موجود ہے (حیات تعلیمات حضرت داتا گنج بخش ۴۲)

کے کامل مرشدی جد نظر ہووے
رب بدل دیندا تقدیراں نوں

ہندوؤں کی بارات

سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے آستانہ کے قریب کھڑے تھے کہ قریب سے ایک ہندوؤں کی بارات کا گذر ہوا باراتی راستہ بھولے ہوئے تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا حضور ہم

استہ بھول گئے---ہمیں راستہ بتا دیجیے---آپ نے فرمایا۔
یوں بھئی---راستہ بتادوں یا راستہ دکھادوں---وہ درویش کی
رمز کو نہ سمجھ سکے بہر حال انہوں نے کہا---جناب راستہ دکھادو تو
زیادہ بہتر ہے---فرمایا اگر راستہ دیکھنا ہے تو آنکھیں بند کر لو

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

وہ سادہ لوگ تھے---راستہ دیکھنے کے لئے درویش باصفاء کے
کہنے پر انہوں نے آنکھیں بند کرلیں۔ جونہی انہوں نے آنکھیں بند
کیں سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ ولایت ان کے قلوب پر
ڈالی تو ان سب کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا
دی---اب جو آنکھ کھولتا گیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا گیا۔

کے کامل دی جد نظر ہووے
رب بدل دیندا تقدیراں نوں

سمتِ کعبہ

سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آستانہ کے قریب
ایک مسجد بنائی جس میں خود امامت کے فرائض ادا فرمایا کرتے
تھے---لاہور کے کچھ علماء نے اعتراض کیا کہ آپ کی مسجد کی سمت
کعبہ کی طرف درست نہیں---جب یہ بات آپ تک پہنچی تو آپ
نے ان اعتراض کرنے والوں کی دعوت فرمائی اور نماز کے وقت مسجد
میں امامت فرمائی نماز پڑھانے کے بعد ان اعتراض کرنے والوں کی
طرف چہرہ پھیرا اور فرمایا---کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہماری